عین الفقر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اَللّٰہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، اُس کی ذات زوال و خسارے سے پاک ہے، وہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔" اُس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے۔" درود ہو اُس ذاتِ پاک پر جو سیّد السادات ہیں، اٹھارہ ہزار عالم کی جملہ مخلوق میں سب سے زیادہ اشرف اور ہدایت و دین حق کے رسول ہیں۔ جن کی شان میں حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔" محبوبؐ! اگر آپ نہ ہوتے تو مَیں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔" جن کے بارے میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" محبوبؐ! آپ فرمادیں کہ اگر تم محبتِ الٰہی کے طلبگار ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔" وہ ذاتِ گرامی ہے محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ اَصْحٰبِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

جان لے کہ اِس کتاب کا نام عین الفقر رکھا گیا ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے طالبوں اور فنا فی اللہ فقیروں کی ہر خاص و عام مقام پر خواہ وہ مقام مبتدی ہو یا منتہی ہو، راہنمائی کر کے صراطِ مستقیم پر قائم رکھتی ہے اور اُنہیں مشاہداتِ اسرارِ پروردگار اور مشاہداتِ تجلیاتِ انوارِ توحید ذات سے مشرف کر کے "علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین"[1] کے مراتب پر پہنچاتی ہے جہاں اُنہیں محبتِ حق تعالیٰ نصیب ہو جاتی ہے اور اِس حدیثِ قدسی کے رموز اُن پر آشکارہ ہو جاتے ہیں کہ:۔" مَیں ایک مخفی خزانہ تھا، مَیں نے چاہا کہ میری پہچان ہو، پس مَیں نے اپنی پہچان کے لئے مخلوق کو پیدا کیا۔" پھر وہ شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روگردانی ہرگز نہیں

[1]:۔ علم الیقین = علمی و عقلی دلیل سے ماننا۔ عین الیقین = آنکھ سے دیکھ کر ماننا۔ حق الیقین = آنکھ سے دیکھنے کے بعد تحقیق کر کے ماننا۔

کرتے اور نہ ہی غلط روش اختیار کر کے استدراج و بدعت سے آلودہ ہوتے ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔ "جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ہم انہیں اُس طرف سے پکڑتے ہیں جدھر سے اُن کو خبر بھی نہیں ہوتی۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔ "جس راہ کو شریعت رد کردے وہ زندقہ ۱؎ کی راہ ہے۔" جس راہ کو شریعت ٹھکرا دے وہ کفر کی راہ ہے، شیطان و ہوائے نفس اور دنیائے ذلیل کی راہ ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ اس سے خبردار رہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔ "جس نے کسی چیز کو چاہا وہ خیر سے محروم رہا اور جس نے اَللّٰہُ کو چاہا وہ مالکِ کل ہو گیا۔" جس نے کسی چیز کی جستجو کی اُسے اُس سے فائدہ نہ ہوا اور جس نے اَللّٰہُ کی جستجو کی اُسے ہر چیز میسر آ گئی۔ یہ چند کلمات ظاہری و باطنی طیر سیر کے اُس سلک سلوک کے بارے میں ہیں جس کا مقصود و مطلوب فقر "فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ" ۲؎ ہے۔ طالبِ دنیا کا سلک سلوک فقر "فَفِرُّوْٓا مِنَ اللّٰهِ" ۳؎ ہے جو مردود ہے۔

ابیات :۔ (1) "میرا وجود توحیدِ حق تعالیٰ میں غرق ہو کر عین توحید ہو گیا ہے جس کی وجہ سے مجھے توحیدِ مطلق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔" (2) "راہِ شریعت پر گامزن ہو کر میں عرش و کرسی سے بالا تر مقامات پر جا پہنچا اور سِرِّ وحدت کے ہر مقام کا خوب مشاہدہ کیا۔" (3) "اے طالب! ہر حرف اور ہر سطر میں توحید کا مطالعہ کر اور ہمیشہ اس مطالعہ کو جاری رکھ حتیٰ کہ تجھے حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔"

حدیث :۔ "برتن سے وہی چیز برآمد ہوتی ہے جو اُس کے اندر موجود ہوتی ہے۔" جان لے! فقیر باھُو کہتا ہے کہ راہِ حق کے طالبوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا سراغ نہ تو مشرق و مغرب میں ملتا ہے، نہ شمال و جنوب میں ملتا ہے، نہ اوپر و نیچے ملتا ہے، نہ چاند و سورج میں ملتا ہے،

۱؎ :۔ زندقہ = بے دینی، بد اعتقادی و گمراہی۔ ۲؎ :۔ ترجمہ = دوڑو اللہ کی طرف۔

۳؎ :۔ ترجمہ = بھاگو اللہ سے دور۔

نہ آگ ومٹی اور ھوا و پانی میں ملتا ہے، نہ شب و روز میں ملتا ہے، نہ گفتگو و قیل وقال میں ملتا ہے، نہ تحصیلِ علم اور جہالت میں ملتا ہے، نہ وقتِ حال و خط و خال وصورت و جمال میں ملتا ہے، نہ ورد وظائف میں ملتا ہے، نہ تسبیح وحروف میں ملتا ہے، نہ زہد وتقویٰ اور پارسائی میں ملتا ہے، نہ در بدر کی گدائی میں ملتا ہے، نہ دلق پوشی میں ملتا ہے اور نہ ہی لب بستہ خاموشی میں ملتا ہے۔ دانا بن اور یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ کا بھید صرف صاحبِ راز [1] کے سینے میں پنہاں ہے۔ اگر تُو آئے تو دروازہ کھلا ہے اور نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔ مثنوی :-

"الٰہی تیرا بھید ہر صاحبِ راز کے سینے میں جلوہ گر ہے، تیری رحمت کا دروازہ [2] ہر کسی کے لئے کھلا ہے، جو بھی تیری بارگاہ میں عاجزی سے آتا ہے وہ بھلا کب محروم رہتا ہے؟"

دریائے وحدتِ الٰہی توحید ہمیشہ مومن کے دل میں موجزن رہتا ہے، جو شخص چاہے کہ اُسے حق حاصل ہو جائے اور وہ واصل بخدا ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ سب سے پہلے مرشدِ کامل مکمل تلاش کرے کہ وہ خزائن دل کا مالک ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور اور ذکر اللہ کی تاثیر سے فقیر کا وجود نورِ الٰہی سے پُر ہوتا ہے۔ جو شخص دل کا محرم ہو جاتا ہے وہ نعمتِ حق سے ہرگز محروم نہیں رہتا۔ حدیث :- "پہلے واقفِ راہ کی رفاقت حاصل کرو پھر راہ چلو۔" حدیث :- "اُس کا دین ہی نہیں جس کا مرشد نہیں۔" حدیث :- "جس کا مرشد نہیں اُسے شیطان گھیر لیتا ہے۔" "دل کیا چیز ہے؟ دل چودہ طبقات سے وسیع تر مقام ہے۔ حدیثِ قدسی میں فرمانِ الٰہی ہے :- "مَیں نہ تو زمین میں سماتا ہوں اور نہ ہی آسمانوں میں سماتا ہوں مَیں صرف بندۂ مومن کے دل میں سماتا ہوں۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :- "بے شک اللہ تعالیٰ نہ تو تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔"

---

[1] :- صاحبِ راز = مرشدِ کامل۔ [2] :- مرشدِ کامل کی بارگاہ ہی رحمتِ الٰہی کا دروازہ ہے جو ہر کسی کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ جو کوئی عاجزی سے اُس میں داخل ہوتا ہے وہ کامران و بامراد ہو جاتا ہے۔

مرشدِ کامل کی پہچان کیا ہے؟ طالب اللہ کو پل بھر میں ہر دو جہان سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ مرشدِ کامل کی پہچان کیا ہے؟ طالب اللہ کو پل بھر میں مقامِ فنا فی اللہ کا استغراق بخش دیتا ہے، وہ قصہ خوانی نہیں کرتا اور نہ ہی طالب اللہ کو زبانی ذکر اذکار میں مشغول کرتا ہے۔ مرشدِ کامل کی پہچان کیا ہے؟ اُس کی ایک ہی نظر عبادتِ جاودانی سے زیادہ کارگر ہوتی ہے۔ مرشدِ کامل کی پہچان کیا ہے؟ طالب اللہ کا ہاتھ پکڑتے ہی اُسے امن الامان کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔ "جو اُس میں داخل ہو گیا وہ امن پا گیا۔" اے مردک [1]! کوشش کر اور مرتبہ مردک سے نکل کر مرتبہ مرد حاصل کر لے۔ مرتبہ مردک کیا ہے؟ مرتبہ مردک یہ ہے کہ انسان ہر وقت دشمنانِ خدا یعنی نفس و شیطان سے لڑتا رہے اور مرتبہ مردِ غازی یہ ہے کہ انسان ایک ہی وار میں اغیارِ حق کا سر قلم کر کے نفس کو ہوا و ہوس سے پاک کر دے تاکہ ہر وقت کے لڑائی جھگڑے سے جان چھوٹ جائے اور اُسے استقامت نصیب ہو جائے کہ استقامت بہتر ہے کرامت و مقامات [2] سے۔ مرشدِ کامل کی پہچان کیا ہے؟ طالبوں کو حضوریٔ حق بخشتا ہے کہ حضوری بخشے بغیر طالبوں کو ذکر اذکار میں مشغول کرنا باعثِ صد گناہ و ہزار ہا زیان ہے کیونکہ مرشدِ کامل صاحبِ استغراق ہوتا ہے اور ذکر نام ہے ہجر و فراق اور دُوری کا۔ صاحبِ مسمّٰی [3] کا بھلا ذکرِ اسم سے کیا واسطہ؟ پس مرشدِ کامل مکمل واصل اُسے کہتے ہیں جو طالب اللہ کو غیر ماسویٰ اللہ سے پاک کر کے اُس کی پریشانیوں کو ختم کر دے اور اُسے ریاضتِ ریا سے نجات دلا دے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "بے شک اللہ کے ہاں تم میں سے صاحبِ عزت وہ ہے جو صاحبِ تقویٰ ہے۔" راہِ حق میں ریاضتِ

---

[1]:۔ مردک = نامرد، کمزور و کم ہمت آدمی۔ مخنث کے طور پر بولا جاتا ہے۔ [2]:۔ مقامات = راہِ حق میں پیش آنے والے مختلف مقامات و درجات۔ جب طالب اللہ تمام مقامات و درجات طے کر کے مقربِ حق ہو جاتا ہے تو صاحبِ استقامت کہلاتا ہے۔ [3]:۔ صاحبِ مسمّٰی = واصل باللہ فنا فی اللہ فقیر۔ مطلب یہ ہے کہ جسے خود اللہ تعالیٰ مل جائے اسے ذکر اذکار کی ضرورت ہی کیا ہے کہ وہ تو ہر وقت محوِ دیدارِ حق رہتا ہے۔

راز کی ضرورت ہے نہ کہ گفت وشنید اور پند و وعظ کی۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو لیکن خود اُس پر عمل نہیں کرتے حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟" اے عالمِ جاہل! مرشدِ کامل کی ایک ہی نظر ہزار ہا سال کی عبادت سے بہتر ہے کہ علمِ قیل و قال میں سراسر سردردی ہے لیکن مرشدِ کامل کی نظر میں عطائے معرفتِ وصال ہے، البتہ اگر مرشدِ کامل طالب اللہ کو زہد و تقویٰ میں مشغول کر کے ریاضت کروانا چاہے تو بارہ یا چوبیس یا چالیس سال تک ریاضت کروا سکتا ہے لیکن اگر عطا کرنا چاہے تو ذکر فکر اور زہد و تقویٰ میں مشغول کئے بغیر پل بھر میں وصالِ حق بخش سکتا ہے۔ جہاں استغراقِ فنا فی اللہ بقا باللہ کا لازوال وصال ہے وہاں کیا حاجتِ مشقتِ سالہا سال ہے۔

بیت:۔ "جب اسم و جسم یک جان ہو جاتے ہیں تو رازِ پنہانی ظاہر ہو جاتا ہے۔"

یہ وہ مقام ہے کہ جہاں اَللّٰہُ کے سوا ہر چیز کالعدم ہو جاتی ہے، اسم جسم میں اور جسم اسم میں پیوست ہو جاتا ہے۔

بیت:۔ "اپنے جسم کو تصورِ اسم اَللّٰہُ میں غرق کر کے اس طرح گم کر دے کہ جیسے بِسْمِ اللّٰہِ کے بسم میں الف گم ہے۔"

طالب اللہ جب اسم اَللّٰہُ کو اپنا لباس بنا لیتا ہے اور اسم اَللّٰہُ اُس کی جان بن جاتا ہے تو اُس کی زندگی "ھُوْ" (ذاتِ حق تعالیٰ) کا نشان بن جاتی ہے اور وہ ذات وصفات میں "ھُوْ" کی نمائندگی کرتا ہے۔ حدیث:۔ "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، بے شک اُس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا، یعنی جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا بے شک اُس نے اپنے ربّ کو بقا سے پہچانا۔" لہٰذا چاہیے کہ طالب اللہ کا دم قدم (اسم اَللّٰہُ) سے پیوست ہو اور قدم (اسم اَللّٰہُ) دم سے پیوست ہو۔ بیت:۔

"تمیں سال کی تحقیق کے بعد خاقانیؒ کو یہ راز معلوم ہوا کہ تصورِ اسم اَللّٰہُ میں لیا گیا ایک

دم سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی سے بہتر ہے۔‘‘ جوابِ باھو:۔’’ایک دم باخدا ہونا کیسا؟ انسان کو چاہیے کہ غرق فنافی اللہ ہو جائے کو وہاں دم تو کیا صدیاں بھی شمار میں نہیں آتیں۔ سو خاقانیؒ کا یہ قول درست نہیں ہے۔،، بعض فقیر ذکرِ اَللّٰہُ کا شغل اختیار کرتے ہیں تو اُن کے وجود میں ذکرِ اَللّٰہُ کی تاثیر جاری ہو جاتی ہے جس سے اُن کا دل روشن ہو جاتا ہے، اُن کی نظر فیض بخش ہو جاتی ہے اور وہ نفس پر غالب ہو کر طمعِ دنیا اور ہوائے نفس و شیطان سے فارغ و تارک ہو جاتے ہیں اور اپنے رازق کی طرف راغب ہو کر قربِ حق سے اپنا نصیب پاتے ہیں۔ ایسے ذاکر دونوں جہان کی زینت ہوتے ہیں۔ اِس کے برعکس بعض فقیر ذکرِ اَللّٰہُ کا شغل اختیار کر کے خلقِ خدا میں شہرت کماتے ہیں اور ہوائے نفس کے اسیر ہو کر درمِ دنیا کے حصول کے لئے لوگوں کو اپنے جال میں پھنساتے ہیں۔ ان دونوں فقیروں کی پہچان ذکرِ دنیا سے ہو جاتی ہے کہ فقیر کامل دنیا کا ذکر حقارت سے کرتا ہے جس سے دل کو پاکیزگی و صفائی نصیب ہوتی ہے۔ اِس کے برعکس طالبِ دنیا فقیر دنیا کا ذکر اخلاص سے کرتا ہے جس سے دل میں دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ سن! جاہل کا لباس جہالت ہے جو شیطان کا لباس ہے، عالم کا لباس علم ہے اور علم و دانش کلام اللہ کا لباس ہے جو شیطانی جہالت سے محفوظ رکھتا ہے اور فقیر کا لباس معرفتِ سبحانی کا نور ہے جس سے دونوں جہان کا مشاہدہ اور تصرف نصیب ہوتا ہے۔ عالم و جاہل و فقیر میں فرق یہ ہے کہ جاہل کا مرتبہ عام ہے، عالم کا مرتبہ خاص ہے اور عارف باللہ فقیر کا مرتبہ خاص الخاص ہے۔ لباسِ جاہل سے شرک و کفر اور جہالت و بدعت کا ظہور ہوتا ہے، لباسِ عالم سے فرمانِ الٰہی، فرمانِ رسول اور نص و حدیث کا کلام ظاہر ہوتا ہے اور لباسِ فقیر سے ہر بات اسم اَللّٰہُ، معرفتِ ’’اِلَّا اَللّٰہُ‘‘ اور جمالِ الٰہی کی نکلتی ہے۔ حدیث:۔’’ برتن سے وہی چیز برآمد ہوتی ہے جو اُس کے اندر موجود ہوتی ہے۔‘‘ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔’’ اپنے رب کے ذکر میں اِس طرح غرق ہو جا کہ تجھے اپنی بھی خبر نہ رہے۔‘‘ سن! جو مرشد غرق فنافی اللہ اور صاحبِ حضور ہو اُسے بھلا طالب اللہ کو غرق وحدت کرنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

مجلس کی حضوری سے مشرف وسرفراز کرنا کون سا مشکل ودشوار کام ہے؟ کہ طالب اللہ کو ذکر فکر اور زہد وتقویٰ کی مشقت میں ڈالنے سے یہ کام اُس کے لئے زیادہ آسان ہے۔ مست کا سودا دست بدست، پس وہ طالب اللہ کا ہاتھ پکڑتا ہے اور حضوری میں پہنچا کر سپردِ خدا کردیتا ہے۔ جو مرشد اس پر قادر نہیں اُسے مرشد نہیں کہا جاسکتا کہ وہ راہزن ہے اور راہزن عورت ہوتی ہے اور شیطان بھی عورت ہی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اُن کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔"

بیت:۔" کسی مرد کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دے تاکہ تُو بھی مرد ہو جائے کہ مردوں کے سوا رہبری کسی اور کے بس کی بات نہیں۔"

لیکن شرط یہ ہے کہ طالب عین (اسم اَللّٰہُ) سے دیکھے کہ نامِ اَللّٰہُ ہادی ہے اور ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا ہے۔ شیطان اہل ہدایت کی صورت ہرگز نہیں ہوسکتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"بے شک شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا، جس نے مجھے دیکھا، بے شک اُس نے مجھے ہی دیکھا۔"فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اے شیطان! بے شک تُو میرے بندوں پر غالب نہیں آسکے گا۔"پس مرشدِ کامل مکمل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل (اہل ہدایت) ہوتا ہے اور مرشدِ ناقص شیطان کی مثل (اہل لعنت) ہوتا ہے۔ جب صاحبِ نظر مرشد طالب اللہ پر توجہ کرتا ہے تو طالب کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور خود بخود ذکر اللہ میں محو ہو جاتا ہے جس سے اُس کا نفس سوزش وخواری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پڑوسی اُسے دیوانہ سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ خلق سے بیگانہ لیکن خدا سے یگانہ ہو جاتا ہے اور اُس کی زبان پر شوق کا یہ ترانہ ہوتا ہے:۔

"اے باھُوؒ! جو بھی ہمیں دیکھتا ہے وہ ہم سے دُور بھاگتا ہے کہ ہم فقیر ہیں اور لوگ فقر سے دُور بھاگتے ہیں لیکن فقیر اُن سے کوئی غرض نہیں رکھتا کہ فقر لایحتاج ہے۔"

حدیث:۔"اہل اللہ فقیروں کو پل بھر کے لئے بھی کوئی شے ذکر اللہ سے غافل کر کے

اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی۔"

بیت :۔" اے باھُو! اہل اللہ فقراء دونوں جہان کی یاد سے بے نیاز ہیں کہ وہ دونوں جہان کی آرزوؤں سے آزاد ہو چکے ہیں۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" نہ اُن کی نگاہ چوکی اور نہ حد سے بڑھی ۔" سالک دو قسم کے ہوتے ہیں، سالکِ مجذوب اور سالکِ محبوب۔ فقیر ان دونوں سے تعلق نہیں رکھتا کہ وہ صاحبِ وہم و صاحبِ تصرف مالک الملکی محبوب ہوتا ہے۔ طالب اللہ جب اس مرتبے پر پہنچتا ہے تو اُسے غیرِ حق سے وحشت اور حق سے اُنس ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے سوا ہر چیز سے دُور بھاگتا ہے اور مشتاقِ اشتیاق ہو کر رات دن سوزش و فراق میں جلتا رہتا ہے جس سے اُس کا نفس ہلاک ہو جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔" جب تک تُو اپنی اولاد کو یتیم اور ازواج کو بیوہ نہیں کر لیتا، خود کو کتے کی مانند خاک میں نہیں رُلا دیتا؟ گھر بار کو راہِ خدا میں خرچ نہیں کر دیتا، لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ [1] کو ہر وقت مدِ نظر نہیں رکھتا، یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ [2] کا مصداق بن کر ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل نہیں کر لیتا اور اللہ تعالیٰ سے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ [3] کی سند حاصل نہیں کر لیتا تو تیرا یار کہاں تجھ سے راضی ہے؟" فقیر باھُو کہتا ہے کہ راہِ فقر میں اِستقامت کی ضرورت ہے نہ کہ ہوائے نفس و کرامت کی کہ اِستقامت مرتبۂ خاص ہے اور کرامت مرتبۂ حیض و نفاس ہے۔ سن میرے یار! طالب اللہ کا بھلا حیض و نفاس سے کیا کام؟ پہلے قلبِ سلیم حاصل کر اور پھر تسلیم و رضا حاصل کر۔

بیت :۔" جو لوگ تسلیم و رضا کی چھری سے ذبح ہو جاتے ہیں اُنہیں ہر لحظہ غیب سے ایک نئی زندگی عطا ہوتی رہتی ہے۔"

---

[1] :۔ ترجمہ = تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ اللہ کا دیا اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے۔ [2] :۔ ترجمہ = اللہ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ [3] :۔ ترجمہ = اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

بیت:- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "جس گھر میں کتا ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔" دل گھر کی مثل ہے، ذکر اللہ فرشتے کی مثل ہے اور نفس کتے کی مثل ہے۔ جو دل حُبِّ دنیا کی ظلمت میں گھر کر خطراتِ شیطانی اور ہوائے نفسانی کی آماجگاہ بن چکا ہو اُس پر اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت نہیں پڑتی اور جس دل پر اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت نہ پڑے وہ سیاہ و گمراہ ہو کر حرص و حسد و کبر سے بھر جاتا ہے۔ حسد کے باعث قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا، حرص نے حضرت آدم علیہ السلام کو دانہ گندم کھلا کر بہشت سے نکلوا دیا اور کبر نے ابلیس کو مرتبہ لعنت پر جا پہنچایا۔ جو دل خانہ ہوس بن جاتا ہے وہ ہر وقت حرص و حسد اور کبر و غرور سے پُر رہتا ہے اور کمینی دنیا کی خاطر پریشان رہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "ایک ہی دل میں دین و دنیا جمع نہیں ہو سکتے جس طرح کہ آگ اور پانی ایک ہی برتن میں جمع نہیں ہوتے۔"

بیت:- "اگر زبان پر تسبیح جاری ہو اور دل گاؤ خر (خیالاتِ دنیا) میں غرق ہو تو ایسی تسبیح کیا اثر دکھائے گی؟"

فقیر وہ ہے جو آنکھیں بند کرے تو کونین کے اٹھارہ ہزار عالم کا مشاہدہ کرے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "نہ چوکی اُن کی نظر، نہ حد سے بڑھی۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "میں فقرِ مکب (منہ کے بل گرانے والے فقر) سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ خدا اُس فقیری سے پناہ دے جو حصولِ دنیا کی خاطر اہلِ دنیا کے سامنے سرنگوں کر دے۔ جو فقیر بکثرت مالِ دنیا جمع کر کے اُس پر استغنا کرتا ہے وہ گویا فرعون ہے، جو اُس پر بخل کرتا ہے وہ گویا قارون ہے، جو اُس پر فخر کرتا ہے وہ گویا نمرود ہے اور جو اُس کی عزت کرتا ہے وہ گویا شداد ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "مومنوں کا وصف یہ ہے کہ وہ مومنین کے حق میں نرم دل لیکن کافروں کے حق میں شدت پسند ہوتے ہیں، وہ راہِ حق میں مجاہدہ کرتے ہیں اور کسی کی ملامت سے گھبراتے نہیں۔" سن تجھے اللہ تعالیٰ نے اشرف بنایا ہے

جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- "اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو مکرّم بنایا ہے-" اور تجھے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- " اور مَیں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے-" یعنی اپنی معرفت و پہچان کے لئے پیدا کیا ہے- پس عابد و عارف وہ ہے جو خود کو عبادت کے اِس درجہ پر پہنچائے- فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- "اور اپنے ربّ کی عبادت جاری رکھ حتیٰ کہ تجھے یقین (کامل معرفتِ حق) حاصل ہو جائے-" شیخ محی الدین حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے :- "جس نے حصول الوصول کے بعد عبادت کا ارادہ بھی کیا تو بے شک اُس نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا-" [1] سن! جو شخص مرتبہٗ عبودیت سے نکل جاتا ہے اور مرتبہٗ ربوبیت پر پہنچ کر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے وہ ہر وقت مشاہدہٗ جمالِ حق میں غرق رہتا ہے، پھر اُس کا عبادت و مجاہدہ سے کیا کام؟

ابیات :- (1) " مَیں بے سر ہو کر بے مثل و بے مثال ذاتِ حق کے مشاہدہ میں غرق رہتا ہوں- یہ وہ مقام ہے کہ جہاں وجود و وصال کا نام ہی باقی نہیں رہتا-" (2) "جب تک تُو اپنی ہستی کو فنا نہیں کر دیتا سراسر ہوائے نفس کا قیدی بنا رہے گا، ایسے میں تُو لِیْ مَعَ اللّٰہِ کے مرتبے تک کہاں پہنچ سکتا ہے؟ "

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے :- " مَیں جس چیز کو بھی دیکھتا ہوں اُس

---

[1] :- طالبِ مولیٰ جب تمام منازلِ سلوک طے کر کے غرق فنا فی اللہ ہو کر بقا باللہ ہو جاتا ہے تو اُس کی بشریت فنا ہو جاتی ہے اور وہ دوئی سے نکل کر یکتائی میں پہنچ جاتا ہے، یعنی عبودیت سے نکل کر ربوبیت میں پہنچ جاتا ہے- اِس مقام پر باطن میں اعمالِ بندگی کا خیال بھی کفر و شرک باللہ ہوتا ہے- لیکن ظاہر میں اِس قدر ہوشیار ہوتا ہے کہ اعمالِ شریعت کے فرض و واجب و سنت و مستحب کی ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہیں کرتا- الغرض یہ سراسر باطن کی ایک کیفیت ہے، اِس کا اِطلاق ظاہر پر نہیں ہوتا- اگر کوئی اِس قول کی آڑ لے کر اعمالِ شریعت ترک کرتا ہے تو وہ جھوٹا و منافق و راہزن و زندیق ہے- نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا-

میں اللہ ہی اللہ دیکھتا ہوں کہ ہر چیز کی عین (حقیقت) اللہ ہی ہے۔" حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" میں اپنے بندے کے ساتھ اُس کے گمان کے مطابق پیش آتا ہوں، اب میرا بندہ جیسا چاہے میرے ساتھ گمان رکھے۔" سو جب وہ میری ذات کا گمان اپنی ذات کے اندر کرتا ہے تو بے شک وہ مجھے پالیتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" اور مَیں تمہاری جان کے اندر ہوں کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟" البتہ اِس راہ میں صرف اِنسان ہی چل سکتا ہے کہ اِنسان اگر چشمِ بصیرت کھول لے تو ہر وقت ذاتِ حق کے مشاہدہ میں غرق رہتا ہے ورنہ حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "خلقت کے لحاظ سے تو گدھے اور اِنسان کو ایک ہی جنس (اربعہ عناصر) سے پیدا کیا گیا ہے۔" جس شخص کو معرفتِ حق تعالیٰ حاصل نہیں اور وہ سلک سلوکِ تصوف کو نہیں جانتا، اُس نے چاہے ہزاروں کتابیں کیوں نہ پڑھ رکھی ہوں وہ جاہل ہی رہتا ہے کہ اُس کی زبان زندہ مگر دل مردہ رہتا ہے اور وہ محض علم کا بوجھ اُٹھانے والا جانور ہی ہوتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اور ہم اُس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔"

بیت:۔"جو شخص اپنی جان کے بدلے اسم اَللّٰہُ خرید لیتا ہے وہ کھلی آنکھوں سے ذاتِ حق کا دیدار کرتا ہے۔"

حدیث:۔"اُس (اللہ تعالیٰ) کی آیات میں تفکر کرو مگر اُس کی ذات میں تفکر مت کرو۔"

بیت:۔"خدائے تعالیٰ تو شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے، تُو اُسے دُور کیوں سمجھتا ہے؟ یہ تُو ہی ہے جو اُس سے دُور ہے ورنہ وہ تو تیرے روبرو ہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" تم جہاں بھی ہوتے ہو اللہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔" اللہ تو ہر وقت تیرے ساتھ ہے لیکن تُو ہی اُس کی دید سے اندھا اور گمراہ ہو گیا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"جو شخص یہاں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔" لوگ اگرچہ علم حاصل کرتے ہیں لیکن محض دنیا میں روزی معاش کمانے اور بادشاہِ دنیا کا تقرب حاصل کرنے کے لئے

کرتے ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" کیا ہم نے آپ کا سینہ (معرفتِ حق کے لئے) کھول نہیں دیا اور آپ کا بوجھ اُتار نہیں دیا؟" علم وہ ہے جو سینہ کھول دے نہ کہ وہ ورسی علم کہ جس سے وجود میں حسد وکینہ پیدا ہوجائے۔ سن اے حق شناس! معیتِ خدا حاصل کر اور اَللّٰہُ کے سوا ہر چیز کا نقش دل سے مٹا دے تاکہ ذاتِ حق کے سوا دل میں کچھ بھی باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان:۔" کُلُّ مَنْ عَلَیْھَافَانٍ ۝ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ" [1] کے مطابق صرف اُسی کے ہی جلوے تیرے دل میں باقی رہ جائیں۔

بیت:۔" وہ مجھے جانتا ہے، میری نگہبانی کرتا ہے اور مجھ پر مہربان رہتا ہے، بھلا یہ بیل گدھے وحدتِ حق کو کیا جانیں؟"

جب اسم اَللّٰہُ دل پر نقش ہوجاتا ہے اور اسم اَللّٰہُ کی تجلی دل پر غالب آکر بھڑک اُٹھتی ہے تو نفس مغلوب ہوکر مرجاتا ہے اور دل زندہ ہوجاتا ہے اور صاحبِ تصور پر وحشت طاری ہوجاتی ہے۔ حضور غوث پاک محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:۔"اِس مقام پر طالب اللہ تعالیٰ سے اُنس رکھتا ہے اور غیر اللہ سے وحشت کھاتا ہے۔"

بیت:۔" جب نقش اسم اَللّٰہُ پیشانی پر ہویدا ہوگیا تو اُس نے غرق فنا فی اللہ کرکے حق الیقین کے مرتبے پر پہنچا دیا۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"دنیا تمہیں مبارک ہو، عقبیٰ بھی تمہیں مبارک ہو، میرے لئے تو میرا مولیٰ ہی کافی ہے۔" حدیث:۔ "جس نے دنیا کو چاہا، اُسے دنیا ملی، جس نے آخرت کو چاہا اُسے آخرت ملی اور جس نے اَللّٰہُ کو چاہا وہ مالکِ کل ہوگیا۔" حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"نفس کو چھوڑ دے اور اللہ کو پالے۔"

بیت:۔" مَیں نے اپنے دل سے طلب دنیا وعقبیٰ کو نکال دیا ہے کہ اِس گھر میں غمِ دنیا و

---

[1]:۔ ترجمہ = ہر چیز کو فنا ہے مگر عظمت وبزرگی والے تیرے ربّ نے باقی رہنا ہے۔

آخرت رہ سکتا ہے یا جمالِ دوست۔"

حدیث:۔"عشق ایک آگ ہے جو محبوب کے سوا ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔" ہر چیز کے ظاہر و باطن میں صرف ایک ہی ذات جلوہ گر ہے اس لئے عارف باللہ جب بھی بولتا ہے اُس کے منہ سے اسم اَللّٰہُ ہی نکلتا ہے، وہ جدھر بھی دیکھتا ہے اسے اسم اَللّٰہُ دکھائی دیتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"پس تم جدھر بھی دیکھو گے تمہیں اللہ ہی کا چہرہ نظر آئے گا، بے شک اللہ تعالیٰ کے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔" اور جب بھی سنتا ہے اسم اَللّٰہُ ہی سنتا ہے کہ بے شک اسم اَللّٰہُ نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔" اس مقام پر عاشق کو فقر پر فخر محسوس ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ (1)" فقر پر مجھے فخر ہے کہ فقر میرا خاص سرمایہ ہے، فقر ہی کی وجہ سے مجھے تمام انبیاؑ و مرسلین پر افتخار حاصل ہے۔"(2)" فقراُ سے محبت اخلاقِ انبیاؑ میں سے ہے اور فقراُ سے بغض اخلاقِ فرعون میں سے ہے۔"(3)"جس نے کسی فقیر کی زیارت اُس کا کلام سننے کے لئے کی اللہ تعالیٰ حشر کے روز اُسے انبیاؑ و رسل کے ساتھ اُٹھائے گا۔" حدیثِ قدسی میں فرمانِ الٰہی ہے:۔"جب کوئی میرے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو میں اُس کا ہم مجلس بن جاتا ہوں۔" اجر و ثواب کے لحاظ سے فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت سے افضل ہے اور ایک دم کے لئے ذکر "اَللّٰہُ" میں مشغول رہنا ہزار مسائل فقہ سیکھنے سے افضل ہے کہ مسائل فقہ کا علم اسلام کی بنیاد ہے۔ تلاوتِ قرآن اور جملہ ظاہری عبادات اگر چھوٹ جائیں تو اُن کی قضا ممکن ہے لیکن دم کی قضا ممکن نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ (1)"جو شخص دائمی فرض ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اُس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرتا۔"(2)"سانس گنتی کے ہیں اور جو سانس ذکر اللہ کے بغیر گزرے وہ مردہ ہے۔"

ابیات:۔ (1)"دم کی نگہبانی کر کہ دم ایک پورا جہان ہے، داناؤں کے نزدیک (تصورِ اسم اَللّٰہُ میں گزرا ہوا) ایک دم جہان بھر سے افضل ہے۔"(2)"حیف و افسوس میں اپنی عمر برباد

نہ کر، فرصتِ دم کو عزیز رکھ کہ وقت کی تلوار اُسے کاٹ رہی ہے۔"

جان کنی کے وقت توفیقِ الٰہی سے جب دم ہی بندے کا رفیق ہے تو طلبِ الٰہی کے علاوہ دیگر ہر طلب گمراہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"سب سے اچھی طلب اللہ کی طلب ہے اور سب سے اچھی یاد اللہ کی یاد ہے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اور اُس شخص کی پیروی مت کرو کہ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ ہوائے نفس کی پیروی میں حد سے گزر گیا۔" حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"جو مجھے تلاش کرتا ہے بے شک وہ مجھے پا لیتا ہے، جو مجھے پا لیتا ہے وہ مجھے پہچان لیتا ہے، جو مجھے پہچان لیتا ہے اُسے مجھ سے محبت ہو جاتی ہے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرا عاشق بن جاتا ہے، جو مجھ سے عشق کرتا ہے میں اُسے قتل کر دیتا ہوں، جسے میں قتل کرتا ہوں اُس کی دیت مجھ پر لازم ہو جاتی ہے اور اُس کی دیت میں ہوں۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"جو شخص کسی چیز کی جستجو میں جدوجہد کرتا ہے وہ اُسے پا لیتا ہے۔" حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"بے شک آدمی کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے جو فواد میں ہے، فواد قلب میں ہے، قلب روح میں ہے، روح سرّ میں ہے، سرّ خفی میں ہے اور خفی انا میں ہے۔" جب کوئی فقیر فنافی اللہ ہو کر مقامِ انا میں پہنچ جاتا ہے تو اُس پر حالتِ سکر وارد ہو جاتی ہے اور اُس کے وجود سے تین طرح کے انوارِ توحید جلوہ گر ہوتے ہیں، اُس کی پیشانی نورِ توحید سے جگمگا اُٹھتی ہے، اُس کی آنکھیں انوارِ توحید سے منور ہو جاتی ہیں اور اُس کا دل انوارِ توحید سے روشن ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اِن تینوں اندام سے عبادت میں مشغول رہے تو صاحبِ معرفت رہتا ہے ورنہ سلب ہو جاتا ہے اِس لئے اُس کی پیشانی سجدہ ہجود میں مصروف رہتی ہے، اُس کی نظر شریعت پر مرکوز رہتی ہے اور اُس کا دل اِتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تصدیق سے پُر رہتا ہے۔ انا بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔(1) قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ [1] اور (2) قُمْ بِاِذْنِیْ۔[2] فقیر انا کی

[1]:۔ ترجمہ = اُٹھ اللہ کے حکم سے۔ [2]:۔ ترجمہ = اُٹھ میرے حکم سے۔

اِنہی دو حالتوں سے منسلک رہتا ہے جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:-
"سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ" [1] اور منصور رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:- "اَنَا الْحَقُّ" [2] انا ایک راز ہے، جو اس راز کو فاش کر لیتا ہے وہ سب سے بڑے راز (اللہ) کو پا لیتا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اِس مرتبے پر پہنچے تو عرض کی:- "الٰہی تیری ذات پاک ہے، مَیں تیری عبادت اِس طرح نہیں کر سکا جس طرح کہ تیری عبادت کا حق ہے اور تیری معرفت اِس طرح حاصل نہ کر سکا جس طرح کہ تیری معرفت کا حق ہے۔" پس معلوم ہوا کہ یہ مقام بھی خام ہے اِس لئے اِس سے آگے بڑھ کر مقام لَا تَخَفْ پر پہنچنا چاہیے جس کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "بے شک اولیائے اَللّٰہ پر نہ کوئی خوف ہے نہ ہی کوئی غم۔" دانائی سے کام لے اور یاد رکھ کہ یہ "فقر" ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہے اور اِس کی بدولت ہی اللہ تعالیٰ نے یہ انعام عطا فرمایا ہے:- "تم بہترین اُمت ہو تمام اُمتوں میں سے۔" قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ ہے اور قُمْ بِاِذْنِیْ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کا مرتبہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان نورِ توحید میں غرق تھی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اعلیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے فقیر سر سے پاؤں تک دل جان سے نورِ توحید میں اِس طرح غرق ہیں کہ نہ وہ خدا ہیں اور نہ ہی خدا سے جدا - اِستغراقِ وحدت میں فقیر کی حالت یوں ہوتی ہے کہ جیسے آگ و چنگاری یا طعام و نمک کہ نمک میں جو چیز غرق ہو جائے وہ نمک بن جاتی ہے یا جیسے دودھ اور پانی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے:-
"اِستغراق مع اللہ میں میری ایک حالت ایسی بھی ہوتی ہے کہ جہاں نہ کوئی مقرب فرشتہ داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی

---

[1]:- ترجمہ = میری ذات پاک ہے، میری شان سے بڑھ کر کس کی شان ہے؟

[2]:- ترجمہ = میری ذات حق ہے۔

نبی مُرسل-"[1] فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-"بے شک ہم نے آپ کو ایسی واضح فتح عطا کر دی ہے کہ جس سے آپ پر لگائے جانے والے اگلے پچھلے تمام الزامات بے بنیاد ثابت ہوتے چلے جائیں گے-" جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مقام پر پہنچے تو اتنی کثرت سے تعبد و شکرانہ ادا کرنے لگے کہ کسی اور کی کیا مجال؟ فرمایا کرتے تھے:-" کیا مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ "

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-" ہر وہ باطن باطل ہے جو ظاہر کے خلاف ہے-"

بیت:-" پہلے علم حاصل کر پھر میدانِ معرفت میں قدم رکھ کہ حضورِ حق میں جاہلوں کی کوئی گنجائش نہیں-"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-"جو شخص بغیر علم کے زہد و ریاضت اختیار کرتا ہے وہ آخرکار پاگل ہو کر مرتا ہے یا کفر کی موت مرتا ہے-"

بیت:-" علمِ حق روشن نور ہے، اُس کی مثل اور کوئی نور نہیں، علم ہو تو باعمل ورنہ بے عمل

---

[1]:- حدیث مبارک میں آیا ہے:-"ایک رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُٹھ کر گھر سے نکلے- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تجسس میں اُن کے تعاقب میں چلی گئیں، دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت البقیع میں جا کر بیٹھ گئے ہیں- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس پلٹنے لگیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کی آہٹ پا کر فرمایا:-" کون ہے؟" حضرت عائشہؓ نے عرض کی:-" مَیں عائشہ ہوں-" فرمایا:-" کون عائشہ؟" عرض کی:-"ابوبکر کی بیٹی-" فرمایا:-" کون ابوبکر؟" عرض کی:-"محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام-" فرمایا:-" کون محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)؟" اِس پر حضرت عائشہ صدیقہؓ خاموش ہو کر واپس پلٹ گئیں- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واپسی پر اِس معاملہ پر بات ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-" لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّ لَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ " (اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری ایک حالت ایسی بھی ہوتی ہے کہ جہاں کسی مقرب فرشتے یا نبی مرسل کی بھی گنجائش نہیں ہوتی-) فقر میں یہی وہ مقامِ قرب ہے جس کے متعلق حضور غوث پاک نے فرمایا ہے کہ وصالِ حق تعالیٰ کے اِس مقام پر عبادت کرنے کا ارادہ بھی کفر و شرک ہوتا ہے کیونکہ یہاں دوئی ختم ہو جاتی ہے اور یہ "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ" کا مقام ہے-

علم کی ضرورت نہیں جو محض گدھے پر لدے ہوئے بوجھ کی مثل ہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"جس نے ذرّہ بھر نیکی کی وہ اُسے پالے گا اور جس نے ذرّہ بھر برائی کی وہ بھی اُسے پالے گا۔"

بیت:۔" علمِ باطن مکھن ہے اور علمِ ظاہر دودھ۔ بھلا دودھ کے بغیر مکھن کہاں سے آئے گا اور پیر کے بغیر بزرگی کہاں سے آئے گی؟"

علم وہ ہے جو معلوم (ذاتِ حق تعالیٰ) تک پہنچادے ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق " علم ہی سب سے بڑا حجاب ہے۔"

بیت:۔"یار سے ملانے والا علم کتابوں سے نہیں ملتا کہ راہِ وصل میں یہ درسی علم کسی کام نہیں آتا۔"

محض قیل وقال کے عالموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔"اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر بوجھ لدا ہوا ہے۔"

بیت:۔"اسرارِ معرفت اہلِ مدرسہ سے مت پوچھ کہ کیڑا اگر کتاب کو کھالے تو نکتہ دان نہیں بن جاتا۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرمایا:۔" اے ابوذر! اکیلے چلا کرو، اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اکیلا ہے، تم زمین میں اکیلے رہو۔ اے ابوذر! بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ اے ابوذر! کیا تجھے معلوم ہے کہ مَیں کس غم وفکر میں محو رہتا ہوں اور کس چیز کا مشتاق ہوں؟ حضرت ابوذرؓ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے غم و فکر سے آگاہ فرمادیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔ آہ! آہ! آہ! مجھے اپنے اُن بھائیوں سے ملاقات کا شوق ہے جو میرے بعد آئیں گے، وہ انبیاؑ کی سی شان کے مالک ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں اُن کا مرتبہ شہداؑ کا ہے، وہ رضائے الٰہی کی خاطر اپنے والدین، بھائی

بہنوں اور اولاد سے جدائی اختیار کریں گے، اپنے مال و اسباب سے دست بردار ہو جائیں گے، اپنے آپ کو تواضع اور انکساری سے سنواریں گے۔ ہوائے نفس و حصولِ دنیا کی طرف راغب نہ ہوں گے۔ وہ محبتِ الٰہی میں غرق ہو کر مسجدوں میں جمع ہوں گے اور اُن کے دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے، اُن کی ارواح منجانب اللہ ہوں گی، اُن کا علم اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوگا، اُن میں سے جب کوئی بیمار ہوگا تو اُس کی بیماری بارگاہِ الٰہی میں ہزار سالہ عبادت سے افضل ہوگی۔ اے ابوذر! اگر تم چاہو تو اُن کی شان میں کچھ اور بیان کروں؟ حضرت ابوذرؓ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مزید ارشاد فرمائیں۔ فرمایا! اُن میں سے جب کوئی فوت ہوگا تو ایسا ہوگا گویا کہ آسمان والوں میں سے کوئی فوت ہو گیا ہے کیونکہ اُن کی عزت افزائی اللہ تعالیٰ پر لازم ہے۔ اے ابوذر! اگر تم چاہو تو میں اُن کی شان میں مزید بیان کروں؟ عرض کی! ہاں اے اللہ کے رسول! مزید ارشاد فرمائیں۔ فرمایا! اگر کوئی جوں اُن کے کپڑوں میں گھس کر اُنہیں کاٹے گی تو اُس کی تکلیف کے بدلے اللہ تعالیٰ اُنہیں ستر حج اور ستر عمرے کا ثواب عطا فرمائے گا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چالیس غلام آزاد کرنے کا اُنہیں ثواب ملے گا اور وہ غلام بھی اتنے قیمتی کہ اُن میں سے ہر ایک غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہو۔ اے ابوذر! اگر تم کہو تو میں اُن کی شان میں مزید بیان کروں؟ عرض کی! ہاں اے اللہ کے رسول! مزید ارشاد فرمائیں۔ فرمایا! اُن میں سے جب کوئی اہلِ محبت ذکر اللہ کرے گا تو اُس کی ہر سانس کے بدلے دس لاکھ درجات لکھے جائیں گے۔ اے ابوذر! اگر تم کہو تو میں اُن کے بارے میں کچھ اور بیان کروں؟ عرض کی! ہاں اے اللہ کے رسول! مزید ارشاد فرمائیں۔ فرمایا! اُن میں سے جب کوئی کوہِ عرفات میں دو رکعات نماز ادا کرے گا تو اُس کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کی ایک ہزار سالہ عمر کا ثواب لکھا جائے گا۔ اے ابوذر! اگر تم چاہو تو میں اُن کے بارے میں مزید بیان کروں؟ عرض کی! ہاں اے اللہ کے رسول! مزید ارشاد فرمائیں۔ فرمایا! جب کوئی اُن میں سے اسم اللہ ذات کی تسبیح کرے گا تو

قیامت کے دن وہ تسبیح بارگاہِ الٰہی میں اس بات سے افضل ہوگی کہ دنیا کے پہاڑ سونا چاندی بن کر اُس کے ساتھ چلا کریں۔ اے ابوذر! اگر تم کہو تو میں اُن کے بارے میں مزید بیان کروں؟ عرض کی ! ہاں اے اللہ کے رسول! مزید ارشاد فرمائیں۔ فرمایا! جس نے عقیدت بھری نظروں سے اُن کی طرف دیکھا تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات بیت اللہ کی طرف دیکھنے سے زیادہ پسند ہوگی، جس نے عقیدت سے اُن کو دیکھا تو گویا اُس نے اللہ کو دیکھا، جس نے اُنہیں لباس پہنایا تو گویا اُس نے اللہ کو لباس پہنایا اور جس نے اُنہیں کھانا کھلایا تو گویا اُس نے اللہ کو کھانا کھلایا۔ اے ابوذر! اگر تم کہو تو میں اُن کے بارے میں مزید بیان کروں؟ عرض کی! ہاں اے اللہ کے رسول! مزید ارشاد فرمائیں۔ فرمایا! وہ گنہگار جو گناہ کرنے پر بضد بھی ہو اور بے حد گنہگار بھی ہو، اگر اُن کی محفل میں آ بیٹھے گا تو اُٹھنے سے پہلے اُس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پس تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہلِ دل کبھی کبھی سچے خوابوں کی صورت میں اسرارِ ملکوت کا مشاہدہ و مکاشفہ کرتے رہتے ہیں اور کبھی کبھی بیداری کی حالت میں بھی اُن پر مشاہدہ کی صورت میں معانی منکشف ہوتے رہتے ہیں اور یہ حالت اعلیٰ درجات میں سے ہے اور یہ درجاتِ نبوت میں سے ہے۔ بے شک سچے خواب نبوّت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ پس تم اُن کے معاملے میں ڈرنا، اگر تم اِس بارے میں غلطی کرو گے تو تمہارے قصور کی حد تجاوز کر جائے گی اور تم ہلاکت میں جا پڑو گے۔ اُس عقل سے جہالت بہتر ہے جو اُن کے انکار کی طرف راغب کرے کیونکہ اولیا اللہ کے امور سے جس نے انکار کیا اُس نے گویا انبیا کا انکار کیا اور وہ دین سے مکمل طور پر نکل گیا۔'' اور یہ آیت بھی فقرا کے بارے میں آئی ہے، فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ '' آپ اُن لوگوں میں رہا کریں جو اپنے ربّ کے دیدار کی طلب میں رات دن ذکر اللہ میں غرق رہتے ہیں، آپ دنیوی زیب و زینت کی خاطر اُن سے روگردانی ہرگز نہ کریں اور اُن لوگوں کی باتوں میں ہرگز نہ آئیں جن کے دلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ ہوا و ہوس میں غرق ہو گئے ہیں، اُن کا تو کام ہی حدیں توڑنا ہے۔''

نیز یہ آیت بھی فقراُ کے بارے میں ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اللہ تعالیٰ نے کسی کے سینے میں دو دل نہیں رکھے۔" رسالہ "غوث العالم محی الدین" میں تحریر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔"میرے نزدیک فقیر وہ نہیں کہ جس کی ملکیت میں کچھ نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے کہ جس کا حکم ہر چیز پر چلتا ہو، وہ جس چیز کے لئے کہہ دے کہ "ہو جا" وہ ہو جائے۔" "اے غوث محی الدین! اپنے احباب واصحاب سے کہہ دو:۔"جو شخص میری محبت کا طالب ہے اُسے چاہیے کہ فقر اختیار کرے کہ فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔ اے غوث محی الدین! اپنے اصحاب سے کہہ دو کہ:۔"دعوتِ فقراُ کو غنیمت جانیں کہ بے شک فقراُ میرے ساتھی ہیں اور میں اُن کا ساتھی ہوں۔" "اے غوث محی الدین! جب کسی کو فقر کی آگ میں جلتا ہوا اور کثرتِ فاقہ سے شکستہ حال دیکھو تو اُس کے ساتھی بن جاؤ کہ اُس کے اور میرے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔(1)" فقر لوگوں کے نزدیک ملامت ہی ملامت ہے مگر اللہ کے نزدیک ایک انمول خزانہ ہے۔"(2) "فقیر اگر شقی[1] بھی ہو تو شاکر غنی سے افضل ہے۔"(3)" فقر دونوں جہان میں چہرے کا نور ہے۔" حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ درویشی وفقیری کیا چیز ہے؟ فرمایا:۔"درویشی فقیری یہ ہے کہ اگر اٹھارہ ہزار عالم کی جملہ موجودات اور جہان بھر کا سونا چاندی فقیر کو دے دیں تو وہ اُسے فوراً راہِ خدا میں خرچ کر دے۔" درویشی وفقیری کے ستر ہزار مقامات ہیں۔ فقیر جب تک اُن ستر ہزار مقامات کی سیر وتفریح نہیں کر لیتا اور دوسروں کو یہ سیر تماشا دکھانے کے قابل نہیں ہو جاتا اُسے فقیر درویش نہیں کہا جا سکتا۔ جب تک فقیر درویش اُن جملہ مقامات سے واقف ہو کر اُن سے آگے نہیں بڑھ جاتا وہ فقیر درویش ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اِس قدر قوت وطاقت کے بغیر اگر وہ درویشی کرتا ہے تو خود نمائی کے لئے کرتا ہے نہ کہ خدا کے لئے۔

جہاں خزانہ ہوتا ہے وہاں سانپ بھی ہوتا ہے اور جہاں پھول ہوتا ہے وہاں کانٹا بھی ہوتا ہے۔

---

[1]:۔ یہاں شقی فقیر سے مراد بے عمل فقیر ہے۔

فقیر اٹھارہ ہزار عالم کے معاملات سے منہ موڑ کر آگے بڑھتا ہے اور عرش سے اوپر پہنچ جاتا ہے تو جملہ موجودات سے واقف ہو جاتا ہے اور مذہبِ سلوک میں درویش فقیر اُسی کو کہتے ہیں۔ فقیر جب اُن ستر ہزار مقامات سے گزر کر عرش و کرسی سے آگے نکل جاتا ہے تو اُس کا مرتبہ وہم و فہم سے بالا ہو جاتا ہے۔ یہ ایک راز ہے بندے اور خدا کے درمیان جسے خدائے عزوجل کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ دانا تر ذات ہے۔

بیت:۔" ہم نے دریائے عشق میں اس شان سے شناوری کی کہ ہمارا سر ہمیشہ عرش سے اوپر ہی رہا۔"

یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ شبِ معراج جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پر سوار ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے اٹھارہ ہزار عالم کی جملہ موجودات کو آراستہ و پیراستہ کر کے عرش و کرسی سے بالا تر سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر دست بستہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "مَحْمُوْدًا نَّصِیْرًا قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" کے اعلیٰ مقام پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا:۔"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مَیں نے اٹھارہ ہزار عالم کو آپ کے تابع کیا، آپ کو اُس کا معائنہ کرایا اور جملہ موجودات کو آپ کے سپرد کیا، آپ بتائیں کہ آپ کو کون سی چیز پسند آئی اور آپ کیا چیز لینا پسند فرمائیں گے؟" آپ نے عرض کی:۔"خداوندا! مجھے اسم اَللّٰہُ اور تیری محبت پسند آئی اور مَیں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔" فرمایا:۔"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری محبت کس چیز میں ہے؟ مَیں کونسی چیز پسند کرتا ہوں؟ وہ کون سی چیز ہے کہ جسے میرا قرب حاصل ہے اور میرے اور اُس کے درمیان کوئی حجاب نہیں؟" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی:۔ " خداوندا! وہ چیز فقر فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"الٰہی مجھے مسکینوں والی زندگی دے، مسکینوں والی موت دے اور میرا حشر بھی مسکینوں کے زمرے میں کر۔" جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فقر کو خدا سے یکتا پایا تو فرمایا:۔

"قوم کا سردار فقرا کا خادم ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "جب فقر اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "بے شک اللہ تعالیٰ غنی فقرا سے محبت کرتا ہے۔" پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فقر اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔ جب حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے پوچھا:۔ " اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون سی چیز آپ کو ناپسند ہے؟" آپ نے عرض کی:۔ "خداوندا! مجھے ہر وہ چیز ناپسند ہے جو تجھے ناپسند ہے؟" اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ "مجھے کون سی چیز ناپسند ہے؟" عرض کی:۔ " خداوندا! تیری ناپسندیدہ چیز دنیا ہے کہ دنیا کی قدر تیری نگاہ میں مچھر کے پر جتنی بھی نہیں ہے لہٰذا جو دنیا کو پسند کرتا ہے وہ تیری درگاہ کا ناپسندیدہ شخص ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ " دنیا ملعون ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب ملعون ہے سوائے ذکر اللہ کے۔" سن! فقیر باھُو کہتا ہے کہ فقر کے تین حروف ہیں، فقہ کے بھی تین حروف ہیں، علم کے بھی تین حروف ہیں، عمل کے بھی تین حروف ہیں، حلم کے بھی تین حروف ہیں اور حلیم اللہ تعالیٰ کا نام ہے، ان سب کو ملا کر یکجا کر دے اور شریعت کے پانی میں گھول کر اس میں طریقت ومعرفت وحقیقت اور عشق ومحبت ملا دے اور پھر پیالہ بھر کے پی لے، اس کے بعد میدانِ فقر میں قدم رکھ اور ہر دو جہان کو بھول جا۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔ یہ قدم اُٹھائے بغیر راہِ فقر میں ہرگز نہیں چلا جا سکتا کہ ہزاراں ہزار طالبانِ الٰہی اس ورطۂ توحید میں غرق ہو کر مجذوب ہوئے اور رجعت کھا کر حسرت کی موت مرے لہٰذا سوتے جاگتے اور مستی وہشیاری کی ہر حالت میں شریعتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کاربند ہو کر ہوشیاری سے معیتِ الٰہی اختیار کیے رکھ۔

باب اوّل

شرحِ اسم اَللّٰہُ اور توحیدِ فنا فی اللّٰہُ

سن! توریت، زبور، انجیل، اور اُم الکتاب یعنی فرقان یہ چاروں کتابیں محض اسم اَللّٰہُ کی شرح ہے۔ اسم اَللّٰہُ کیا چیز ہے؟ اسم اَللّٰہُ عین ذات پاک ہے جو بے چون و بے چگون اور بے شبہ و بے نمون ہے اور جس کی شان میں آیا ہے:۔ " اے نبی! آپ فرمادیں کہ اسم اَللّٰہُ واحد ذاتِ حق تعالیٰ ہے۔" جو شخص اسم اللہ ذات (اَللّٰہُ) کو پڑھ کر اُس کا حافظ ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے پڑھنے اور اُس کے ذکر سے علمِ لدنی کھلتا ہے کہ جس کی نشاندہی اس فرمانِ حق تعالیٰ میں کی گئی ہے:۔" اور آدم (علیہ السلام) کو کل اسما کا علم سکھا دیا گیا۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" جس چیز پر اسم " اَللّٰہُ " نہ پڑھا جائے وہ چیز ناپاک ہے۔" یاد رکھ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عرش و کرسی اور لوح و قلم سے گزر کر حضورِ پروردگار میں قابَ قوسین کے مقام پر پہنچنا اور اللہ تعالیٰ سے بلا حجاب کلام کرنا محض اسم اَللّٰہُ کی برکت ہی سے ہوا کہ اسم اَللّٰہُ دونوں جہان کی چابی ہے۔ ساتوں طبقاتِ زمین اور ساتوں طبقاتِ آسمان جو بلا ستون ایستادہ ہیں تو یہ محض اسم اَللّٰہُ ہی کی برکت ہے۔ جو پیغمبر بھی مرتبہ پیغمبری پر پہنچا اور کفار پر فتح حاصل کر کے اُن کے شر سے مامون ہوا تو یہ بھی اسم اَللّٰہُ ہی کی برکت تھی کہ اُن کا نعرہ ہمیشہ یہی ہوا کرتا تھا:۔ " اَللّٰہُ ہی ہمارا معین و مددگار ہے۔" بندے اور مولیٰ کے درمیان رابطے کا وسیلہ اسم اَللّٰہُ ہی تو ہے۔ تمام اولیا اللہ غوث و قطب اہل اللہ کو ذکر فکر الہام مذکور غرق توحید مراقبہ و کشف و کرامات اور علم لدنی کے جتنے بھی مراتب ملتے ہیں اسم اَللّٰہُ ہی کی برکت سے ملتے ہیں کہ اسم اَللّٰہُ سے علمِ لدنی کھلتا ہے جس کے پڑھ لینے کے بعد کسی اور علم کے پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔

بیت :-" جسے اسم اَللّٰہُ کے ساتھ قرار نصیب ہوا وہ غیر اللہ کے ہر بندھن سے نجات پا گیا۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- "الٰہی تو ہمارے اور فاسقوں کے درمیان علیحدگی فرما دے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :-(1) "اہل بدعت سے میل جول مت رکھو "(2) "اہل بدعت جہنم کے کتے ہیں۔" سن ! اسمائے صفات کے ذکر سے استدراج پیدا ہوتا ہے لیکن اسم اللہ ذات کے ذکر میں تفاوت وتجاوز استدراج ہرگز نہیں ہے کہ اسم " اَللّٰہُ " جل جلالہٗ کے چار حروف ہیں " ا ل ل ہ "۔جب اسم اَللّٰہُ سے الف جدا ہو جائے تو لِلّٰہُ رہ جاتا ہے، جب الف کے بعد پہلا " ل " جدا ہو جائے تو لَہٗ رہ جاتا ہے اور جب دوسرا " ل " بھی جدا ہو جائے تو ھُوْ رہ جاتا ہے اور یہ چاروں اسمائے اعظم " اَللّٰہُ، لِلّٰہُ ، لَہٗ اور ھُوْ " اسم اللہ ذات ہیں۔فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- " اَللّٰہُ (اسم اللہ ذات) نہیں ہے مگر عین ھُوْ (ذاتِ حق تعالیٰ) جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- " اَللّٰہُ (اسم اللہ ذات) مومنوں کا ایسا دوست ہے جو اُنہیں ظلمات سے نکال کر نور میں لے جاتا ہے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- " نہیں ہے کوئی معبود سوائے ھُوْ (ذاتِ حق تعالیٰ) کے، پس اُسی کو ہی اپنا وکیل بناؤ۔" قرآن مجید میں چار ہزار مرتبہ اسم اَللّٰہُ آیا ہے جس کی برکت سے سارا قرآن ہی اسم اَللّٰہُ کا مظہر ہے۔مرشدِ کامل وہ ہے جو اسم اَللّٰہُ اور اسم مُحَمَّدؐ کی راہ جانتا ہو اور اس کے علاوہ کچھ نہ جانے اور طالبِ صادق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی مقدس اور پاک ذات کی طلب کے علاوہ اور کوئی طلب نہ رکھتا ہو۔" بیت :-

" آسمان اُسی کا دیا ہوا ہے وہ اُسے سمیٹ لے گا لیکن اسم اَللّٰہُ ہمیشہ باقی رہے گا۔"

یاد رکھ کہ جب حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے خود کو ظاہر کرنا چاہا تو اپنی ذات سے اسم اَللّٰہُ کو ظاہر فرمایا جس سے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور ہوا، جب اپنی ہی قدرتِ توحید سے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُس آئینے میں دیکھا تو دیکھتے ہی خود پر مائل ومشتاق وعاشق وفریفتہ ہو

گیا اور ربّ الارباب حبیب اللہ کا خطاب پایا اور نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات پیدا ہوئیں۔ حدیثِ قدسی میں فرمانِ الٰہی ہے :۔ "محبوب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت ہی ظاہر نہ کرتا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جس نے سب سے پہلے کلمہ طیب پڑھا وہ خود اللہ تعالیٰ نے پڑھا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک نے پڑھا اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی روح مبارک شکمِ مادر ہی میں مسلمان ہوئی اور اُس نے کلمہ طیب " لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " پڑھا ۔اِس کے بعد دیگر صحابہ کرام معجزۂ ایمان سے مشرف ہوئے۔ سن! ہر زندہ جاندار خواہ وہ جن ہے یا انسان یا مرغ و مور جیسا کوئی پرندہ ہے جب سانس لیتا ہے تو اُس کی ہر سانس اسمِ ھُوْ کے ساتھ آتی جاتی ہے، کسی کی معلوم اور کسی کی معدوم۔ جس کی معلوم ہے وہ ذاکر ہے اور جس کی معدوم ہے وہ مردہ ہے۔

بیت:۔"ابتدا بھی ھُوْ ہے اور انتہا بھی ھُوْ ہے، جو کوئی ھُوْ تک پہنچ گیا وہ عارف باللہ ہو گیا اور ھُوْ میں فنا ہو کر عین ھُوْ بن گیا۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔" وہی اوّل ،وہی آخر، وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔"

بیت:۔" اے دوست! خودی (اپنی ہستی) ایک حجاب ہے جس سے مزید لاکھوں حجابات جنم لیتے ہیں، اگر خودی مٹ جائے تو خدا ظاہر ہو جاتا ہے۔"

مَیں زاہد و متقی ہوں نہ پرہیز گار ہوں، نہ عاشقِ حقیقی ہوں نہ شب خیز ہوں، مَیں غرق فنا فی اللہ فقیر ہوں۔ محاسبۂ نفس کے لئے خود قاضی بن اور اُس کافر کو قتل کرنے کے لئے خود مردِ غازی بن۔ رضائے الٰہی اختیار کر تا کہ یار یار سے ملے اور غیر غیر سے۔ رضائے نفس کی خاطر حیلہ وحجت مت کر۔ اگر کوئی ریاضت کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ بارہ سال تک شریعت میں ریاضت کرے اور ہمیشہ قائم اللیل اور صائم الدہر رہے، پھر بارہ سال تک طریقت میں ریاضت کرے اور غیر ماسویٰ اللہ کو تین طلاق دے دے اور پھر بارہ سال تک حقیقت میں ریاضت کرے اور

طلبِ حق کے سوا اور کوئی طلب دل میں نہ رکھے۔ اِس کے بعد بارہ سال تک معرفت میں ریاضت کرے اور ہر وقت معرفتِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ میں غرق رہے تو تب کہیں جا کر وہ مقامِ عشق ومحبت میں پہنچے گا اور اُس کی دل کی آنکھ کھل کر ظاہر و باطن کا مشاہدہ کرے گی لیکن مرشدِ کامل کے بغیر اگر تمام عمر بھی سنگِ ریاضت سے سر پھوڑتا رہے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا کہ مرشد کی راہنمائی کے بغیر کبھی کوئی خدا تک نہیں پہنچا کیونکہ مرشدِ کامل جہاز کے دیدہ بان معلم کی مثل ہوتا ہے جو جہاز رانی کے ہر علم و آفت سے واقف ہوتا ہے۔ جہاز پر اگر کوئی جہاز ران نہ ہو تو جہاز غرق ہو جاتا ہے۔ مرشدِ کامل خود ہی جہاز اور خود ہی جہاز ران ہوتا ہے۔ اِس رمز کو کوئی صاحبِ فہم ہی سمجھتا ہے۔

بیت:۔"اے باھو! خدا تو تیری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے، تُو ہی ہے جو اُس سے جدا ہے ورنہ وہ تو ہر وقت تیرے ساتھ ہے۔"

اور یہ اِس آیت کے عین مطابق ہے:۔"اور ہم تو اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔"

عشق بھی دو قسم کا ہے، عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی۔ عشقِ حقیقی یہ ہے کہ بجز یادِ حق اور کچھ یاد نہ رہے اور عشقِ مجازی یہ ہے کہ ذکر، فکر، سکر، وجد اور جذب و مستی میں غرق ہو کر مجذوب ہو جائے اور دیوانگی میں ہر وقت معشوق کی باتیں کرتا پھرے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

ابیات:۔ (1)" اگر مَیں حالتِ خواب میں ہوتا ہوں تو تب بھی غرقِ توحید ہو کر خدا کا یار ہوتا ہوں اور اگر حالتِ بیداری میں ہوتا ہوں تو تب بھی اُس کے قرب و ووستی میں ہوشیار ہوتا ہوں۔" (2)" اے باھو! واصلانِ حق تو سوتے جاگتے ہر حال میں خوش رہتے ہیں، یہ بے خبر لوگ بھلا اِن مستوں کے حالات کو کیا جانیں؟"

سبحان اللہ! اللہ میرے ساتھ ہے اور مَیں اللہ کے ساتھ ہوں، نہیں ہے کوئی معبود بجز ھُوْ (ذاتِ حق تعالیٰ) کے۔

ابیات:- (1) "مائی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا بیٹا باھوؒ دینِ حق میں صادق قدم ہے، اُس کی دونوں آنکھیں ہر وقت محوِ دیدار رہتی ہیں۔" (2) "مائی راستی رحمتہ اللہ علیہا راستی سے آراستہ ہیں، اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت ہو اُن پر۔"

حدیث:- "طالبِ دنیا مخنث ہے، طالبِ عقبیٰ مؤنث ہے اور طالبِ مولیٰ مذکر ہے۔" مرد مذکر کسے کہتے ہیں؟ مردِ مذکر وہ ہے جس کے دل میں بجز طلبِ مولیٰ اور کوئی طلب نہ ہو، نہ دنیا کی، نہ زینتِ دنیا کی، نہ حور و قصور کی، نہ میوہ و براق کی اور نہ لذتِ بہشت کی کہ اہلِ دیدار کے نزدیک یہ سب فضول اور بیکار چیزیں ہیں کیونکہ اُن کے دلوں میں اسم اَللّٰہُ نقش ہے اور یہ یومِ الست ہی سے اسم اَللّٰہُ کی مستی میں غرق چلے آ رہے ہیں اور جن لوگوں نے اسم اَللّٰہُ کو جسم و جان بنا لیا وہ دونوں جہان میں غم و الم سے آزاد ہو گئے۔ روزِ محشر جب لوگوں کی نیکیوں اور برائیوں کا حساب ہو گا تو جس شخص کے دل پر اسم اَللّٰہُ نقش ہو گا اور محض ایک ہی مرتبہ اُس نے صدقِ دل سے اسم اَللّٰہُ کا تصور کیا ہو گا تو اگر اُس کے گناہ زمین و آسمان کے چودہ طبقات کے برابر بھی ہوئے تو تب بھی اسم اَللّٰہُ کے وزن سے ترازو کا پلڑہ جھک جائے گا۔ فرشتے عرض کریں گے :- "خداوندا! کس نیکی کی بنا پر اِس بندے کی نیکیوں کا پلڑہ بھاری ہے؟" حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمائے گا:- "یہ بندہ میرا طالب ہے اور تصور اِسمِ اَللّٰہُ میں غرق رہتا تھا۔ اے فرشتو! تم اہلِ حجاب ہو اور حقیقتِ حق پرستی اور تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کے شغل سے ناواقف ہو، مَیں اِس کا ساتھی ہوں اور یہ میرا ساتھی ہے، تم اِس رمز سے آگاہ نہیں ہو۔" اَللّٰہُ بس ماسوی اَللّٰہُ ہوس۔

اسم اَللّٰہُ ذات کی شان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر نماز روزہ حج زکوٰۃ اور تلاوتِ قرآن جیسی جملہ عبادات میں مصروف رہا اور اہلِ فضیلت بن کر عالم و معلم بنا رہا لیکن اسم اَللّٰہُ ذات اور اسم مُحَمَّدٌ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے خبر رہا اور اِن دونوں اسمائے پاک کے ذکر میں مشغول نہیں رہا تو کوئی فائدہ نہیں، اُس کی ساری عمر کی عبادت ضائع و برباد ہو گئی۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔" جیسے پیدا ہوئے ویسے ہی مر گئے اور جیسے مرے ویسے ہی اُٹھائے جائیں گے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔" دنیا میں عالم فاضل دانش مند بہت ہیں، ماہرین مسائل فقہ اور قائم اللیل و صائم الدہر عابد زاہد چلہ کش و خلوت نشین حاجی و غازی بھی بہت ہیں، غوث قطب اہل اللہ ولی اللہ صاحبِ تقویٰ اور صاحبِ فتویٰ شیخ مشائخ بھی بہت ہیں، صاحبِ ورد وظائف، صاحبِ مجاہدہ و مشاہدہ، غریب خاکسار و صابر شاکر و صاحبِ حضور مشکور صاحبِ وصال اور نیک بخت و خوش خصال مومن مسلمان بھی بہت ہیں، صاحبِ ذوق شوق خاموش اور شب بیدار ہوشیار بھی بہت ہیں لیکن یہ سب لوگ اپنی ہستی کی مستی میں غرق ہیں، ہر کوئی نفس پرست ہے، خدا پرست کوئی کوئی ہے۔ الغرض! عارف باللہ فنا فی اللہ فقیر اُسے کہتے ہیں جو فنا فی رسول ہو، فنا فی فقر ہو اور فنا فی ھُــــوْ (فنا فی ذات) ہو۔

ابیات:۔ (1)" اے باھُو! جسے اسم اللہ ذات کی رفاقت نصیب ہوگئی اُس کی ہستی مٹ گئی اور وہ فنا فی اللہ ہو گیا۔" (2)" اُسے کوئی غم نہ رہا اور وہ ہمیشہ کے لئے غم سے آزاد ہو گیا۔ ایسا فنا فی اللہ فقیر مستی میں بھی ہوشیار و بے غم رہتا ہے۔"

سن! مرشدِ کامل مکمل وہ ہے جو اسم اَللّٰہُ اور اسم مُحَمَّدٌ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نقش لکھ کر طالب اللہ کے ہاتھ میں دے دے اور اُسے اِن اسمائے پاک کی حاضرات کا مشاہدہ کرا دے۔ بے شک طالب اللہ اِن اسمائے پاک کی حاضرات سے جو کچھ دیکھے گا وہ عین حق ہوگا اور وہ راہِ راستی پر قائم رہے گا۔ جو طالب ایسے مرشد سے رُوگردانی کرتا ہے وہ دراصل اسمِ اللہ ذات اور اسمِ محمد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے رُوگردانی کرتا ہے اور جو شخص اِن دو اسمائے پاک سے رُوگردانی کرتا ہے، وہ گویا کلمہ طیب سے رُوگردانی کرتا ہے کہ کلمہ طیب اِن ہی دو اسمائے پاک کا مجموعہ ہے اور جو شخص کلمہ طیب سے رُوگردانی کرتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد

کی نماز و روزہ و حج جیسی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:۔ "جس نے مجھے ایک حرف سکھایا وہ میرا مولیٰ یعنی اُستاد ہے۔" اور جو بھی استاد سے پہلا سبق پڑھتا ہے اسم اللہ ذات ہی کا پڑھتا ہے کہ استاد سب سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ کا سبق پڑھاتا ہے اور بِسْمِ اللّٰہِ اسم اللہ ذات ہے۔ سن ! نفس و زبان مخلوق ہیں اور قلب و جسم و روح بھی مخلوق ہیں جبکہ اسمِ اَللّٰہُ غیر مخلوق ہے۔ لہٰذا غیر مخلوق کو غیر مخلوق ہی سے یاد کرنا چاہیے۔ اسم و مسمّٰی کے درمیان کیا فرق ہے؟ صاحبِ اسم صاحبِ ذکر ہے اور صاحبِ مسمّٰی صاحبِ استغراق ہے۔ صاحبِ اسم مقامِ خلق پر ہوتا ہے اور صاحبِ مسمّٰی مقامِ غیر مخلوق پر۔ صاحبِ مسمّٰی پر ذکر حرام ہے کہ وہ ظاہر و باطن میں ہر وقت غرق فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ جو شخص روزِ اوّل سے مست الست چلا آ رہا ہے اُس کا جسم اسمِ اَللّٰہُ میں اِس طرح پیوست ہوتا ہے گویا کہ نقاش نقش میں سما گیا ہے۔

بیت:۔ "اے باھُو! نقاش جب نقش میں ڈھل جاتا ہے تو نقش نقاش بن جاتا ہے۔ اگر تُو اسرارِ خانہ کا محرم ہونا چاہتا ہے تو نقاش سے غافل مت ہو۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔" یہ تفکر تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے فنا فی اللہ ذات کا انتہائی تفکر ہے نہ کہ ذکر اذکار کے ذریعے تماشائے خلق اور مراتبِ تصرفاتِ خلق کا تفکر۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے:۔ "انسان جب اللہ کے غضب سے ڈر کر اُس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے قبول کر لیتا ہے۔ پھر وہ نفس سے علیحدہ ہو کر پکار اُٹھتا ہے اَللّٰہُ ، پھر وہ قلب و روح سے بھی علیحدہ ہو جاتا ہے اور پکارتا ہے اَللّٰہُ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:۔ " آپ ان کافروں کو ان کی بیہودگیوں میں کھیلتا ہوا چھوڑ کر اَللّٰہُ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔" پھر وہ کہتا ہے اَللّٰہُ اور اُس کی روح بحرِ الٰہی بن جاتی ہے۔ " جب عارف باللہ واصل فنا فی اللہ فقیر اسمِ اَللّٰہُ کا نقش تصور سے اپنے دل پر لکھ لیتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ اُس کا جسم اسمِ اَللّٰہُ میں غرق ہو کر

غائب ہو گیا ہے اور جسم کے بجائے اسمِ اَللّٰہُ ظاہر ہو گیا ہے تو وہ ظاہر و باطن کا ہر مشاہدہ اسمِ اَللّٰہُ ہی سے کرتا ہے۔ پھر اُس کے وجود میں ذکر اذکار کی لذت باقی نہیں رہتی اور نہ ہی سوزشِ اسمِ اَللّٰہُ کی وجہ سے ذکر اذکار میں اُس کا دل لگتا ہے۔ وہ جس طرف بھی دیکھتا ہے اُسے اسمِ اَللّٰہُ ہی نظر آتا ہے خواہ وہ اسمِ اَللّٰہُ کی طرف نہ بھی دیکھے۔ اُسے اَللّٰہُ کے سوا کوئی چیز پسند نہیں آتی۔ اُسے ہر چیز کے مغز و پوست میں اَللّٰہُ ہی اَللّٰہُ نظر آتا ہے اور اُس پر عنایاتِ ربانی کا اتمام ہو جاتا ہے۔ اُس کا نفس قلب بن جاتا ہے، قلب روح کی صورت اختیار کر لیتا ہے، روح سِرّ بن جاتی ہے، سِرّ خفی بن جاتا ہے، خفی انا میں تبدیل ہو جاتی ہے اور انا مخفی میں ڈھل جاتی ہے۔ اِسے توحیدِ مطلق کہتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر ابتدا انتہا بن جاتی ہے کہ ابتدا نورِ توحید ہے جس سے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوا۔ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روح پیدا ہوئی اور روح سے نور روشنائی، اسم، جسم، قلب، نفس، قالب، مطلب، مطالب اور وجودِ اربعہ عناصر پیدا ہوئے۔ پس مرشد وہ ہے جو طالب کو ازل سے لے کر چلے اور مراتب بہ مراتب، منزل بہ منزل اور مقام بہ مقام گزارتا ہوا ابد تک لے جائے اور پھر ابد سے لے کر مراتب بہ مراتب، منزل بہ منزل اور مقام بہ مقام گزارتا ہوا واپس ازل تک لے آئے اور نورِ توحید میں غرق کر کے اُسے اپنی اصل تک پہنچا دے کہ مرشد ازل سے ابد تک کسی بھی مقام و منزل اور راہ و رسم سے ناواقف نہیں ہوتا بلکہ ازل و ابد کا تمام نظارہ اُس کی ایک ہی نگاہ کی پہنچ میں ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''وطن کی محبت ایمان کی جڑ ہے۔'' مرشد وہ ہے جو طالب اللہ کو وحدانیتِ توحید کے مقامِ منفرد میں داخل کر دے۔ مقامِ منفرد کیا ہے؟ وہ مقام کہ جہاں پہلی بار نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوری ارادت و صدق کے ساتھ نورِ خدا سے نمودار ہوا۔ سن! مرشد وہ ہے جو طالب اللہ کو مقامِ منفرد میں داخل کر کے مرتبۂ بقا تک پہنچا دے۔ کوئی سمجھ والا ہی اِس رمز کو سمجھے گا۔ پس یہ ایک حقیقت ہے کہ جب کوئی مرشدِ کامل مکمل کسی طالب اللہ کو اسمِ اَللّٰہُ کا نقش عطا کرتا ہے تو اُسے پل بھر میں عین توحید

ذات میں غرق کر دیتا ہے۔ وہ اُسے صفات میں ہرگز نہیں چھوڑتا کیونکہ توحید بروکے بغیر محض مقامات صفات تک پہنچانا سراسر شرک ہے۔

بیت:۔"اگرچہ فرشتے کو بارگاہِ الٰہی میں قرب حاصل ہے مگر مقامِ لِیْ مَعَ اللّٰہِ تک تو اُس کی رسائی نہیں ہے۔"

اگر تجھے توحیدِ کامل کا اِستغراق نصیب ہو جائے تو خبردار! کوئی عمل خلافِ شرع اور خلافِ سنت ہرگز نہ کرنا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"اگر تم کسی کو ہوا میں اُڑتا پاؤ یا آگ کے انگارے کھاتا ہوا پاؤ یا پانی پر چلتا ہوا پاؤ مگر وہ میری سنت کا تارک ہو تو اُسے جوتے مارو کہ وہ شیطان ہے اور جو کچھ اُس سے صادر ہو رہا ہے وہ محض مکر و استدراج ہے۔"

بیت:۔"اے باھُو! وقت پر نماز کی پابندی کر کہ جو آدمی وقت پر نماز نہیں پڑھتا وہ گنہگار ہے۔"

جو فقیر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ میں مشغول رہتا ہے اگرچہ وہ بظاہر مجذوب و دیوانہ ہی کیوں نہ نظر آئے حقیقت میں وہ اَللّٰہُ سے یگانہ ہوتا ہے۔ ہر خاص و عام متحرک جاندار کی زبان کا وِردِ اسمِ اَللّٰہُ ہی ہے۔ بیت:۔

"یہ محبت ہی ہے جو دل کو آرام نہیں کرنے دیتی ورنہ کون ہے جو آسودگی نہیں چاہتا۔"

اللہ جل جلالہٗ کا نام لینے سے جس شخص کے چہرے پر غصہ آجائے وہ گویا اللہ کا نام پسند نہیں کرتا۔ ایسا شخص خدا کا دشمن ہے حالانکہ اللہ کا نام سن کر جل جلالہٗ کہنا فرضِ کفایہ ہے کہ اللہ کا نام سن کر جل جلالہٗ کہنا عبادت ہے۔ ہر مسلمان اہل اللہ پر لازم ہے کہ وہ شیطان، دنیا اور اہل دنیا کے نام پر غصہ کرے۔ قیامت اُس وقت قائم ہو گی جب رُوئے زمین پر اللہ کا نام لینے اور چاہنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ اسم اللہ ذات اور ذکر اللہ سے منع کرنے والا شخص دو حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا، یا تو وہ منافق ہوتا ہے یا کافر یا حاسد یا متکبر ہوتا ہے۔ دونوں جہان کا راہنما اسمِ اللہ ذات ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اسم اللہ ذات کا نقش یہ ہے:۔

باب دوم

تجلیات وتحقیقاتِ مقاماتِ نفس وشیطان وغیرِ ماسویٰ اللہُ

جان لے کہ تجلی [1] نام ہے روشنی کا اور تجلی چودہ قسم کی ہوتی ہے اور چودہ مقامات پر ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ ہر تجلی اپنے آثار ونشانات اور وجود پر پڑنے والے اثرات سے پہچانی جاتی ہے۔ راہِ حق میں جتنے بھی مقامات آتے ہیں اُن میں سخت ترین مقام تجلی کا ہے کہ جب بھی عارفوں، واصلوں، محققوں، موحدوں، ذاکروں اور طالبوں کو تجلیات سے واسطہ پڑا تو وہ دریائے تجلیات کے بھنور میں پھنس کر ایسے بھٹکے کہ پھر کبھی ساحلِ عافیت تک نہ پہنچے۔ بعض مرتد ہو گئے، بعض شہرت و ناموری کی بھینٹ چڑھ گئے، بعض مشرک ہو بیٹھے اور بعض بدعت و استدراج میں غرق ہو کر حسب مراتب دوزخ کا ایندھن بنے۔ پہلی تجلی شریعت کی ہے جس کا تعلق چشمِ ظاہر سے ہے اور اُس کا ظہور پیشانی پر ہوتا ہے۔ دوسری تجلی طریقت کی ہے جس سے نورِ قلب پیدا ہوتا ہے۔ تیسری تجلی حقیقت کی ہے جس سے نورِ روح پیدا ہوتا ہے، چوتھی تجلی معرفت کی ہے جس سے نورِ سرّ پیدا ہوتا ہے۔ پانچویں تجلی عشق کی ہے جس سے نورِ اسرارِ الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ چھٹی تجلی شیخ ومرشد کی ہے جس سے نورِ محبت اور اخلاصِ مربی پیدا ہوتا ہے۔ ساتویں تجلی فقر کی ہے جس سے نورِ غیر ماسویٰ اللہ (نورِ ذات) پیدا ہوتا ہے۔ آٹھویں تجلی فرشتوں کی ہے جس سے نورِ تسبیح پیدا ہوتا ہے۔ نویں تجلی جنوں کی ہے جس سے جنونیت ودیوانگی پیدا ہوتی ہے۔

---

[1]:- تجلی = ظاہر وباطن کے ہر اُس نظارے کو تجلی کہتے ہیں جو دیکھنے والے کی توجہ اپنی طرف کھینچ لے۔

دسویں تجلی نفس کی ہے جس سے شہوت و ہوائے نفس پیدا ہوتی ہے۔ گیارہویں تجلی شیطان کی ہے جس سے نافرمانی و گناہ کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ بارھویں تجلی سورج کی ہے جس سے نورِ برق پیدا ہوتا ہے۔ تیرہویں تجلی چاند کی ہے جس سے نورِ پرتو پیدا ہوتا ہے۔ چودھویں تجلی نقوشِ اسماء یعنی نقوشِ اسمائے اَللّٰہُ ، لِلّٰہُ ، لَہٗ ، ھُوْ ،نقوشِ ننانوے اسمائے باری تعالیٰ، نقش اسمِ فقر اور نقش اسمِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہے۔ ان تمام نقوش کے ہر ایک حرف سے چراغ سے بھی زیادہ روشن نور پھوٹتا ہے لیکن خبردار اے طالب! مقامِ تجلیات پر قناعت نہ کر اور نہ ہی اس پر غرور کر، اس سے آگے بڑھ جا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔"اولیائے اَللّٰہُ کے دلوں پر سکون (کسی ایک مقام پر قناعت کر جانا) حرام ہے۔" نفس دیو کی مثل ہے۔

بیت :۔"اے باھُو ! دیوزادے نفس کا اس کے علاوہ اور کوئی علاج نہیں کہ اُسے آتش عشق میں اتنا جلایا جائے کہ یہ مسخر ہو جائے۔"

الغرض تجلی اہل شریعت کے چہرے پر چمکتی ہے، اہل طریقت کے دل میں چمکتی ہے، اہل حقیقت کی آنکھوں میں چمکتی ہے اور اہل معرفت کے سر سے قدم تک تمام وجود میں چمکتی ہے۔ یاد رکھ کہ اس کے علاوہ دو تجلیاتِ ظاہر اور بھی ہیں جنہیں شیطانی و نفسانی تجلیات کہا جاتا ہے۔ ایک تجلیٔ سیم وزر ہے جو شیطانی ہے اور دوسری تجلیٔ زن ہے جو نفسانی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔" عورتوں کو ہمارے لئے شیطان پیدا کیا گیا ہے، مَیں ان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔" اس کے علاوہ دو تجلیاتِ ظاہر اور بھی ہیں، ایک تجلیٔ دن ہے اور ایک تجلیٔ رات ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔" ہم نے رات کو لباس اور دن کو ذریعہ معاش بنایا ہے۔" ان دونوں تجلیات میں نفس کا محاسبہ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو ہر وقت حاضر و ناظر سمجھتے رہو۔

بیت :۔"اے باھُو ! اگر مَیں تجلیات کے بارے کھول کر بیان کر دوں تو اُن کی تفصیل سے ہر خاص و عام دفتر بھر جائے۔"

جب تک طالب اللہ غرقِ وحدت ہو کر صاحبِ حضور نہیں ہو جاتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے فرمان کے مطابق مرنے سے پہلے مر نہیں جاتا اُس وقت تک وہ ہر مقام پر غمزدہ رہتا ہے اور درجات کے حصول کے لئے مزدوری کرتا رہتا ہے۔

بیت:۔"اے باھُو! تپِ عشق کے مریض کو جب طبیب کے پاس لے جایا گیا تو اُس نے اُسے جان لیوا دوا دے دی۔"

ہائے افسوس! ہائے افسوس۔

بیت:۔"مرنے کے بعد بھی باھُو کا دم ذکرِ لَآاِلٰہَ سے زندہ رہا، جو دم ذکرِ اِلَّااللّٰہُ میں گزرتا ہے وہ ہر عبادت سے افضل ہے۔"

خاص تجلی وہ ہے جو محبتِ الٰہی کے درد سے پیدا ہوتی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے دل میں دیدارِ الٰہی کی طلب پیدا ہوئی جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا:۔"الٰہی! میرے سامنے آ مَیں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔[1]" تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔"اے موسیٰ! یہ سوال کر کے تم نے میری بارگاہ میں گستاخی کی کیونکہ میرا وعدہ تھا کہ جب تک میرے محبوب آخر الزمان پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور اُن کی اُمت کے فقیر میرا دیدار نہیں کر لیں گے کوئی اور میرا دیدار نہیں کرے گا۔" موسیٰ علیہ السلام نے شدتِ شوق سے مغلوب ہو کر دوبارہ عرض کی:۔ "الٰہی! مجھے اپنا دیدار کرا، مَیں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔" فرمان ہوا:۔"اے موسیٰ! مَیں تو تجلی کر دوں گا مگر تُو اِسے برداشت نہیں کر سکے گا۔" موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:۔"الٰہی مَیں برداشت کر لوں گا۔" فرمان ہوا:۔"اے موسیٰ کوہِ طور پر آ جا، وہاں دوگانہ پڑھ اور دوزانو ہو کر بیٹھ جا۔" جب موسیٰ علیہ السلام نے ایسا کیا تو تجلی ہوئی، کوہِ طور پارہ پارہ ہو گیا، موسیٰ علیہ السلام بیہوش

---

[1]:۔ اللہ تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہونے والی اس گفتگو کی شرح مترجم کے رسالہ "تفہیم الکلام حضرت سلطان باھُو" میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہو کر گر پڑے اور تین دن رات تک بے ہوش رہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-"اور موسیٰ (علیہ السلام) غش کھا گئے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-"اے موسیٰ! مَیں نہ کہتا تھا کہ تُو برداشت نہ کر سکے گا؟" بعد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-"اے موسیٰ! تجھ پر نورِ تجلی برسا، تُو بے ہوش ہو گیا اور میرا بھید بھی کھول بیٹھا لیکن آخری زمانے میں میرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اُمت کے فقیروں کے دلوں پر ہر روز ستر ہزار بار ایسے انوارِ تجلیات برسیں گے لیکن اُن میں کوئی تغیر پیدا نہ ہوگا بلکہ وہ فریاد کناں ہوں گے اور عرض کریں گے:-"الٰہی ہمارا اشتیاق اور ہماری محبت جوں کی توں ہے۔" کیونکہ اُن کے دل میں وہ آتشِ عشق بھڑک رہی ہے جو عاشق درویشوں کے دل کے علاوہ کہیں اور قرار نہیں پکڑ سکتی۔ اگر خدانخواستہ اُن میں سے کوئی صاحبِ درد غلباتِ شوق سے مجبور ہو کر اپنے سینے سے ایک آہ بھی نکال دے تو مشرق سے مغرب تک تمام عالم جل اُٹھے اور کچھ بھی باقی نہ بچے۔ موسیٰ علیہ السلام پر جب تجلیٔ عشق کے انوار پڑے تو اُن کے چہرے پر ثبت ہو کر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-" اے موسیٰ! اپنے چہرے پر نقاب ڈال لو۔" موسیٰ علیہ السلام جو بھی نقاب چہرے پر ڈالتے وہ تجلیٔ عشق سے جل اُٹھتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے سونے چاندی اور لوہے تانبے کے بھی نقاب بنا کر چہرے پر ڈالے لیکن اُن میں سے کوئی بھی نہ بچا، سب جل کر راکھ ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-"اے موسیٰ! اگر اس طرح کے ہزار نقاب بھی منہ پر ڈالو گے تو وہ جل جائیں گے لیکن اگر کسی گدڑی پوش عارف باللہ فنا فی اللہ فقیر کی گدڑی کے ٹکڑے کا نقاب بنا کر منہ پر ڈالو گے تو وہ ہرگز نہ جلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:-"خداوندا! یہ نقاب کیوں نہ جلا؟" فرمان ہوا:-"اے موسیٰ! یہ نقاب اُن درویشوں کے لباس سے بنایا گیا ہے جن کے وجود میں سوائے " اَللّٰہُ " کے اور کچھ ہے ہی نہیں، اُنہوں نے ذکرِ اَللّٰہُ میں غرق ہو کر خود کو انوارِ تجلیٔ سرّ میں فنا کر رکھا ہے، اُن کے وجود میں صرف ایک ہی طلب ہے اور وہ ہے طلبِ فقر کہ فقر اللہ تعالیٰ کا بھید ہے اور اللہ تعالیٰ فقر کا بھید ہے۔

اصل انسان صرف فقیر ہے باقی ہر کوئی حیوان ہے۔ حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے :۔" انسان میرا بھید ہے اور مَیں انسان کا بھید ہوں۔" جیسا پہلے تھا ویسا ہی اب ہے۔

ابیات :۔" مَیں نے اُس وقت اپنے محبوب کو سجدہ کیا جب منبر تھا نہ مسجد، کعبہ تھا نہ کوئی اور مقام، نفس تھا نہ شیطان، کفر تھا نہ اسلام، جسم تھا نہ جان، روح تھی نہ ہڈیاں، انبیا تھے نہ اولیا، کسی کا بھی نام و نشان نہیں تھا، سب کچھ نابود تھا مگر مَیں تھا کہ وحدتِ حق میں فنا فی حق تھا۔"

جیسا اُس وقت تھا ویسا ہی اب ہے۔

ابیات :۔" تُو مجھ سے حقیقتِ ابتدا کیا پوچھتا ہے؟ کہ ابتدا میں کن تھا نہ قلم، عرش تھا نہ کرسی، صرف ذاتِ خدا تھی، مَیں کہاں تھا؟ لوگ کہاں تھے؟ اور تم کہاں تھے؟ مَیں توحیدِ مطلق میں غرق ہو کر خدا کے ساتھ تھا اور خدا میرے ساتھ تھا، یہی مقامِ کبریا ہے کہ توحیدِ مطلق ہی مقامِ کبریا ہے۔ اُس وقت شش جہات تھیں اور نہ پست و بالا، فقط ذاتِ حق تعالیٰ تھی جو اپنی قدرت سے موجود تھی۔ اے باھوؒ ! مکانِ حق تعالیٰ لامکان میں ہے۔ یہ ایک مخفی راز ہے جو صرف عاشقوں پر کھولا جاتا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔" سلامتی فقط وحدت میں ہے، کثرت میں تو آفات ہی آفات ہیں۔"

ابیات :۔ (1)" دیدارِ حق کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ مردار ہے اس لئے عاشق ہمیشہ طالبِ دیدار ہوتا ہے۔" (2)" اے باھوؒ ! راہِ بدنامی سلامت رہے کہ عاشق ہمیشہ ملامت ہی کے اندر سلامت رہتا ہے۔"

فرمان ہوا :۔" اے موسیٰ ! تیری نظر غرق فنا فی اللہ فقیروں پر ہرگز غالب و قادر نہ ہو سکے گی۔" پس معلوم ہوا کہ درویشوں اور فقیروں کا خمیر خاکِ عشق اور انوارِ تجلّیٔ سِرّ سے اُٹھایا گیا ہے۔ مَیں نے زادا ـــ میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ :۔

"جب اللہ تعالیٰ نے اپنے علمِ قدرت سے عاشقوں کو پیدا کرنا چاہا تو خاکِ زمین کو اپنی نگاہِ کرم و رحمت وشوق واشتیاق وعیش وعشرت وہمت وفرحت وبے غمی کی نظر سے دیکھ کر پاک فرمایا اور اُس پر انوارِ اسرارِ عشق ومحبت ڈالے جس سے وہ جنبش میں آ گئی اور تمام عالم سکر میں آ کر رقص کرنے لگا اور فریاد کرنے لگا:-"ہم تو تیری دید کے مشتاق ہیں-" اُس خاکِ پاک سے عاشقوں کو پیدا کیا گیا- سن !موسیٰ علیہ السلام ابھی شکمِ مادر ہی میں تھے کہ اُنہوں نے طلبِ دیدار میں عرض کی:-"الٰہی! میرے سامنے آ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں-" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-"اور وہ (موسیٰ علیہ السلام) ہمارے وعدہ پر حاضر ہوئے تو اُن کے ربّ نے اُن سے کلام فرمایا-" موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:-"الٰہی !میرے سامنے آ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں-" فرمان ہوا:-"تم مجھے نہیں دیکھ سکتے، ہاں مگر اس پہاڑ کو دیکھو، اگر یہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ لو گے-" پھر جب اُن کے ربّ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے- جب ہوش میں آئے تو عرض کی:-"الٰہی !تیری ذات پاک ہے، مَیں تیری طرف رجوع کرتا ہوں کہ مَیں ابتدا ہی سے مومن ہوں-" فرمان ہوا:-" اے موسیٰ! مَیں نے تجھے چن لیا اپنی رسالت اور اپنے کلام کے لئے، پس لے جو مَیں عطا کروں اور میرے شکر گزار بندوں میں شامل ہو جا-"

مشاہدہ پندرہ قسم کا ہے، چودہ قسم کا مشاہدہ ناسُوت کے چودہ طبقات کا مشاہد ہے اور پندرہویں قسم کا مشاہدہ دونوں جہان سے بالاتر لاھُوت لامکان کا مشاہدہ ہے- لاھُوت عین ذات کا مقام ہے جہاں فقط توحیدِ باری تعالیٰ ہے- ہر ایک مقام کی شرح الگ الگ ہے- چنانچہ تسبیح زبان و نفس وقلب ورُوح وچاند وسورج وجن وفرشتے وشیطان وآگ وہوا وپانی ومٹی وصورتِ شیخ کے مشاہدہ کی یہ چودہ اقسام ناسُوتی ہیں جبکہ پندرھویں قسم کا مشاہدہ مقام فنا فی اللہ بقا باللہ ذات کا مشاہدہ ہے جو سراسر توحید ہے- یہاں پر فقر کی تکمیل ہو جاتی ہے اور فرمایا گیا ہے:-

"جب فقر کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔" جب طالب اللہ مقامِ توحید میں غرق ہو جاتا ہے تو ناسوت کے جملہ چودہ مقامات سے الگ ہو جاتا ہے۔ بیت:۔

"جو شخص صبح شام کسی فقیر کی زیارت کرتا ہے اس پر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔"

باھُو خدا کا ہم نفس ہے اِس لئے جملہ ہم نفسوں کا خادم ہے۔ باھُو کو اُن سے الفت ہے اس لئے ہمیشہ اُن کی صحبت میں رہتا ہے۔ لوگ باھُو کو باھُو اس لئے کہتے ہیں کہ اُس کی عاقبت پُر عافیت ہے اور سلامتی ہے اُس کے لئے جس نے ہدایت کی راہ اختیار کی۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

ابیات:۔(1) "تُو خود عین تجلی ہے اِس لئے اور تجلی کی جستجو مت کر کہ تجلیٔ سِرّ میں آ کر تُو خود تجلی بن گیا ہے۔" (2) "سب انوار کا ظہور اُس (ذاتِ حق تعالیٰ) کے نور سے ہے۔ یہاں جو کچھ نظر آتا ہے سب اُسی کے نور کی تنویر ہے۔" (3) "جس نورِ تجلی کو موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر دیکھا تھا اُسی نورِ تجلی کو مَیں عین عیان دیکھتا ہوں۔" (4) "باھُو اللہ تعالیٰ کا ہم دم وہم قدم وہم نشین ہے، اگر تیرے پاس بھی چشمِ حق بین ہوتی تو تُو اُسے ہی دیکھتا رہتا۔"

خاص الخاص تجلی وہ ہے جو حروفِ اسم اَللّٰہُ سے نمودار ہوتی ہے۔

بیت:۔ "تُو اپنی خودی کے غرور میں غرق ہو کر خدا سے بیگانہ ہو رہا ہے، بھلا ایسی بے بصری کی حالت میں تجھے اُس کی معرفت کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟" اسمِ اعظم کا نقش یہ ہے:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ

اِسمِ شافی — اللّٰہ — اِسمِ ھادی جَلَّ جَلَالُہٗ

پل بھر میں غرقِ توحید ہونے کا نقش

بروزِ قیامت عاشقوں کو مقامِ تجلی میں لا کر کھڑا کیا جائے گا اور فرمانِ حق تعالیٰ ہوگا:- "آنکھیں کھولو اور میرا دیدار کرو۔" ہر عاشق کو ہزار بار حضورِ حق میں پیش کیا جائے گا اور ہر بار اُس پر تجلی کی جائے گی۔ جب بھی تجلی ہوگی وہ بے ہوش ہو جائے گا اور ستر ہزار سال تک بے ہوش پڑا رہے گا، جب ہوش میں آئے گا تو عرض کرے گا:- "کیا یہ لطف دوبارہ نہیں ہوگا؟" پھر تجلی ہوگی اور وہ پھر بے ہوش ہو جائے گا۔ اس طرح ہر بار وہ ستر ہزار سال تک بے ہوش رہے گا اور پھر ہوش میں آئے گا لیکن فقرائے فنا فی اللہ عاشقوں پر بارگاہِ حق سے تجلی اِس انداز سے ہوتی ہے کہ اُن کا تمام وجود سر سے قدم تک انوارِ تجلی سے بھر جاتا ہے۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک دن حضرت رابعہ بصریؒ اپنے گھر میں اولیا اللہ کی مجلس میں بیٹھی ہوئی تھیں، رات کا وقت تھا، گھر میں تاریکی چھائی ہوئی تھی مگر حالت یہ تھی کہ آپ کے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا کہ تیل خرید کر چراغ روشن کر لیتیں۔ تمام اہلِ مجلس ایک دوسرے کی زیارت سے محرومی کی وجہ سے پریشان ہو رہے تھے کہ حضرت رابعہ بصریؒ نے اپنی انگلیوں پر اسم اَللّٰهُ پڑھ کر دم کیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے سورج کی طرح روشن چراغ نمودار ہو گیا جسے دیکھ کر تمام اہلِ مجلس اولیا اللہ حیران رہ گئے۔ پس معلوم ہوا کہ فقرائے فنا فی اللہ کا تمام وجود ہی تجلی ہوتا ہے کہ فقر انوارِ الٰہی سے روشن عین ذات بذاتِ تجلیات کا نام ہے۔

بیت:- "باھُوؒ تجلیاتِ نور میں غرق ہو کر سر سے پاؤں تک نورِ تجلی بن گیا ہے۔ میں خود کو اِس لئے نور کہتا ہوں کہ مجھ سے نور کا ظہور ہوتا ہے۔"

ہم جلوۂ ذاتی کا اہتمام کرتے ہیں اور تُو لائقِ دیدار آنکھوں کا بندوبست کر کہ دورانِ دیدار یارِ دم مارنا گناہ ہے۔ یہ اہل اللہ فقرا ہی ہیں جن کا وجود پُر نور ہوتا ہے ورنہ عام لوگوں کا وجود تو اربعہ عناصر کا مجموعہ ہے۔

فقیر جب چاہتا ہے کہ اُس کے وجود کی آگ اُسے آگ بنا دے تو اپنے وجود کی آگ کو آگ سے ملا دیتا ہے، جب چاہتا ہے کہ اُس کے وجود کا پانی اُسے پانی بنا دے تو اپنے وجود کے پانی کو پانی سے ملا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے کہ اُس کے وجود کی ہوا اُسے ہوا بنا دے تو اپنے وجود کی ہوا کو ہوا سے ملا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے کہ اُس کے وجود کی مٹی اُسے مٹی بنا دے تو اپنے وجود کی مٹی کو مٹی سے ملا دیتا ہے۔ فقیر کا وجود ایک لطیفہ ہے جو خاکِ عشق سے پیدا ہوتا ہے، اسے معشوق کی ذات کے بغیر قرار نہیں آتا، جب تک اُسے معشوق نظر نہ آجائے وہ ازل سے ابد تک اُس کے شوق میں سر گردان رہتا ہے۔ اشتیاق کے مارے چار چیزوں کو قرار نہیں، (1) ہوا کو، (2) سورج کو، (3) چاند کو اور (4) عاشق کو۔

سن! فقیر اُس وقت تک غرق فنا فی اللہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ گیارہ چیزوں کو ترک نہیں کر دیتا، (1) ترکِ اکسیر [1]، (2) ترکِ تکسیر [2]، (3) ترکِ علوم (4) ترکِ ذکر، (5) ترکِ فکر، (6) ترکِ اُمیدِ بہشت، (7) ترکِ خوفِ دوزخ، (8) ترکِ حُبِّ دنیا و مال و دولت، (9) ترکِ رجوعاتِ خلق، (10) ترکِ نام و ناموس، (11) ترکِ مجلس اہلِ دنیا۔ جب تک وہ ان چیزوں سے کنارہ کش نہیں ہو جاتا مرتبِ فقر فنا فی اللہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ ترکِ جان، قتلِ نفس اور دست بیعتِ مرشدِ کامل کے بغیر راہِ ربانی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی کہ دنیا فانی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "حیاتِ دنیا محض ایک دن کی زندگی ہے اور ہمیں اِس میں روزہ رکھنا ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "دنیا زوال پذیر سایہ ہے۔"

---

[1]:۔ اکسیر = تاثیرِ نظر سے مٹی کو سونا بنا لینے کی قوت۔ [2]:۔ تکسیر = علمِ دعوتِ قبور کے ذریعے روحانیتِ قبور سے اکتسابِ فیض کرنے کی قوت۔

باب سوم

ذکرِ مرشد و طالب و فقر فنا فی اللہ بقا باللہ

مرشدِ کامل کسے کہتے ہیں؟ مرشد کن خواص و اوصاف کا مالک ہوتا ہے؟ مرشد طالب کو کس طرح غرقِ توحید کرتا ہے اور کس طرح مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچاتا ہے؟ مرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ اور مرشد کس مقام اور کس درجے کا مالک ہوتا ہے؟ مرشد صاحبِ تصرف فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر ہوتا ہے جو مردہ قلب کہ زندہ کرتا ہے اور زندہ نفس کو مارتا ہے، مرشد لا یحتاج (ہر حاجت سے پاک) ہوتا ہے۔ مرشد اُس سنگِ پارس کی مثل ہوتا ہے جو اگر لوہے کو چھو جائے تو لوہا سونا بن جاتا ہے۔ مرشد کسوٹی کی مثل ہے۔ اُس کی نظر آفتاب کی طرح فیض بخش ہوتی ہے جو طالب کے وجود سے خصائلِ بد کو مٹا دیتی ہے۔ مرشد رنگریز کی مثل ہے، مرشد تنبولی کی مثل ہے جو پان کے پتوں سے کار آمد پتوں کو چھانٹتا ہے۔ مرشد صاحبِ خُلق ہوتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے خُلق کا مالک ہوتا ہے، مہربان ایسا کہ ماں باپ سے زیادہ مہربان، راہِ خدا کا ہادی و راہنما، گوہر بخش ایسا کہ جیسے کانِ لعل و جواہر، موجِ کرم ایسے کہ جیسے دریائے دُرّ، منزل کشا ایسے کہ جیسے قفل کی چابی، مال و زرِ دنیا سے بے نیاز، طمع سے پاک، طالبوں کو اپنی جان سے عزیز تر رکھنے والا مفلس درویش۔ مرشد غسال کی مثل ہوتا ہے اور ہر وقت ایسے مردہ طالب کی تلاش میں رہتا ہے جو "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کا مصداق بن کر مرنے سے پہلے مر چکا ہو، جس کا نفس مردہ مگر دل زندہ ہو اور راہِ فقر میں فاقہ کشی کرنے والا ہو ورنہ نالائق طالب تو اپنی مرضی پر چلتا ہے۔ مرشد کمہار کی مثل ہوتا ہے جس کے سامنے مٹی دم نہیں مارتی چاہے وہ اُس سے جو بھی سلوک کرے۔ مرشد کو چاہیے کہ وہ خدا بین ہو اور طالب کو چاہیے کہ وہ صادق الیقین ہو۔

مرشد رفیق راہ کو کہتے ہیں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"پہلے رفیق راہ تلاش کرو پھر راہ چلو۔"

ابیات:۔(1)"اِس دور کے مرشد زر پرست ہیں، نظر سے مٹی کو سونا بنانے والے مرشد نایاب ہیں۔"(2)"آج کل کے مرشد زر پرست وزن پرست ہیں، زر پرست وزن پرست و دل سیاہ و خود پرست ہیں۔"(3)"اے باھو! واصل باللہ مرشد عشق سوز ہوتے ہیں جو ہر وقت، ہر گھڑی اور ہر دم سوزِ عشق میں جلتے رہتے ہیں۔"

سن! آدمی کا وجود دودھ کی مثل ہے۔ دودھ میں لسی بھی ہوتی ہے، دہی اور مکھن بھی ہوتا ہے اور گھی بھی ہوتا ہے، اِسی طرح آدمی کے وجود میں نفس بھی ہوتا ہے، قلب بھی ہوتا ہے، روح بھی ہوتی ہے اور سرّ بھی ہوتا ہے اور یہ چاروں ایک ہی جگہ جمع ہوتے ہیں۔ مرشد کو اُس عورت کی طرح ہونا چاہیے جو دودھ میں مناسب مقدار میں لسی ڈال کر رکھ دیتی ہے، ساری رات دہی جمتا رہتا ہے، صبح کو دہی بلوتی ہے تو مکھن نکل آتا ہے اور لسی الگ ہو جاتی ہے، پھر مکھن کو آگ پر چڑھاتی ہے تو مکھن سے کثافت دور ہو جاتی ہے اور گھی نکل آتا ہے۔ مرشد کو عورت سے کم تر نہیں ہونا چاہیے کہ جیسے عورت دودھ کے کام کو انتہا تک پہنچاتی ہے اُسی طرح مرشد کا کام بھی یہ ہے کہ طالب کو اُس کے وجود میں مقامِ نفس، مقامِ قلب، مقامِ روح، مقامِ سرّ، مقامِ توفیق الٰہی، مقامِ علمِ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت اور مقامِ خناس و خرطوم و شیطان و حرص و حسد و کبر علیحدہ علیحدہ کر کے دکھائے یا جس طرح قصاب بکری کو ذبح کر کے اُس کی کھال اُتارتا ہے، اُس کی ہر رگ و بوٹی کو الگ الگ کرتا ہے اور گوشت سے ہر آلائش کو نکال کر دُور پھینک دیتا ہے۔ اِسی طرح مرشد کو بھی ایسا ہی کامل و مکمل ہونا چاہیے ورنہ طالب کو اِن چار مرشدوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے، مرشد شریعت، مرشد طریقت، مرشدِ حقیقت اور مرشدِ معرفت۔ مرشدِ شریعت کیا ہے؟ پانچ بنیادی ارکان اسلام یعنی کلمہ طیب و نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ۔ مرشدِ طریقت کیا ہے؟

گردن میں طوقِ بندگی ڈال کر ہر دو جہان سے بے نیازی۔ مرشدِ حقیقت کیا ہے؟ جان کی بازی لگا کر اپنی خودی کو اپنے ہی ہاتھوں قتل کرنا اور مرشدِ معرفت کیا ہے؟ صاحب اسرار و صاحبِ راز ہونا۔ جو مرشد طالب اللہ کو ان مراتب تک نہیں پہنچاتا وہ دغا باز و جھوٹا ہے۔ جب تُو دیکھے کہ کوئی فقیر زہد و تقویٰ، چلّہ کشی اور عبادت میں بکثرت ریاضت کرتا ہے مگر باطن سے بے خبر ہے تو جان لے کہ وہ ابھی ضلالت و گمراہی کے ویرانے میں بھٹک رہا ہے، اُس کی عاقبت گبریلے (گوبر کے کیڑے) جیسی ہے۔ فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں، (1) صاحبِ باطن، (2) صاحبِ بطن۔ جو شخص اپنے پیٹ کو بند کر کے خالی رکھتا ہے مگر باطن سے بے خبر رہتا ہے تو اُس کا انجام باطل ہے کہ صاحبِ باطن جتنا کھاتا ہے اُس سے دو چند اُس کے وجود میں نور پیدا ہوتا ہے۔ فقرا کا کھانا نور ہے، اُن کا پیٹ تنور ہے، اُن کا دل بیت المعمور ہے، اُن کی نیند حالتِ حضور ہے، اُن کے نزدیک زاہد طالبِ بہشت مزدور ہے اور اُن کی عاقبت مغفور ہے۔ مرشد بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: مرشد صاحبِ نظر اور مرشد صاحبِ زر۔ یا یوں کہیے کہ ایک مرشد فصلی سالی ہے اور دوسرا مرشد وصلی لازوالی [1] ہے۔ مرشد درخت کی مثل ہوتا ہے جو موسم کی سردی گرمی خود برداشت کرتا ہے لیکن اپنے سائے میں بیٹھنے والوں کو آرام و آسائش مہیا کرتا ہے۔ مرشد کو دشمنِ دنیا اور دوستِ دین ہونا چاہیے اور طالب کو صاحبِ یقین ہونا چاہیے جو مرشد پر اپنی جان و مال قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔ مرشد کو نبی اللہ کی مثل ہونا چاہیے اور طالب کو ولی اللہ کی مثل ہونا چاہیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "ترکِ دنیا تمام عبادات کی جڑ ہے اور حبِ دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔" وسیلت (دست بیعتِ مرشدِ کامل) بہتر ہے فضیلت (تحصیل علم) سے کہ گناہ کرتے وقت علم فضیلت بندے کو گناہ سے نہیں روک سکتا جبکہ وسیلت بندے کو گناہ سے روک لیتی ہے

---

[1]:۔ مرشد فصلی سالی = وہ مرشد جو مریدوں سے ہر سال فصل میں سے کچھ حصہ بطور نذرانہ وصول کرتا ہے۔
مرشد وصلی لازوالی = وہ مرشد کامل جو اپنے طالبوں کو اللہ تعالیٰ کے لازوال وصال سے سرفراز کرتا ہے۔

جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو وسیلت نے زلیخا کے شر سے بچا لیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" مرشد اپنے مریدوں میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح کہ نبی اپنی اُمت میں۔" مرشد اُسے کہتے ہیں جو ایک ہی نظر سے علم کو بھلا دے اور دونوں جہان کی آشنائی بخش دے کہ اُس کی ایک ہی نظر سے جاہل پر علمِ کلی واضح ہو جاتا ہے اور جو کچھ وہ پہلے نہیں جانتا اُسے پڑھنے لگتا ہے۔

بیت:۔"اگر تُو صاحبِ علم و حلم ہے یا دانش عظیم کا مالک ہے لیکن اگر تُو بے وسیلت ہے تو شیطانِ مردود کی راہ پر چل رہا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" وسیلہ ایک سیڑھی ہے۔" فرمان حق تعالیٰ ہے:۔ " اور اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔" حدیث:۔" مرید وہ ہے جو لا یرید ہو۔" اے باھُو! تلقین کیا چیز ہے اور تلقین کسے کہتے ہیں؟ تلقین نام ہے غیر ماسویٰ اللہ کو ترک کرنے اور اُسے طلاق دینے کا، تلقین نام ہے توکل کا، جس میں توکل نہیں وہ صاحبِ تلقین نہیں۔ ذکرِ اَللّٰہُ و اسم اَللّٰہُ شیر کی مثل ہے۔ جہاں شیر کا بسیرا ہو وہاں اُس کے ڈر سے دوسرے جانور ہرگز نہیں جاتے، اسی طرح جس طالب کے وجود میں اسم اَللّٰہُ کا ذکر قرار پکڑ لے اُس میں خطرات و وہمات کا گزر نہیں ہوتا اور اگر ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اُس پر ابھی ذکرِ اَللّٰہُ کی تاثیر وارد نہیں ہوئی۔ مرشد عارف کو کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"جس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا بے شک اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"جس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا بے شک اُس کی زبان لمبی ہو گئی۔" عارف تین قسم کے ہوتے ہیں: عارفِ دنیا، عارفِ عقبیٰ اور عارفِ مولیٰ۔ عارفِ دنیا مال و دولت، عزت و شہرت اور رجوعاتِ خلق کا طالب ہوتا ہے، مرید کی ہڈیاں تک کھانے، خانقاہیں بنانے، زمین و آسمان کی سیر و تماشا کرنے، صاحبِ کشف و کرامات ہونے اور بادشاہِ دنیا کے قرب و ملاقات کا طالب ہوتا ہے۔

ایسی طلب کا تعلق مرتبۂ مخنث سے ہے لہٰذا عارفِ دنیا مخنث ہے۔ اُس کا طالب بھی مخنث ہے۔ دوم عارفِ عقبیٰ عابد زاہد، اہل علم اور متقی و پرہیز گار ہوتا ہے جس پر خوفِ جہنم سوار رہتا ہے اور ہر وقت حصولِ جنت کی خاطر عبادت کرتا رہتا ہے، اُس کا تعلق مرتبۂ مؤنث سے ہے اور اُس کا طالب بھی مؤنث ہے۔

بیت:۔" اے زاہد! تُو مجھے آتش دوزخ سے کیوں ڈراتا ہے؟ ارے میرے اندر تو وہ آگ دہک رہی ہے کہ جسے اگر دوزخ میں ڈال دوں تو دوزخ جل کر راکھ ہو جائے۔"

سوم عارفِ مولیٰ عارف باللہ توحیدِ الٰہی میں غرق صاحبِ حضور، دنیا و عقبیٰ سے دُور اور اشتغال اللہ میں مسرور ہوتا ہے۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔ اللہ تعالیٰ کے نام میں سب سے پہلے "الف" آتا ہے، انسان میں بھی سب سے پہلے "الف" آتا ہے، احد میں بھی سب سے پہلے "الف" آتا ہے، احمد میں بھی سب سے پہلے "الف" آتا ہے۔ پس انسان اہل سِرّ کو کہتے ہیں جیسا کہ حدیثِ قدسی میں فرمانِ الٰہی ہے:۔" انسان میرا سِرّ (بھید) ہے اور مَیں انسان کا سِرّ ہوں۔" اور سِرّ نام ہے فقر کا۔ نیز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسان ہیں۔ انسان وہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیروکار ہے۔ پس انسان مرتبۂ پیغمبری کا مالک اور شرع کا پابند ہے۔ اللہ کے نام کا پہلا حرف "الف" ہے اور آدم کا پہلا حرف بھی "الف" ہے۔ پس آدمی وہ ہے جو مرتبۂ آدم کا مالک ہو ورنہ محض حیوانِ ناطق ہے کہ آدمی تو اللہ و رسول کا مقرب اور لذّاتِ دنیوی و شیطانی و نفسانی سے دور ہوتا ہے۔ جو آدمی ہوائے دنیا اور شیطان و نفس جہول کا مقرب ہے وہ خدا و رسول سے دور ہے۔ اِستغراق کے بھی دو راستے ہیں، ایک راستہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف جاتا ہے اور دوسرا توحیدِ فنا فی اللہ بقا باللہ کی طرف۔ اہل مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عارف ہوتا ہے اور صاحبِ اِستغراقِ توحید معارف ہوتا ہے۔ عارف مرشدِ کامل ہوتا ہے اور معارف مرشدِ مکمل ہوتا ہے۔ مرشد وہ ہے جو کامل و مکمل ہو۔

عارف مرشد مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اربعہ عناصر کے ظاہری وجود کے ساتھ حاضر ہوتا ہے اور معارف مرشد رُوحی جسم کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی معارف سے ہم کلام ہوتے ہیں تو وہ اہلِ مجلس کو نظر نہیں آتا اس لئے اہلِ مجلس پوچھتے ہیں کہ:۔" اے اللہ کے رسول! آپ کس سے بے واسطہ کلام فرما رہے ہیں؟" آپ فرماتے ہیں:۔"یہ ایک معارف ہے جو بظاہر یہاں سے دور رُوئے زمین پر بیٹھا ہے مگر بباطن اپنے روحی جسم کے ساتھ میرے پاس بیٹھا ہے کہ یہ ہمارا عاشق ہے اور اللہ تعالیٰ کا معشوق ہے۔ حدیثِ قدسی میں فرمانِ الٰہی ہے:۔"بے شک میرے اولیا ایسے بھی ہیں جو میری قبا کے نیچے چھپے رہتے ہیں اور اُنہیں میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔" جس کسی کو اللہ تعالیٰ معارف بنا کر فقر فنا فی اللہ کی دولت بخشتا ہے اُسے علمِ باطنی کا عالم فاضل اور دانشمند بنا دیتا ہے اور اُس پر کشف و کرامت کی راہ بند کر دیتا ہے کہ فقر میں دو راستے ہیں، ایک کرم کا راستہ ہے اور دوسرا کرامات کا اور کرم کے بھی دو راستے ہیں، ایک کرمِ کمالیت کا راستہ ہے اور دوسرا کبر کا راستہ ہے۔ شیطان کرمِ کمالیت کی طرف نہیں آتا، وہ کبر و کرامت کی راہ پر گامزن ہے کہ وہ انا کے وبال میں گرفتار ہو کر کہہ بیٹھا تھا:۔"اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ" (میں اِس سے برتر ہوں)۔ راہِ فقر میں دعا و بددعا کا کوئی کام نہیں کہ دعا و بددعا میں تاخیر ہوتی ہے لیکن فقر فنا فی اللہ بقا باللہ میں وہم و جذب سے کام لیا جاتا ہے۔ فقرا کا وہم خدا کی رحمت ہے جو ابد الآباد تک قائم ہے اور فقرا کا جذب خدا کا قہر ہے۔ مَیں اِس اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ وجودِ مرشد آئینے کی مثل ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" مومن مومن کا آئینہ ہے۔" آئینہ کبھی غلطی نہیں کرتا، یہ دیکھنے والے کو اُس کا اصلی رنگ وروپ دکھاتا ہے، سیاہ ہے تو سیاہ، سرخ ہے تو سرخ اور زرد ہے تو زرد، جیسا بھی ہو۔ مرشد سب سے پہلے یہ تحقیق کرتا ہے کہ طالب کی طلب کیا ہے؟ غیر ہے یا حق۔ چنانچہ وہ حق کو حق سے اور باطل کو باطل سے ملاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔"

جاسوس طالب سے ڈرو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:۔" آج کل کے یار عیبوں کے جاسوس ہیں۔" جس طرح زرگر سونے کو آگ میں ڈال کر اُس کی پرکھ کرتا ہے اُسی طرح مرشد طالب کو آزمائش میں ڈال کر اُس کی تحقیق کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کی آزمائش دکھوں اور مصیبتوں سے کرتا ہے جس طرح کہ سونے کی آزمائش آگ میں ڈال کر کی جاتی ہے۔" آدمی کا دشمن اُس کا معدہ ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:۔" آدمی کا دشمن اُس کا اپنا پیٹ ہے۔" فقیر وہ ہے جو طمع نہ کرے، اگر کوئی اُسے کچھ دے تو منع نہ کرے اور اگر اُسے کچھ ملے تو جمع نہ کرے۔ فقر کے لئے "ملاقات" ہے اور اُس کے لئے علمِ کرامات۔ ملاقات کیا ہے اور کرامات کیا ہے؟ کرامات کا تعلق ناسوت سے ہے اور ملاقات کا تعلق لاھوت سے ہے۔ کرامات لوگوں کو بازی گری کا تماشا دکھانے کا نام ہے اور ملاقات اشرف الانبیا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں شرفِ حضوری کا نام ہے، نیز ملاقات غرقِ توحید ہو کر مقامِ ربوبیت میں فنافی اللہ بقاباللہ عارف باللہ ہونے کا نام ہے۔ جسے مقامِ شریعت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری حاصل ہے اُسے مقامِ طریقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری کے احوال کی کیا خبر؟ جسے مقامِ طریقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری حاصل ہے اُسے مقامِ حقیقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری کے احوال کا کیا پتہ؟ جسے مقامِ حقیقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری حاصل ہے اسے مقامِ معرفت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری کے حالات کیا معلوم؟ جسے مقامِ معرفت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری حاصل ہے وہ مقامِ عشق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس حضوری کے احوال کیا بتائے؟ جسے مقامِ عشق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری حاصل ہے وہ مقامِ محبت کی حضوریات کو کیا جانے؟ جو خدا کی نظر میں سما جاتا ہے وہ یکتا بخدا ہو جاتا ہے اور دونوں جہان اُس کے مدِ نظر رہتے ہیں۔

جسے مقامِ محبت کی حضوری حاصل ہے وہ حضوریٔ فنا فی اللہ کی حقیقت کیا جانے؟ پس ہر کوئی اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے حقیقتِ احوال جانتا ہے لیکن فقیر فنا فی اللہ ہر مرتبے کی حضوری کے احوال کو جانتا پہچانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ " جس نے اَللّٰہُ کو پہچان لیا اُس سے کوئی چیز مخفی نہ رہی۔" عالم اُسے کہتے ہیں جو عین طالبِ حق ہو، مولینا اُسے کہتے ہیں جو طالبِ مولیٰ ہو، دانشمند اُسے کہتے ہیں جو اپنے نفس کے خلاف مدعی بن کر اُس کا محاسبہ کرے اور فاضل اُسے کہتے ہیں جو محبتِ الٰہی کے علاوہ سب کچھ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا رفیق باتوفیق بن جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"جس نے حصولِ دنیا کی خاطر علم حاصل کیا وہ کافر ہے، جس نے حجت بازی کے لئے علم حاصل کیا وہ منافق ہے اور جس نے رضائے الٰہی کی خاطر علم حاصل کیا وہ مسلم ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"جو آدمی حق بات کہنے سے خاموش رہا وہ گونگا شیطان ہے۔" پس علم بھی دو قسم کا ہے: علمِ عارفیت اور علمِ عاریت۔ علمِ عارفیت علمِ ربوبیت ہے جو آدمی کو طالبِ دیدارِ پروردگار بناتا ہے جب کہ علمِ عاریت آدمی کو طالبِ دنیائے مُردار بناتا ہے۔ حدیث:۔"دنیا ایک خواب ہے اور اس کی عیش و عشرت احتلام ہے۔" جو علم روزگارِ دنیا کی خاطر پڑھا جائے وہ ابوجہل کے مرتبے پر پہنچاتا ہے اور جو علم خدا اور رسول کی خاطر پڑھا جائے وہ مرتبۂ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پہنچاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"عذر تو کوئی شے ہے مگر جہالت کوئی شے نہیں۔" مرشد کو عالم ہونا چاہیے اور طالب کو متعلّم، جاہل کی گنجائش ہی نہیں۔ حدیثِ قدسی میں آیا ہے:۔"اللہ تعالیٰ جاہلوں کو دوست نہیں بناتا۔" جاہل کون ہے اور جاہل کسے کہتے ہیں؟ جاہل وہ ہے جو حبِ دنیا میں گرفتار حرص وہوا کا بندہ ہے، دنیائے دون کا طالب اور علما وکلام اللہ کا دشمن ہے، لہٰذا وہ کافر ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے(1):۔"اور وہ لوگ جو کافر ہوئے اور ہماری آیات کو جھٹلایا۔"(2)" زمین میں کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی روزی کا ذمہ اللہ نے نہ اُٹھا رکھا ہو۔"(3)" اور جس نے اللہ پر بھروسہ کیا، اُس کے لئے اللہ کافی ہے۔

(4) "اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔" پس اسباب کو چھوڑ اور مسبّب پر بھروسہ کر۔ مرشد اسباب کے بجائے مسبّب کی راہ پر چلاتا ہے۔ جب رزق مقدر ہے تو اس کے لئے سرگردانی کیسی؟ رازق خود پہنچاتا ہے تو اس کے لئے جستجو کیسی؟ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ (1) "ہم نے اُن کے درمیان روزی تقسیم کر دی ہے۔" (2) "اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔" (3) " اور اللہ جو چاہتا ہے اُس کا حکم جاری کر دیتا ہے۔" لیکن راہِ درویشی میں درویشوں کو استقامت اُس رات نصیب ہوتی ہے جس رات اُنہیں فاقہ ہو کہ فاقہ کی رات درویش کے لئے معراج کی رات ہوتی ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "درویش کو فاقہ کی رات معراج نصیب ہوتا ہے۔" جس مقام پر درویش بھوکا سو جائے وہاں خرابی و پریشانی ڈیرے ڈال دیتی ہے۔ اگر درویش نہ ہوتے تو تمام شہر و آبادیاں ویران ہو جاتیں۔ عرش سے تحت الثریٰ تک جہاں بھی کوئی آبادی ہے درویشوں ہی کی دعا و برکت اور اُن ہی کے دم قدم سے قائم ہے۔ پس جو مرشد اہلِ فقر، اہل اللہ فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر ہو وہ ہر وقت اللہ کی پناہ میں رہتا ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "مفلس اللہ کی امان میں ہوتا ہے۔" مرشد بننا آسان کام نہیں ہے کہ معرفتِ الٰہی میں غرق ہو کر خود کو فنا کرنا پڑتا ہے اور یہ اِس آیتِ مبارکہ کے عین مطابق ہے:۔" پروردگار! مجھے دکھا دے کہ تُو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟" فرمایا:۔ " کیا تیرا ایمان نہیں ہے؟" عرض کی:۔ " کیوں نہیں؟ لیکن مَیں اپنے دل کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں۔" (کہ دل مشاہدہ کے بغیر مطمئن نہیں ہوتا۔) فرمایا:۔ "چار پرندے پکڑو، اُنہیں اپنے ساتھ مانوس کرو، پھر اُنہیں ذبح کر کے اُن کے ٹکڑے پہاڑ پر پھیلا دو، پھر اُنہیں اپنے پاس بلاؤ، وہ تمہارے پاس دوڑے چلے آئیں گے اور جان لے کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔" بیت:۔

"قبر نے باھوؒ سے کہا کہ اے باھوؒ! قربِ خدا کے لئے یہ بہت اچھی خلوت گاہ ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-(1)" مرنے سے پہلے مرجاؤ۔"(2)"جب تم اپنے معاملات میں حیران ہوجایا کرو تو اہلِ قبور سے مدد مانگ لیا کرو۔" الٰہی! عاشقوں کی جان اپنے ہی دستِ قدرت سے قبض کر کہ عزرائیل علیہ السلام اُن کے لئے غیر محرم ہیں۔ پس مرشد کسے کہتے ہیں؟ جو دل کو زندہ کردے اور نفس کو ماردے اور جب طالب پر جذب وغضب کی نگاہ کرے تو اُس کے نفس کو زندہ کردے اور دل کو ماردے۔ مرشد اُسے کہتے ہیں جو فقر میں اس درجہ کامل ہو کہ اُس نے خود پر غیر ماسویٰ اللہ کو حرام کر رکھا ہو اور ازل سے ابد تک احرام باندھے ہوئے حاجیٔ بے حجاب ہو۔ ایسا ہی مرشد کامل و کامیاب ہے کہ اگرچہ وہ بظاہر گناہ کا کام ہی کیوں نہ کر رہا ہو، بباطن وہ عین ثواب کا کام ہوگا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے واقعہ میں درج ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-"(خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا) اب میں آپ سے علیحدہ ہوتا ہوں اور آپ کو اُن باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر آپ سے چپ نہ رہا گیا۔" چنانچہ خضر علیہ السلام نے کشتی کو توڑنے، ٹوٹی ہوئی دیوار کو جوڑنے اور بچے کو قتل کرنے کی حقیقت موسیٰ علیہ السلام کو بتلادی۔ یہ واقعہ سورۂ کہف میں درج ہے۔ یہاں موسیٰ علیہ السلام کا رویہ علمِ ظاہر کی نمائندگی کرتا ہے اور خضر علیہ السلام کا رویہ علمِ باطن کی۔ پس علما اور طالب موسیٰ علیہ السلام کی سنت کے مرتبے پر ہوتے ہیں اور فقرائے فنا فی اللہ مرشد خضر علیہ السلام کے مرتبے پر، اس لئے فقرا سے خضر علیہ السلام جیسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ مرشد طبیب کی مثل ہے اور طالب مریض کی مثل۔ طبیب جب کسی مریض کا علاج کرتا ہے تو اُسے تلخ وشیریں دوائیں دیتا ہے اور مریض پر لازم ہے کہ وہ یہ دوائیں کھائے تاکہ صحت یاب ہوسکے۔ مرشد کے چار حروف ہیں "م ر ش د"۔ حرف "م" سے صاحبِ مروت، حرف "ر" سے ریاضت کش، حرف "ش" سے اہلِ شوق اور حرف "د" سے صاحبِ درد۔ سن! ایک بزرگ کا قول ہے:-

" نفل نماز پڑھنا بیوہ عورتوں کا کام ہے، نفلی روزے رکھنا روٹی کی بچت ہے، حج کرنا سیر تماشائے جہان ہے اور دل کو مسخر کرنا مردوں کا کام ہے۔" یہ فقیر باھُو کہتا ہے:۔" نفل نماز ادا کرنا پاکیٔ جان ہے، نفلی روزے رکھنا خوشنودیٔ رحمان ہے، حج کرنا ثبوتِ ایمان ہے، دلوں کو مسخر کرنا کارِ مردِ خام ہے، دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو کر اللہ تعالیٰ کو پہچاننا کارِ مردِ تمام ہے اور بشریت سے نکل کر خود کو فنا کرنا اور عین فنا فی اللہ بقا باللہ ہو جانا مردوں کا کام ہے۔" پس چاہیے کہ مرشد مرد ہو، صاحبِ تجرد ہو، پُر درد ہو، اور اللہ کی راہ میں مجاہدہ کرنے والا ہو جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:۔" وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔" پس مراتبِ مرشدی باپ دادا کی میراث نہیں بلکہ سر قربان کر کے راہِ حق کی صرافی ہے۔ مراتبِ مرشدی نقد و جنس کے بدلے بیچنے کی چیز نہیں ہے۔ مرشد خاص الخاص مراتب کا مالک ہوتا ہے۔ مرشد میرا اخص ہے اور ارادت میری بس ہے۔ مقامات چار ہیں:۔ مقامِ عام، مقامِ خاص، مقامِ خاص الخاص اور مقامِ اخص۔ اخص مقامِ سرّ ہے۔ پیر میرا اخص ہے تو اعتقاد بھی میرا بس ہے۔

باب چہارم

توفیقِ الٰہی سے نفس کی مخالفت و تسخیر

جان لے کہ خوشنودیٔ خدا نفس کے خلاف چلنے میں ہے۔ نفس کیا چیز ہے اور اُس کے خصائل کیا ہیں؟ نفس سانپ کی مثل ہے اور اُس کے خصائل کفار جیسے ہیں۔ پہلے اُس پر منتر پڑھا جائے اور پھر اُس پر ہاتھ ڈالا جائے تا کہ یہ زیر ہو کر قابو میں آ جائے۔ سانپ سے پوچھا گیا کہ تُو سوراخ سے باہر کیونکر آتا ہے؟ تو سانپ نے جواب دیا کہ جب کوئی میرے دروازے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو مجھ پر فرض ہو جاتا ہے کہ مَیں اللہ کے نام پر جان دے دوں۔ نفس سانپ کی مثل ہے، وجودِ آدمی سوراخ کی مثل ہے، ذکر اللہ منتر کی مثل ہے اور نفس کافر کی یہ عادت و خصلت ہے کہ جب تک اُس پر کلمہ طیب " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کا منتر پڑھ کر اُسے شریعت کے حصار میں قید نہ کیا جائے یہ اسلام قبول نہیں کرتا اور نہ ہی مسلمان ہوتا ہے۔ اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔

بیت:۔" اگر تُو آسودگی چاہتا ہے تو نفس کی گردن مار دے اور اگر تُو وصالِ حق چاہتا ہے تو بیوی بچوں کا خیال دل سے نکال دے۔"

جوابِ باھوؒ از باھوؒ:۔" اگر مَیں نفس کی گردن مار دوں تو نفس مردِ حق بن جاتا ہے، نفس کو مارے بغیر کبھی کوئی عشقِ حق سے بہرہ ور نہیں ہوا۔"

جوابِ باھوؒ از باھوؒ:۔" اگر مَیں نفس کی گردن مار دوں تو نفس مرشد پیشوا بن جاتا ہے اور مجھے ہر مقام کی سیر کرا کے مقامِ کبریا تک پہنچاتا ہے۔"

جوابِ باھوؒ از باھوؒ:۔" نفس اگر تابعدار بن جائے تو جان سے پیارا یار ثابت ہوتا ہے،

احمق و بے تمیز لوگ بھلا حقیقتِ نفس کو کیا جانیں؟ "

جوابِ باھُو از باھُو :- "اے نفس اگر تُو عیش و عشرت چھوڑ دے تو اللہ کا یار بن جائے گا اور تیرے سارے کام اللہ سرانجام دے گا۔"

جوابِ باھُو از باھُو :- "اگر میں نفس کی گردن ماردوں تو یہ ضائع ہو جائے گا اور اگر میں اسے ہوا و ہوس سے پاک کردوں تو یہ میرا یار اور میں اِس کا یار بن جاؤں گا۔ سرِّ وحدت اگر آب ہے تو نفس آبجو (ندی) ہے۔"

جوابِ باھُو از باھُو :- "نفس دیو دیوانہ ہے، مجھے اِس دیو کو مارنا ہے، اگر میں خود پر غالب آ جاؤں تو اِس کو قتل کردوں۔"

مَیں کفر و کافری سے بیزار ہوں کہ مَیں نے دینِ اسلام قبول کیا ہے " اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ "فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" سلامتی ہے اُس پر جس نے ہدایت کی راہ اختیار کی۔" طالب اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر دم، ہر گھڑی اور ہر وقت نفس کی مخالفت کرتا رہے اور کسی وقت بھی اُس سے غافل نہ رہے کہ نفس کافر ہے، اُس سے ہر حال میں دشمنی و جنگ جاری رکھے خواہ حالتِ خواب میں ہو یا بیداری میں، مستی میں ہو یا ہوشیاری میں کہ یہ چور دشمن جان ہے اور راہِ حق کا راہزن زیاں کار ہے، اِس کو اطمینان سے نہ رہنے دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "ہم چھوٹے جہاد سے لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف آئے ہیں۔" نفس دو قسم کا ہے جس طرح کہ آدمی کا وجود دو قسم کا ہوتا ہے یعنی وجودِ لطیف اور وجودِ کثیف۔ وجودِ کثیف اُن لوگوں کا ہے جن کا نفس امارہ یا لوامہ یا ملہمہ ہے۔ امارہ راہزن شیطان کا نام ہے، اُس کے تابع لوامہ ہے اور لوامہ کے تابع ملہمہ ہے۔ اِن تینوں کا ایک دوسرے سے اتفاق ہے۔ وجودِ لطیف اُن لوگوں کا ہے جن کا نفس مطمئنہ ہے اور مطمئنہ اُسے کہتے ہیں جو ظاہر باطن میں اطاعت گزار ہو۔ اطاعت تابع ہے رُوح کے اور رُوح تابع ہے توفیقِ الٰہی کے اور توفیقِ الٰہی کہتے

ہیں صاحبِ ذکر فکر، صاحبِ اشتغال اللہ، صاحبِ استغراق فقر فنا فی اللہ کو۔ تمام انبیا و اصفیا و اولیا مومن مسلمان اہل ایمان کا نفس مطمئنہ ہے اور صاحبِ نفس مطمئنہ اہل معرفت ہوتا ہے۔

ابیات:۔(1)" اے باھو! جو آدمی صاحبِ معرفت ہو کر معروف (فنا فی اللہ) ہو جاتا ہے اُس پر وحدتِ حق کا بھید کھل جاتا ہے۔"(2)" اُس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور پھر یار یار کو دیکھتا ہے اور عین عین کو۔"

اپنے آپ میں گم ہو جا، اہل بدعت مت بن اور دونوں جہان سے ہاتھ دھو لے۔

بیت:۔"اے باھو! خدا ایک ہے، دل بھی ایک ہے، اُس کو ڈھونڈ اور اُس کے ساتھ مل کر ایک ہو جا تا کہ عین وہی ایک رہ جائے۔"

کافروں، منافقوں، فاسقوں، اور مردود و ملعون شرابیوں کا نفس امارہ ہوتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" جب تم حالتِ سکر میں ہوا کرو تو نماز کے قریب مت جایا کرو۔" اہل مطمئنہ اہل روح ہوتا ہے اور اہل روح اہل ذکر، اہل وجد، اہل شوق، اہل اشتیاق، اہل استغراق، اہل غرق اور اہل توحید فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اہل فنا فی اللہ کا نفس نہیں ہوتا جیسا کہ " لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ" والی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہے۔ چنانچہ رابعہ بصریؒ سے پوچھا گیا:۔"نفس و شیطان و دنیا کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟" آپ نے جواب دیا:۔" مَیں توحیدِ فنا فی اللہ میں اِس قدر غرق ہوں کہ مجھے نفس کی خبر ہی نہیں اور نہ ہی مجھے شیطان و دنیا کی خبر ہے۔"

بیت:۔"اے باھو! لوگوں کو نفس ہی نے محتاج بنا رکھا ہے ورنہ آدمی اگر نفس سے خلاصی پا لے تو لایحتاج ہو جاتا ہے۔"

پس اولیا اللہ لایحتاج ہوتے ہیں اور اولیا اللہ اہل فقر کو کہتے ہیں۔ فقر خود لایحتاج ہے اور ہر شے اُس کی محتاج ہے۔ فقر کا نفس نہیں ہوتا بلکہ نَفَس ہوتا ہے۔ نَفَس پاس انفاس کو کہتے ہیں

اور پاس انفاس اُس ذکرِ خاص کو کہتے ہیں جو ہر آتی جاتی سانس کے ساتھ اِس طرح کیا جاتا ہے کہ کوئی دم بھی ذکر اللہ سے خالی نہیں ہوتا۔ جس کا دل مردہ اور دم اَفسردہ ہو وہ اہل نفس امارہ ہے۔

بیت:۔ ''نفس سے بڑھ کر اہل ہوا اور کوئی نہیں کہ یہ فرعون کی طرح ہر وقت خدائی کا دعویٰ کرتا رہتا ہے۔''

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اور جو شخص اپنے ربّ کی بارگاہ میں پیش ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو ہوا سے روکا تو بے شک جنت ہی اُس کا ٹھکانہ ہے۔'' آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں، (1) اہل نفس، بندۂ ہوا اور (2) اہل اللہ، اہل طاعت، بندۂ خدا ۔ نفس و دنیا و شیطان، یہ تینوں کافر ہیں اور حرام خور جلاو کی مثل ہیں۔ جس پر اللہ کا قہر نازل ہو جائے وہ اہل نفس، شہوت پرست، ہوا پرست اور طالبِ دنیا ہو جاتا ہے، دیو حسن پرست، زینت نما اور موافق شیطان ہو جاتا ہے، خورد و نوش اور معصیت و گناہ میں غرق ہو کر سیاہ دل ہو جاتا ہے، عشق و محبت و نورِ الٰہی سے خالی اور علمِ معرفت سے محروم و مردہ دل ہو کر گورِ جسد میں دفن ہو جاتا ہے۔ فرمان حق تعالیٰ ہے :۔ ''بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں۔'' نفس کسے کہتے ہیں؟ جو راہِ خدا سے روکے۔ نفس طلبِ غیر کو کہتے ہیں۔ دنیا و نفس و شیطان ہم لوگوں کی راہ مارنے والے شیطان ہیں بھلا شیطان کی راہ مارنے والا شیطان کون ہے؟ شیطان کی راہ مارنے والا شیطان کبر ہے۔ کبر کس چیز سے پیدا ہوتا ہے؟ قہر جلالیتِ الٰہی اور شر سے۔ میرے پیشوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں بھلا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیشوا کون ہے؟ اُن کی پیشوا ہدایتِ الٰہی ہے۔ ہدایتِ الٰہی کس چیز سے پیدا ہوتی ہے؟ مہرِ جمالیت الٰہی سے۔ خیر بھی اُسی (اللہ) کی طرف سے ہے اور شر بھی اُسی کی طرف سے ہے۔

بیت:۔ ''خاک کو مَیں نے اِنسان بنا دیا اور آگ کو مَیں نے شیطان بنا دیا۔ یہ بھی مَیں نے کیا اور وہ بھی مَیں نے کیا لیکن اسے سمجھتا کوئی نہیں۔''

زہد وتقویٰ، صوم وصلوٰۃ اور ریاضتِ حج وزکوٰۃ خلافِ نفس ہے، کیا اِس سے نفس مرجاتا ہے؟ مَیں کہتا ہوں نہیں مرتا- ذکر فکر مجاہدہ مشاہدہ مراقبہ محاسبہ اور وصال حضور مذکور خلافِ نفس ہے، کیا اِس سے نفس مرجاتا ہے؟ مَیں کہتا ہوں نہیں مرتا- ورد وظائف، ذکر وتسبیح، تلاوتِ قرآن اور علمِ مسائل فقہ خلافِ نفس ہے، کیا اِس سے نفس مرجاتا ہے؟ مَیں کہتا ہوں نہیں مرتا- موٹا کھردرا لباس پہننا، گدڑی پہننا، مخلوق سے علیحدگی اختیار کرنا، چُپ رہنا،) وصال وخوب خصال ہونا خلافِ نفس ہے، کیا اِس سے نفس مرجاتا ہے؟ مَیں کہتا ہوں نہیں مرتا- گوشۂ تنہائی میں چلہ کشی کرنا اور ہر چیز سے بے تعلق ہو کر سرگردان پھرنا خلافِ نفس ہے، کیا اِس سے نفس مر جاتا ہے؟ مَیں کہتا ہوں نہیں مرتا- علم وتعلیم، درس وتدریس اور خداشناسی خلافِ نفس ہے، کیا اِس سے نفس مرجاتا ہے؟ مَیں کہتا ہوں نہیں مرتا-

بیت:- "نفس اگر تخت نشین ہو کر بادشاہ بھی بن جائے تو خصائل کے لحاظ سے چکی چاٹنے والا کتا ہی بنا رہتا ہے-"

نفس اگر بھوکا رہے تو اُس میں طاعت بجالانے کی طاقت نہیں رہتی اور وہ طاعت گزاری سے رہ جاتا ہے اور اگر سیر شکم رہے تو پُر شہوت وفتنہ انگیز ہو جاتا ہے- آخر اِس کا علاج کیا ہے؟ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "اللہ تعالیٰ کسی کو اُس کی برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا-" جو نفس بھوک میں پُر سکون رہتا ہے اور ذکر وطاعت میں لذت پاتا ہے اُس کے لئے زہد وریاضت ہی بہتر ہے- جو نفس ذکر وطاعت سے خوش نہیں ہوتا بلکہ بے چینی ووسوسہ وکفر ونفاق میں مبتلا ہوتا ہے تو اُس کے لئے بسیار خوری مناسب ہے بشرطیکہ بسیار خوری سے اُس میں آثارِ بدی پیدا ہونے کے بجائے طاعت و فرمانبرداری کی طاقت پیدا ہو ورنہ اُس کے لئے آدھا بھوکا اور آدھا شکم سیر ہونا ضروری ہے- مناسب یہ ہے کہ نفس کو کھانے کے لئے دائمی ذکر اللہ کی خوراک دی جائے، رہنے کے لئے زیرِ زمین قبر کھود کر گھر بنایا جائے، پہننے کے لئے کفن کا لباس دیا جائے اور

سیر چشمی کے لئے روزِ حشر کا تماشا دکھایا جائے تا کہ اُس کا دل صاف ہو کر جمیت پکڑے، ہر قسم کی کدورت و آلودگی سے پاک ہو جائے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے مابین جملہ حجابات اُٹھ جائیں، دنگا فساد اور لڑائی جھگڑے سے باز رہ کر پُر سکون ہو جائے اور مرنے سے پہلے مر کر "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کا مصداق بن جائے۔ نفس کیا چیز ہے؟ نفس فربہ خنزیر کی مثل ہے جو کفار سے دوستی رکھتا ہے اور خودی و خود پرستی میں مبتلا رہتا ہے۔ سن! آدمی کے وجود میں صد ہا خنزیر پائے جاتے ہیں، اُنہیں مار دیا جائے یا رسی سے باندھ کر رکھا جائے۔ نفس کبھی وسیلۂ خدا ہوتا ہے، کبھی فتنہ انگیز و پُر ہوا ہوتا ہے، کبھی عادل بادشاہ ہوتا ہے، کبھی مستِ انا میں گمراہ ہوتا ہے، کبھی عالم فاضل مفتی قاضی محتسب صاحبِ محاسبہ ہوتا ہے، کبھی رشوت خور و حرام خور ہوتا ہے، کبھی مرشد ہادی صاحبِ ارشاد ہوتا ہے، کبھی خود پرستی و حرص و حسد میں گرفتار رہتا ہے، کبھی سلطان العارفین عاشق معشوق ہوتا ہے اور کبھی گداگر و طامع مخلوق ہوتا ہے۔ مردِ فقیر وہ ہے جو اُسے مہلت نہ دے اور کسی حال میں بھی طاعت سے غافل نہ ہونے دے، اُس کی کسی خواہش کو پورا نہ کرے، اُس کی مخالفت کرتا رہے اور اُس سے یہ کہہ کر جھگڑتا رہے کہ:- "اے نفس تُو نے کبھی کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو تجھے قیامت کے دن بارگاہِ خداوندی سے نجات دلا سکے، نہ ہی تُو نے خداوند تعالیٰ کو پہچانا ہے جس طرح کہ اُس کو پہچاننے کا حق ہے۔ انبیا و اولیا اللہ کے دل تو خوفِ خدا میں اِس طرح پگھلے رہتے تھے جس طرح کہ سونا کٹھالی میں۔ کئی بزرگ عمر بھر سوئے نہیں، نہ اُنہوں نے زمین سے پہلو لگایا اور نہ ہی نفس کو دنیوی لذت بہم پہنچائی تا کہ قیامت کے دن خدا اور اُس کے رسول کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ اے طالب! تیرے لئے ضروری ہے کہ تُو ہر حال میں کارہائے نفس پر نظر رکھ اور اُس کی ہر خواہش کو رد کرتا چلا جا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "ستم رسیدہ کی فریاد سے ڈرو کہ اُس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔" پس ستم رسیدہ اہل اللہ فقرا ہیں جو اپنے نفس کے ستائے ہوئے ہیں اور ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہیں۔ فقرا سے ڈرو کہ وہ حالتِ شہوت میں بھی باشعور، فنا فی اللہ حضور اور

مدِ نظر اللہ منظور ہوتے ہیں۔ نفس غصے کی حالت میں درندہ ہوتا ہے، گناہ کرتے وقت بچہ ہوتا ہے، فراوانیٔ نعمت کے وقت فرعون ہوتا ہے، سخاوت کے موقع پر قارون ہوتا ہے، بھوک کی حالت میں دیوانہ کتا ہوتا ہے اور پُر شکم ہو تو مغرور گدھا ہوتا ہے۔

بیت :۔"نفس اگر بھوکا ہو تو کتے کی مثل ہوتا ہے اور پُر شکم ہو تو گدھا ہوتا ہے۔"

اگر تُو نفس کا پیٹ بھر دے تو یہ نافرمان ہو جائے گا اور اگر اُسے بھوکا رکھے تو بے چین ہو کر چیخے چلائے گا۔ نفس کو گناہ کرتے وقت خدا و رسول اور تمام انبیأ و اصفیأ و اولیأ و صلحأ کے واسطے دے ڈالو، آیاتِ قرآنی و احادیث سنا دو، خوفِ موت و قبر یاد دلا دو، سوال جوابِ منکر نکیر اور معاملاتِ اعمال نامہ یاد دلا دو، مسائل فقہ سنا دو، روزِ قیامت کا عالمِ نفسی نفسی یاد کرا دو، پُل صراط و دوزخ و بہشت اور دیدارِ الٰہی یاد دلا دو، یہ گناہ کرنے سے ہرگز باز نہیں آئے گا کہ نفس اُس وقت تک نافرمانی و گناہ سے باز نہیں آتا جب تک کہ اُسے توفیقِ الٰہی اور وسیلتِ دست بیعتِ مرشدِ کامل مکمل حاصل نہ ہو جائے کیونکہ جب بھی طالب گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے مرشدِ کامل مکمل کو بے شک اُس کی خبر ہو جاتی ہے اور وہ گناہ و طالب کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور الہام و پیغام کے ذریعے دست اندازی کر کے اُسے گناہ سے بچا لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وسیلت بہتر ہے فضیلت سے۔ فضیلت اہلِ نفس کی محتاج ہے اور وسیلت کسی کی محتاج نہیں، وہ لا یحتاج ہے۔ فضیلت پر نفس غالب ہے اور وسیلت نفس پر غالب ہے اور نفس مغلوب ہے۔ فضیلتِ علم سونے چاندی کی مثل ہے اور وسیلتِ مرشد فولاد کی مثل ہے، چنانچہ تلوار۔

رباعی :۔"نفس حریص ہے اس لئے شیر و شکر اور جہان گیر بادشاہی مانگتا ہے۔ اے باھُو! اورنگ زیب بادشاہ کی بادشاہی سے فقیری بہتر ہے اس لئے طالبِ اللہ فقیر سے صرف اَللّٰہُ مانگتا ہے۔"

اے باھُو! نفس کافر ہے یا جلاد۔ پس کافر کے لئے زنار توڑنا مشکل ہے اور جلاد کے

لئے حلال کھانا مشکل ہے۔ نفس جب مسلمان ہو جاتا ہے تو اُس کے لئے خنزیر کھانا اور گلے میں زُنار ڈالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سیم وزر سے زیب و زینت کرنا اہلِ دنیا کا کام ہے اور نفس پر فولادی تلوار چلانا اہلِ دین اہل اللہ کا کام ہے۔ سیم وزر کے لالچ میں نفس کافر سے جہاد کرنا طمع وریا ہے اور نفس کو قتل کرنا طلبِ خدا ہے۔ زندہ نفس شیطان ہے یا بھوتِ بیابانی ہے۔ نفس کیا چیز ہے؟ شیطان کیا چیز ہے؟ اور دنیا کیا چیز ہے؟ نفس بادشاہ ہے، شیطان اُس کا وزیر ہے اور دنیا اُن دونوں کی ماں ہے جو اُن کی پرورش کرتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "بے شک شیطان انسان پر غلبہ پانے کے درپے رہتا ہے۔" یعنی شیطان اِس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ وہ انسان پر غالب رہے۔ جس دل میں حبِ دنیا بس جائے وہ شیطان کا گھر ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "جس نے سرکشی کی اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی، بے شک اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔" جس دل میں شیطان ڈیرہ جمالیتا ہے وہاں چار مؤکل نفس کے قائم مقام بن جاتے ہیں۔ (1) خناس، (2) خرطوم، (3) وسوسہ اور (4) خطرات۔ صدق خلافِ نفس ہے۔ اہلِ صدق صاحبِ استغراق کے لئے حضوری اور خواب و بیداری برابر ہوتے ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ " کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح و تعریف میں مشغول نہ ہو۔" لیکن شرط یہ ہے کہ اُس کا محل دل ہونہ کہ دیو۔ جو نفس روح سے مل جاتا ہے وہ روح بن جاتا ہے اور اللہ کی عبادت اُس کی رضا کی خاطر کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت رابعہ بصریؒ سے پوچھا گیا:۔ " آپ اللہ کی عبادت کس غرض سے کرتی ہیں؟ جہنم کے خوف سے یا اُمید بہشت میں؟ انہوں نے جواب میں التجا کی:۔ "خداوندا! اگر مَیں تیری عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں ڈال دے، اگر مَیں تیری عبادت امیدِ بہشت میں کرتی ہوں تو مجھ پر بہشت حرام کر دے اور اگر مَیں تیری عبادت محض تیری طلب میں کرتی ہوں تو مجھ پر اپنا دیدار و جمال بند نہ کر۔"

نقل ہے کہ ایک روز شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ سے نکلے اور ہیجڑوں کے گھر جا بیٹھے۔

مریدوں نے پوچھا:۔ " حضرت! یہ کیا؟ " فرمایا:۔ " لوگوں کے تین گروہ ہیں، مرد، عورتیں اور ہیجڑے، مرد بایزیدؒ تھے، عورت رابعہؒ بصری تھیں، مَیں اُن دونوں میں سے نہیں ہوں اِس لئے یہاں آ بیٹھا ہوں۔" پس اہل ذکر فکر عورتیں ہیں، اہل استغراق مرد ہیں اور اہل دنیا اِن دونوں میں سے نہیں اِس لئے مخنث ہیں۔ سن ابلیس نے کہا:۔ " مَیں نے طاعت کی۔" ندا آئی:۔ " مَیں نے لعنت کی۔" آدم علیہ السلام نے کہا:۔ " مَیں نے خطا کی۔" ندا آئی:۔ " مَیں نے بخش دی۔" عُجب وغرور سے کی گئی عبادت بُری ہے اُس سے عذر کے ساتھ کیا گیا گناہ بہتر ہے۔ اگر تُو چاہتا ہے کہ منزل پر آسانی سے پہنچ جائے تو خودی کو درمیان سے نکال دے تا کہ نفس شرمندہ ہو۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کا نفس اُنہی کی ہیت وصورت میں اُن کے سامنے آ کر مصلّے پر بیٹھ گیا۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ جب مَیں نے اپنی ہی صورت کو اپنے سامنے بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا:۔ " تُو کون ہے؟ " اُس نے کہا :۔ " مَیں تیرا نفس ہوں۔" مَیں نے چاہا کہ اُسے مضبوطی سے پکڑ کر خوب پیٹوں لیکن نفس اٹھلایا اور کہنے لگا:۔ " تُو مجھے اِس طرح نہیں مار سکتا، مجھے مارنا ہے تو میرے خلاف چل۔"

بیت:۔ " کیا تُو جانتا ہے کہ نفس کیا چیز ہے؟ نفس وجود کے اندر چھپا ہوا کافر ہے جسے صرف کافر یہودی دوست رکھتے ہیں۔"

نفس سے ہوشیار رہو، خدا اُس کے شر سے محفوظ رکھے۔

قطعہ:۔ " تیرا واسطہ نفس کافر سے آن پڑا ہے، اُسے اپنے دام میں گرفتار کر لے کہ یہ ایک نادر شکار ہے۔ اگر ایک سیاہ ناگ تیری آستین میں گھس جائے تو یہ اُس نفس سے کہیں بہتر ہے جو تیرا ہم نشین بنا ہوا ہے۔"

کیا تُو جانتا ہے کہ نفس کیا چیز ہے؟ نفس طمع ہے۔ جب تک تُو طمع کو تین طلاق نہیں دے دیتا تُو خدا سے ہرگز واصل نہیں ہو سکتا۔

بیت:- "پرندہ طمع میں آ کر جان گنوا بیٹھتا ہے کہ وہ نادان دانے پر بچھے ہوئے جال کو نہیں دیکھتا۔"

طمع جال کی مثل ہے اور دنیا دانے کی مثل ہے جس پر اہلِ حرص طالبِ دنیا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ بے طمع آدمی اُس میں ہرگز نہیں پھنستا، پھنستا ہے تو صرف احمق اور بے عقل نفس کا فریبو ہی پھنستا ہے کہ وہ ڈرتا نہیں۔ جسے اللہ اور فقر سے پیار ہے وہ بے طمع و بے نیاز ہو کر اپنی گردن بلند رکھتا ہے۔ طمع افسوس و غم کا نام ہے اور فقر خدا سے یگانگی کے باعث غم سے آزاد ہے۔ جو نادار (بے طمع) ہے وہ اللہ کا یار ہے۔

بیت:- "اے باھُو! جو دنیا کی خاطر غمزدہ رہتا ہے وہ کمینہ ہے کہ کمینی دنیا ہی اُس کی پرورش کرتی ہے۔"

شیطان دنیا کو کہتے ہیں اور اہلِ نفس معصیتِ شیطانی (طلبِ دنیا) کے رسیا ہوتے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک دن حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے بیٹھے اور اُس سے کہنے لگے:- "اے نفس! تیری عمر ساٹھ سال ہے اور تیری اِس عمر کے دن اکیس ہزار چھ سو (21600) بنتے ہیں۔ اِتنا ہی کہا تھا کہ آہ نکلی اور بے ہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے تو معتقدین نے پوچھا:- "آپ کس وجہ سے بیہوش ہوئے۔" فرمایا:- "مَیں نے اپنی عمر کے تمام دنوں کا حساب کیا اور نفس سے کہا کہ دنیا میں آئے ہوئے تجھے ساٹھ سال ہو گئے ہیں، اگر اس میں سے نابالغی کی عمر کو نکال دیا جائے تو باقی زندگی کے دن سولہ ہزار دو سو (16200) بنتے ہیں۔ اے نفس! تُو نے ہر روز بیس گناہ تو کئے ہوں گے؟ نفس نے کہا:- "نہیں"۔ مَیں نے کہا:- "دس تو کئے ہوں گے؟" اُس نے کہا:- "نہیں"۔ مَیں نے کہا:- "ایک تو کیا ہوگا؟" اُس نے کہا:- "ہاں"۔ مَیں نے کہا:- "اگر تُو ہر گناہ پر ایک ایک پتھر جمع کرتا رہتا تو اب تک پہاڑ بن گیا ہوتا اور اگر ہر گناہ پر ایک ایک مٹھی خاک جمع کرتا رہتا تو ایک بہت بڑا ڈھیر بن گیا ہوتا۔ اے نفس! تُو

نے آخرت کے خوف کے باوجود اتنے گناہ کیسے کر لئے؟ تم نے اُس ہیبت کو کیسے نظر انداز کر دیا کہ تیرے باپ آدم علیہ السلام کو ایک ہی لغزش کی بنا پر سرزنش کر کے دنیا کے زندان میں بھیج دیا گیا؟ تُو نے اِس فرمانِ الٰہی کو یاد کیوں نہ رکھا کہ :- "آدم اپنے ربّ کا حکم بھول کر راہ سے ہٹ گئے-" (جب اللہ تعالیٰ کی گرفت کا عالم یہ ہے تو) بے چارے آدم زادے کو اِتنے گناہوں سے خلاصی کی اُمید کس طرح ہو سکتی ہے؟ عزازیل کو ایک ہی گناہ کی پاداش میں لعنت کا داغ ملا اور اُس کا نام ابلیس رکھ دیا گیا اور تمام عالم میں فرمانِ الٰہی جاری کر دیا گیا کہ :- "بے شک میری لعنت ہے تجھ پر قیامت کے دن تک-" پس جس آدمی کا نفس کمزور ہے اُس کا دین مضبوط ہے- جو شخص نفس کو بند کرتا ہے وہ گویا شیطان اور ہوائے نفس کو بند کرتا ہے-

بیت :- "اے باھُو! نفس اگر پلید ہے تو تن پر پاکیزہ لباس پہننے کا کیا فائدہ؟ دل میں شرک ہی شرک بھرا ہے تو خاک پر سجدہ ریزی کا کیا فائدہ؟"

جن لوگوں نے اپنے نفس کو آباد کر رکھا ہے وہ شیطان کے پیروکار ہیں- وہ خدا کے بھی دشمن ہیں اور اُس کے بندوں کے بھی دشمن ہیں- یاد رکھ کہ نفس و شیطان ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور دونوں کافر ہیں- جو آدمی نفس کو قید کر لیتا ہے شیطان اُس سے دُور بھاگ جاتا ہے-

تمثیل :- "اگر دو چور ایک گھر میں چوری کرنے جائیں اور ایک گرفتار ہو جائے اور دوسرا بھاگ جائے تو وہ گرفتاری کے خوف سے گرفتار شدہ چور کے نزدیک نہیں جاتا کہ اُس کو اُس کے نزدیک جانے میں اپنا نقصان نظر آتا ہے- جو آدمی نفس چور کو قید نہیں کرتا شیطان اُس کے قریب رہتا ہے جس کے نتیجے میں وہ اللہ سے دُور ہو جاتا ہے-

تمثیل :- "نفس بادشاہ کی مثل ہے اور شیطان اُس کے وزیر کی مثل ہے- اگر بادشاہ گرفتار ہو جائے تو وزیر اُس سے دُور بھاگ جائے گا- جو شخص نفس کو قید نہیں کرتا وہ احمق ہے-"

تمثیل :- "اگر باز اور چڑیا ایک ہی گھر میں ہوں اور باز بندھا ہوا ہو تو چڑیا کو اُس سے

کوئی خطرہ نہیں۔ اِسی طرح اگر نفس قید ہو تو آدمی کو اُس سے کوئی خطرہ نہیں۔ "فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-
"داخل ہوا جنت میں وہ شخص جس نے اپنے نفس کو قید کیا۔" دائرۂ شریعت میں آدمی کا نفس امارہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ تمہارا دشمن ہے اِسے مار دو۔ الٰہی! مجھے بصارت دے کہ میں اِسے دیکھوں اور قتل کروں۔ دائرۂ طریقت میں نفس ملہمہ ہوتا ہے، اُس کی لذّات اور چاہت کو پامال کر کے آگے بڑھ جاؤ۔ دائرۂ حقیقت میں نفس لوامہ ہوتا ہے، اُسے عشق و ذکر اللہ کی آگ میں موم کر دے حتیٰ کہ یہ مرنے سے پہلے مر جائے۔ دائرۂ معرفت میں نفس مطمئنہ ہوتا ہے جو حقیقی طور پر مطیع، با اخلاص، موحدِ خاص الخاص، محرمِ اسرارِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور غیر ما سویٰ اللہ سے بیزار ہوتا ہے اور ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے :- "الٰہی! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں۔" مطمئنہ سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ لامقام، مشاہدۂ فقر فنا فی اللہ تمام۔ بیت :-

"نفس (مطمئنہ) جان سے پیارا یار ہے، اُسے پہچان، اُس سے غافل مت ہو۔"

فقیر کو راہِ حق میں روز بروز ترقی پذیر اور جان سوز ہونا چاہیے نہ کہ درم اندوز۔ حقیقتِ نفس کو جاننا سیکھ۔

تمثیل :- "نفس آدمی کی مثل اور شیطان دمِ آدمی کی مثل ہے۔ اگر آدمی زندہ ہے تو دم اُس کے اندر آتا جاتا رہتا ہے اور اگر مر جائے تو دم کی آمد و رفت بند ہو جاتی ہے۔ اِسی طرح جب کسی کا نفس مر جاتا ہے تو اُس پر راہِ شیطان بند ہو جاتی ہے۔ شیطان کی راہ میں کوئی فائدہ نہیں۔ دل ایک نرم آبادی ہے اور آبادی سے ہر قسم کا مفاد حاصل ہوتا ہے۔ ہر عبادت آبادی میں ہوتی ہے اور ہر معصیت ویرانی میں۔ آبادی تیرے سامنے ہے تو کیوں ویرانی کی طرف جاتا ہے؟ نفس دشمن ہے، اُس کی طلب پوری نہ کر، تیرے لئے اُس کی موت اُس کی زندگی سے بہتر ہے۔ خدائے عزّ وجل کی معرفت و پہچان دل کے نُور سے ہوتی ہے نہ کہ دل کی ظلمت سے کہ ایک رات کے لئے بھی ظلمت میں مشغول رہنا بندے کے حق میں مضر ہے۔

جس طرح نابینا کوشش کے باوجود سیدھی راہ نہیں چل سکتا اور اپنے سامنے سانپ یا کانٹے، یا کنویں یا گڑھے کو نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی وہ جان سکتا ہے کہ اُس کے سامنے کیا ہے؟ اچھا ہے یا برا ہے؟ جو آدمی نفس کو قید کر لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت حاصل کر لیتا ہے اور جو آدمی نفس کو بند نہیں کرتا اُسے نفس و شیطان کی رضا و محبت حاصل رہتی ہے۔　　اے باھُو! نفس کو کتا سمجھ، اُس کتے کو مت پال، شیطان کا پیروکار ہو کر شیطانی مت کر۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اے اولادِ آدم! شیطان کی پیروی مت کرو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔" جس آدمی کے دل کا میلان نفس کی طرف ہو جاتا ہے اُس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اُس میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب نفس و دل ایک ہو جاتے ہیں تو روح عاجز و کمزور ہو جاتی ہے اور جب دل و روح ایک ہو جاتے ہیں تو نفس کمزور و عاجز ہو کر غریب و تابع ہو جاتا ہے۔ یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ ایک ہدایتِ الٰہی بہتر ہے ہزار دشمن نفس و شیطان سے۔ جس دل پر رحمتِ خداوندی کی نظر ہے وہ نفس و شیطان سے جدا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اللہ جسے چاہتا ہے عزت دے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت سے دوچار کر دیتا ہے۔" پس نفس و شیطان کیا ہے؟ شریکِ خدا اور راندۂ درگاہ ہے، نفس و شیطان اُسی کے ساتھی ہیں جو گمراہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "اللہ جسے ہدایت دیتا ہے اُس کے لئے گمراہی نہیں اور جسے گمراہ کرتا ہے اُس کے لئے ہدایت نہیں۔" اللہ تعالیٰ کا فضل روزِ ازل سے جاری ہے۔ چنانچہ ایک رعایتِ قاضی بہتر ہے ہزار گواہ سے اور ایک ہدایتِ الٰہی بہتر ہے ہزار زہد و تقویٰ ہمراہ سے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

بیت:۔ " میرے علم و عمل سے تیری ایک ہی عنایت میرے لئے کافی ہے کہ ایک رعایتِ قاضی ہزار گواہوں سے بہتر ہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے امر پر۔" ہر کوئی اللہ حکیم کی قید میں

ہے خواہ وہ نفس ہے یا شیطان، دنیا ہے یا ایسی ہی کوئی اور چیز۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔" پس نفس چور کی مثل ہے اور طالب اللہ چوکیدار کی مثل جو خطراتِ چور سے خبردار کرتا ہے۔ مرشدِ کامل مکمل اللہ تعالیٰ کے امر سے صاحبِ حکم ہے اس لئے اگر کوئی چور اُس کی ولایت میں گھس آتا ہے تو بیک مرتبہ قتل کر دیا جاتا ہے اور ولایتِ وجود دارالسلام بنی رہتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "ملک اُسی کا ہوتا ہے جس کا اُس پر غلبہ ہوتا ہے۔" اگر نفس گناہ و معصیت میں مشغول ہو جائے اور دل ذکر اللہ کو بھول جائے تو اِس سے بڑھ کر کبیرہ گناہ اور کوئی نہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تُو نفس و شیطان و دنیا کو بھول کر اپنے قلب و روح کو ذکر اللہ میں اِس طرح غرق کر دے کہ تُو ہر وقت عشق و محبتِ الٰہی اور اسرارِ الٰہی کا مشاہدہ کرتا رہے اور تیرے وجود میں حرص و حسد، کبر و ہوا اور شہوات کا نام و نشان باقی نہ رہے، تُو جو کام بھی کرے اللہ کے لئے کرے، جو پہنے اللہ کے لئے پہنے اور جو پیئے اللہ کے لئے پیئے۔ عقلِ جزوی کو چھوڑ کر عقلِ کلی حاصل کر اور اپنے ہوش و حواس کو درست رکھ کہ عارف باللہ نفس کی تحقیق کرتا ہے اور صاحب نفس اُس کو اپنا رفیق بناتا ہے۔ سن! قیامت کے دن جب اہلِ محبت اہلِ شوق اشتیاق مشتاق دیدار عاشق قبروں سے اُٹھیں گے تو فرمانِ الٰہی ہوگا:۔ "اُن کے خیمے دوزخ کے کنارے لگا دیئے جائیں ۔" جب یہ لوگ اُن خیموں میں جا کر بیٹھیں گے اور اُن کی نظر آتشِ دوزخ پر پڑے گی تو نارِ جہنم سرد ہو جائے گی اور بجھ کر راکھ ہو جائے گی۔ اُس میں یہ مجال نہ ہوگی کہ سر اُٹھا سکے۔ آتشِ دوزخ کی یہ پستی خلقِ خدا کے لئے باعثِ راحت ہوگی اور مخلوق عذابِ دوزخ سے خلاصی پائے گی۔ آتشِ دوزخ کے سامنے اُن کے خیمے لگانے کا مقصد بھی یہی ہوگا۔ (کہ خلقِ خدا سکھ کا سانس لے سکے۔) پس دنیا آگ کی مثل ہے اور حرص دوزخ کی مثل ہے۔ جب اہلِ دنیا پر اہل اللہ فقراء کا گزر ہوتا ہے اور وہ اُنہیں رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو اُن کے وجود سے حرص ختم ہو جاتی ہے کہ اہل اللہ اگر ایک دم کے لئے بھی ذکر اللہ میں مشغول رہیں تو

اُن کا یہ شغل اہل دنیا کے لئے راحتِ جاودانی کا سبب بن جاتا ہے۔ لہٰذا (اہل دنیا کو چاہیے کہ اہل اللہ کے نزدیک آئیں اور) دوزخِ حرصِ دنیا اور آتشِ دوزخِ آخرت سے نجات پائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص میرے اور میرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لیتا ہے اور پورے اخلاص و تصدیقِ دل کے ساتھ زبان سے " لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرتا ہے میں اسے عذاب نہیں دیتا کہ یار یاروں کو اور دوست دوستوں کو عذاب نہیں دیا کرتے۔" چنانچہ حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- " میں اپنے عبد (بندے) پر اُس کے بہن بھائیوں اور والدین سے زیادہ رحم کرتا ہوں۔ پس اگر تو میرا طالب بنے گا تو مجھے پالے گا۔" عبد اہل عبادت کو کہتے ہیں۔ یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ کلمہ طیب کے تین درجے ہیں :- (1) لَآاِلٰہَ، (2) اِلَّا اللّٰہُ اور (3) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ ہزاراں ہزار طالبوں میں سے بعض فقط لَآاِلٰہَ تک پہنچتے ہیں، بعض اِلَّا اللّٰہُ تک پہنچتے ہیں اور بعض مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک پہنچتے ہیں۔ لَآاِلٰہَ نفی ہے فانی ہے۔ اِلَّا اللّٰہُ اثبات ہے باقی ہے۔ مرتے وقت لَآاِلٰہَ کہنے سے تمام عمر کے گناہ مٹ جاتے ہیں کہ نفی میں آکر تمام گناہ فنا ہو جاتے ہیں۔ اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے بندہ اثبات میں پہنچ جاتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے مراتبِ انتہائے پیغمبری پر پہنچ جاتا ہے۔ پس پیغمبروں پر آتشِ دوزخ حرام ہے۔ یہ کامل محبوبیت کا مقام ہے (کہ یہ مقامِ فقر ہے)۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- " جو شخص اس میں داخل ہو گیا وہ امن پا گیا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :- " جب فقر اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔" پس مخلوق لَآ ہے اور اسمِ اَللّٰہُ غیر مخلوق ہے۔ ناسوت مخلوق ہے اور اہل اَللّٰہُ فقراً ناسوتی نہیں۔ مرد وہ ہے جو شریعت میں کامل اور باطن میں فقر کی اُس انتہا پر فائز ہو کہ جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا اور جو ہر وقت ذکر فکر میں غرق رہتا ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ :- " فکر کے بغیر ذکر کرنا گویا کتے کا بھونکنا ہے۔" اور وہ ہر وقت محبتِ الٰہی میں غرق رہتا ہو۔ ایسے صاحب استغراق فقرائے کامل

کو اللہ تعالیٰ قیامت سے قبل ہی اُن کا مقصود اُن کے حوالے کر دیتا ہے یا اُنہیں انوارِ تجلی سے منوّر و مشرّف کر دیتا ہے۔ ایک روز جبرائیل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:۔"اے اللہ کے رسول! مَیں نے آج ایک ایسا واقعہ دیکھا ہے جو اِس سے قبل مَیں نے کبھی نہیں دیکھا، وہ یوں کہ ایک شہر میں ایک بُت پرست بت کے سامنے بیٹھ کر کہہ رہا تھا:۔"اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار!" مقامِ ربوبیت سے آواز آئی:۔" لَبَّیْکَ عَبْدِیْ" (میرے بندے میں حاضر ہوں)۔ مَیں نے عرض کی:۔"خداوندا! وہ تو بت پرست ہے تُو اُسے کس لئے جواب دے رہا ہے؟" فرمایا:۔"اے جبرائیل! اُسے اپنے ربّ کی پہچان نہیں ہے لیکن مَیں تو جانتا ہوں کہ اُس کا ربّ کون ہے؟ مَیں اپنے نام کو کیسے فراموش کر دوں؟ غلطی میری بارگاہ میں نہیں کہ حقیقت میں ربّ مَیں ہی ہوں اِس لئے جو بھی مجھے پکارتا ہے مَیں اُس کی اِلتجا قبول کرتا ہوں۔" اے ابوالفضل! اُس بے نیاز کے اِس رنگِ کرم کو دیکھ اور اپنی پاکبازی پر تکبر مت کر۔ اِسی طرح کا ایک واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ ایک ولی اللہ کی ملاقات ایک فرشتے سے ہوگئی۔ اُنہوں نے پوچھا:۔" کہاں جا رہے ہو؟" فرشتے نے جواب دیا:۔"ایک یہودی کو مچھلیاں پکڑنے کا شوق ہے اور پانی میں مچھلیاں نہیں ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ دریا سے مچھلیاں پکڑ کر پانی میں ڈال دوں تاکہ یہودی کو اپنا مطلوب و مقصود حاصل ہو جائے اور وہ بارگاہِ حق سے مایوس نہ ہو۔" جب اللہ تعالیٰ کا اپنے دشمنوں سے سلوک کا عالم یہ ہے تو اُس کے دوست یقیناً اُس کے کرم سے محروم نہیں ہو سکتے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" یہ اِس لئے ہے کہ اہلِ ایمان کا مولیٰ اللہ تعالیٰ ہے اور کافروں کا مولیٰ کوئی نہیں۔" یاد رکھ کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو مرتبۂ رحمت سے معزول کر کے "اَسْفَلَ السّٰفِلِیْنَ" کے مرتبۂ لعنت پر بھیجا، مقامِ علیین سے بے دخل کر کے مقامِ سجین پر پہنچایا تو ابلیس و نفس و دنیا نے آپس میں اولادِ آدم کو مرتبۂ ذلت و ہلاکت پر پہنچانے کے لئے معاہدہ کیا اور ایک دوسرے سے دست بیعت کی۔ ابلیس نے

کہا:۔" مَیں اولادِ آدم کو طاعت و عبادت سے روک کر معصیت و گناہ کی طرف راغب کروں گا۔" دنیا نے کہا:۔" مَیں خود کو اُن کی نظروں میں آراستہ کر کے اُنہیں اپنی طرف مائل کروں گی اور اُنہیں حرص و بلا میں مبتلا کر کے ہلاک کروں گی اور خدائے عزّ وجل سے دور کروں گی۔" نفس نے کہا:۔" مَیں اُنہیں ہوا و شہوت میں دیوانہ کر کے نظر بازی سے گمراہ و خراب کروں گا۔" طالبِ اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تینوں کو ان کے افعال سے پہچانے اور خود کو ناشائستہ افعال سے باز رکھے۔ جب کسی عارف باللہ عابد کے وجود میں توفیقِ الٰہی سے علمِ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کا نور آ جاتا ہے اور قلب ذکر اللہ کے ذریعے زندہ ہو کر غرق فنافی اللہ ہو جاتا ہے اور اُس کے وجود میں امر معروف کی تعظیم، توکل، حیا، صبر، خوف، رجا، عشق محبت، توحید، وحدانیت اور تجرید و تفرید جیسے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں تو یہ تینوں مردود اُس سے دفع ہو جاتے ہیں۔ فقیر کو کسی اہلِ دنیا کے گھر لے جانے سے بہتر ہے کہ اُسے سُولی پر لٹکا دیا جائے۔ اگر کسی کو طاعت و ریاضت اور پارسائی سے حق حاصل ہوتا تو ابلیس کو ہوتا کہ وہ زاہد و عابد اور طاعت گزار تھا لیکن زہد و ریاضت سے اُس کے وجود میں کبر و انا پیدا ہو گئی تھی جس سے وہ مردود ہو گیا۔ اگر کسی کو علم و فضیلت سے حق حاصل ہوتا تو بلعم باعور کو ہوتا کہ اُس کی مسجد میں ہر وقت بارہ ہزار قلم دوات اُس کے علمی نکات لکھنے میں مصروف رہتی تھی اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک زیر و زبر کی ہر تحقیق ضبطِ تحریر میں لائی جاتی تھی۔ اگر کسی کو مالِ دنیا کی کثرت سے حق حاصل ہوتا تو قارون کو ہوتا کہ اُس کے خزانوں کی حد تحت الثریٰ سے بھی نیچے چلی گئی تھی۔ اگر کسی کو خدائی دعویٰ کرنے سے حق حاصل ہوتا تو فرعون کو ہوتا کہ اُس نے خدائی دعویٰ کر ڈالا تھا اور اُس کے باعث دریائے نیل میں غرق ہو گیا تھا اور اگر کسی کو جہالت کی بنا پر حق حاصل ہوتا تو ابوجہل کو ہوتا۔ حاصلیتِ حق کا راز اُس اخلاص و محبت میں پایا جاتا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو چنانچہ اخلاص و محبت نے اصحابِ کہف کے کتے کو کتوں کی قبیل سے نکال کر آدمیوں کی صف میں لا کھڑا

کیا جس کے متعلق قرآن مجید میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے :-"چھٹا اُن کا کتا ہے- یہ اُن کا غائبانہ قیاس ہے-" اگر تو اولادِ آدم ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں کتے سے تو کمتر نہ ہو- فقر کی تین اقسام ہیں، اول فقرِ فنائے لَآاِلٰہَ ہے، دوم فقرِ بقائے اِلَّا اللّٰہُ ہے اور سوم فقرِ اتباعِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے جو راہنما ہے- فقر اللہ سے یگانہ اور غیر اللہ سے بیگانہ ہے- یگانگی اور بیگانگی کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں- جب تک فنا حاصل نہ ہو جائے بقا تک کوئی نہیں پہنچ سکتا- آدمی کے وجود میں چار لذاتِ نفسانی ہیں جو سب کی سب فانی ہیں، صرف پانچویں لذتِ حق تعالیٰ جاودانی ہے جسے بقا حاصل ہے- اول کھانے پینے کی لذت، دوم عورت سے مجامعت کی لذت، سوم حکمرانی کی لذت اور چہارم علم و فضیلت کی لذت- جب پانچویں لذتِ حق تعالیٰ طالب اللہ کے وجود میں غلبہ پاتی ہے تو یہ چاروں لذات مغلوب ہو جاتی ہیں اور ہرگز اچھی نہیں لگتیں جیسے کہ بیمار کو کھانا اچھا نہیں لگتا- آدمی کے وجود میں دس چیزیں پائی جاتی ہیں جن میں سے نو(9) ایک طرف ہیں اور دسویں ایک طرف ہے- چنانچہ ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، کان اور زبان ایک طرف ہیں اور پیٹ ایک طرف ہے- جب پیٹ بھوکا ہو تو یہ نو(9) سیر شکم ہوتی ہیں اور جب پیٹ طعام سے پُر ہو تو یہ نو(9) بھوکی ہوتی ہیں- جس کا نفس تابع ہو کر مطمئنہ بن جائے وہ بھوکا رہے یا سیر شکم اُس کی چشمِ باطن ہر حال میں روشن رہتی ہے-

ابیات :-"جب چشمانِ سر اور دل باہم مل کر یکتائی کا تاج پہن لیتے ہیں تو اُس وقت واصلین کو معراج نصیب ہوتا ہے- پھر وہ پُر شکم بھی ہوں تو سراپا نور ہوتے ہیں کہ اُنہیں حضورِ حق میں دائمی وصال حاصل ہوتا ہے اور یہ وہ مقام ہے کہ جہاں لاغری ہے نہ جسم و جان ہے، ذکر فکر ہے نہ سجادہ و تسبیح ہے اور نہ ہی زینتِ جبہ و دستار ہے، بس میرا دل ہے کہ سجدہ ریز ہو کر دیدارِ یار میں غرق ہے-"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :-" نماز مومنوں کی معراج ہے-" یہ مقامِ شریعت ہے اور مقامِ شریعت چاہِ رواں کی مثل ہے، مقامِ طریقت بادل کی مثل ہے، مقامِ

حقیقت بارانِ رحمت کی مثل ہے، مقامِ معرفت آبجو کی مثل ہے اور مقامِ عشق ومحبت فنافی اللہ دریائے عمیق کی مثل ہے۔ دریائے عمیق میں جس قدر بھی بول وبراز ونجاست گرتی رہے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر اُس سے ہزار ہا نہر ونالے نکال لئے جائیں تو اُس میں کمی نہیں آتی۔ اگر ہزار نالہ کسی نہر میں گرادیا جائے تو وہ دریا بن جاتا ہے۔ شریعت دروازۂ اوّل ہے، طریقت دروازۂ دوم ہے، حقیقت دروازۂ سوم ہے، معرفت دروازۂ چہارم ہے اور مقامِ عشق ومحبت خانۂ یگانہ ہے۔ جو آدمی مقامِ شریعت و طریقت وحقیقت ومعرفت طے کرلیتا ہے وہ محض دربان ہے اور حق سے بیگانہ ہے جب تک کہ وہ عشق ومحبت کے خانۂ یگانہ کے اندر داخل ہوکر محرمِ اسرار نہیں ہوجاتا۔ معلوم ہوا کہ اہل مقامات شیخ مخدوم (اسرارِ الٰہی) سے محروم ہیں۔

بیت:۔ "حق سے دوری تیرے لئے شرمندگی ہے، پریشان دل حضورِ حق میں ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔"

دل بھی دو قسم کا ہے، ایک اہل قلب کا اور دوسرا اہل سلب کا۔ اہل قلب کا دل ذکر اللہ کے نور سے پُر اہل حیات ہوتا ہے اور اہل سلب کا مردہ دل ذکر اللہ سے غافل دونوں جہان میں خجل وروسیاہ و شرمندہ ہوتا ہے۔ جس کے وجود میں ذکرِ قلب ہے جاری آشکارا، اُس کے سامنے ہے حجاب اکبر پارہ پارہ۔ ذاکرِ قلب دائم السیر ہوتا ہے اور ہمیشہ بالائے عرش مشاہدۂ شوق میں غرق رہتا ہے، وہ مینڈک کی طرح سرگردان ہوکر ٹرٹر نہیں کرتا۔ بیت:۔

"تجھے ایسے ذکر سے شرم آنی چاہیے کہ جس میں جس دم تو ہو لیکن نتیجہ حسبِ ذکر نہ ہو۔"

ذاکر اُسے کہتے ہیں کہ جس پر ذکر اس طرح غالب ہوجائے کہ اُس کا رات دن کا سکھ چین ختم ہوجائے اور اُسے ذکر فکر کی ہوش نہ رہے۔ اہل ذکر صابر وشاکر ہوتا ہے۔ جس ذاکر کو حضوری حاصل نہیں وہ خطرات میں گھرا رہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔

"حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔"

بیت:- "جب معدہ طعام سے خالی ہوتا ہے تو معراج کامل نصیب ہوتا ہے۔"

یہ بھی خام مرتبہ ہے کہ صبر و شکر بیوہ عورتوں کا کام ہے۔ جب کسی عورت کا شوہر مر جائے تو دوسری عورتیں اُسے کہتی ہیں کہ گریہ زاری مت کر، صبر و شکر کر۔ اللہ تعالیٰ حیٔ قیوم ذات ہے، مردہ نہیں۔ صبر شکر یہ ہے کہ بندہ دنیا، اہلِ دنیا حبِ دنیا اور مال و دولت سے دست بردار ہو کر صابر و شاکر ہو جائے اور شکر کرے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ فقر عطا فرمایا ہے جو پیغمبروں کا ورثہ ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- (1) "بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔" (2) "اے آلِ داؤد شکر گزاری کرو، بندے بہت کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں۔" پس غور کر کہ فقر پر صبر شکر کوئی نہیں کرتا سوائے ذاکرِ حقیقی اور صابرِ تحقیقی کے۔ دنیا اور دنیا کی کوئی نعمت بھی حقیقت میں نعمت نہیں ہے کہ قیامت کے دن یہ سب نعمتیں کڑوی محسوس ہوں گی۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "کھاؤ پیو اور فضول خرچی مت کرو، اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" اِس آیتِ مبارکہ کا تعلق واجبات سے ہے۔

ابیات:- (1) "عشق راہِ فقر ہے نہ کہ راہِ دانش و پند، دانشمند وہ ہے جو عشق میں کامل ہو۔" (2) "اگر تجھے ملامت و رسوائی بھی سہنی پڑے تو ایسا علم حاصل کر جو تجھے واصل بحق کر دے۔" (3) "جس علم کو تُو پڑھتا ہے وہ محض جہالت ہے کہ اُس سے صرف عزّ و جاہِ دنیا حاصل ہوتی ہے اور یہ سراسر نادانی ہے۔" (4) "اے باھُو! دنیوی شان و شوکت سے گدھے کی گدڑی بہتر ہے کہ اُس سے خدائے بے نیاز کا دائمی قرب حاصل ہوتا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "نفس کی اصلاح زاہدوں کا طریقہ ہے، قلب کی اصلاح راغبین کا طریقہ ہے اور روح کی اصلاح عارفین کا طریقہ ہے۔"

بیت:- "اے باھُو! جب دل میں ذکرِ خدا قائم ہو جاتا ہے تو نفس و ہوا کا کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔"

باب پنجم

ذکرِ علما و فقرا اور ذکرِ اللہ

عالم وہ ہے جو انبیاؑ و آثارِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وارث اور امین خدا ہو۔ طالب علم کے کیا معنی ہیں؟ طاعت گزار۔ عالم کے کیا معنی ہیں؟ جو مرتبہٗ عام سے نکل کر مرتبہٗ خاص پر پہنچ جائے۔ فاضل کے کیا معنی ہیں؟ جس کا فیض عام ہو جائے جیسے کہ فیض آبِ دریا۔ دانشمند کے کیا معنی ہیں؟ جو اپنے نفس کے خلاف ہو کر اُس کا محاسبہ کرے۔ یہ تمام اوصاف عالمِ باعمل، فقیرِ کامل درویش کے ہیں۔ علم دو قسم کا ہے، ایک علم رحمانی ہے جس کی تعلیم ترکِ دنیا ہے، اُسے اہل طاعت حاصل کرتے ہیں۔ دوسرا علم شیطانی ہے جس کی تعلیم حرص و حسد و کبر اور حبِ دنیا ہے، اُسے اہل بدعت حاصل کرتے ہیں۔ طالبِ مولیٰ کے کیا معنی ہیں؟ طواف کنندہ دل، اہل ہدایت کہ جس کے دل میں صدق ہو جیسے کہ صاحبِ صدق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیسے کہ صاحبِ عدل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیسے کہ صاحبِ حیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیسے کہ صاحبِ رضا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، جیسے کہ سرتاجِ انبیاؑ و اصفیا خاتم النبیّین امین رسول ربّ العالمین صاحب الشریعت وَ السّر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ یہ تمام طالبانِ مولیٰ مذکر ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ”علم کے بڑے درجے ہیں۔“ علم ہو تو باعمل ہو نہ کہ محض ایک بوجھ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ”علم ایک نکتہ ہے جس کی کثرت اُس کی عملی تفسیر ہے۔“ جو عالم علم پر عمل نہیں کرتا علم اُس کے لئے وبالِ جان بن جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ” علماء انبیاء کا ورثہ ہیں ۔“ انبیاء کا ورثہ وہ عالم ہیں جو

قدم بقدم انبیا کی پیروی کرتے ہیں اور جن کے وجود میں فسق وفجور، دروغ وحسد اور کبر وحرص نہ ہو بلکہ حق ہی حق ہو اور وہ راہِ راستی کے راہنما ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" اگر علما میں حسد نہ ہوتا تو وہ مرتبۂ انبیا پر فائز ہوتے۔" عالم وہ ہے جو (1) تین طلاق دے دے دنیا کو (2) سب سے بڑی سنتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ادا کرتے ہوئے اپنا گھر بار راہِ خدا میں خرچ کر دے (3) خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنائے اور بے طمع وبے ریا ہو جائے، طاعت گزار، خدا پرست اور اہل ترس ہو جائے۔ جس قدر زیادہ علم پڑھتا جائے اُسی قدر عمل وطاعت میں اضافہ کرتا جائے۔ جس میں عمل وطاعت اور خدا ترسی زیادہ نہ ہو اُس میں جہالت زیادہ ہوتی ہے۔ علم کے معنی ہیں "جاننا"۔ جو انجان ہے وہ معصیت وگناہ سے بھرا ہوا خانۂ جہالت ہے۔ علما وفقرا میں کیا فرق ہے؟ صاحبِ فقر عالم ہے اور عالم اللہ کا دوست ہے اور جو اللہ کا دوست ہے وہ پیوستہ بخدا ہے۔ علما طالبِ علم ہیں اور فقرا طالبِ مولیٰ ہیں۔ عالم کی نظر سطور ورق کے حروف پر رہتی ہے اور صاحب معرفت فقیر کی نظر معروف (ذاتِ حق تعالیٰ) پر رہتی ہے۔ عالم کہتا ہے مسائل یاد کر، فقیر کہتا ہے کہ علم کو چھوڑ اور ذکر اَللّٰہُ کثرت سے کر، عالم حصولِ رزق وسیم وزر کے فکر وانتظار میں گرفتار رہتا ہے اور فقیر دنیا واہل دنیا سے بیزار رہتا ہے۔ عالم کہتا ہے کہ اُس اہل دنیا کا ہاتھ پکڑ جو صالح اور نیک نام ہے اور فقیر کہتا ہے کہ اہل دنیا کا ہاتھ پکڑنا مطلق حرام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" دنیا مردار ہے اور اُس کے طالب کتے ہیں۔" دنیا میں تین گروہ ہیں، (1) اہل دنیا، (2) اہل علم اور (3) اہل فقر۔ جب صبح ہوتی ہے اور مؤذن اذان دیتا ہے تو گویا صورِ اسرافیل پھونک دیا گیا ہے اور روزِ محشر برپا ہو گیا ہے۔ اہل دنیا کو آتشِ دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہے کہ وہ حرص وہوائے نفسانی اور معصیتِ شیطانی میں مشغول ہو گئے ہیں۔ اہل علم کو بہشت کی طرف لے جایا جا رہا ہے اور اہل فقر کو دیدارِ الٰہی کے لئے ایستادہ کر دیا گیا ہے کہ وہ مردِ مذکر ز وحدانیت میں غرق ہیں۔

چوں میرد مبتلا میرد　　چوں خیزد مبتلا خیزد

(جب مرے تو ذکرِ اَللّٰہُ میں غرق تھے اور جب اُٹھے تو بھی ذکرِ اَللّٰہُ میں غرق تھے۔)

علماً صاحبِ شعور و صاحبِ فہم ہیں اور فقراً اہلِ حضور و صاحبِ وہم ہیں۔ صاحبِ شعور نظرِ خدا سے محروم ہیں کہ وہ شب و روز محو مطالعہ مرقوم ہیں۔ دل نظر اللہ تعالیٰ میں منظور ہے۔ منظورِ نظر دل کی پہچان کیا ہے؟ منظورِ نظر دل وہ ہے جو پُر درد، صاحبِ حضور، طالبِ موت، شکستہ خاطر، صراطِ مستقیم پر گامزن، اشتغال اللہ میں محو، توحیدِ ربِ قدیم میں غرق اور ناشائستہ کارہائے شیطان رجیم سے بیزار ہو۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ میں تین قسم کے اسمائے الٰہی ہیں۔ پہلی قسم اسم "اَللّٰہُ" دوسری قسم "اَلرَّحْمٰنُ" اور تیسری قسم "اَلرَّحِیْمُ" ہے۔ اسم "اَللّٰہُ" صرف دلِ مذکور پر لکھا ہوا ہے۔ "اَلرَّحْمٰنُ" ہر مومن، منافق اور کافر کے دل پر لکھا ہوا ہے کہ اسی سے ہر ایک کو رزق ملتا ہے۔ "اَلرَّحِیْمُ" صرف مومن مسلمان کے دل پر لکھا ہوا ہے۔ عالم کہتا ہے کہ علمِ نحو و صرف پڑھ کہ خوب ہے یہ علمِ اصول اور فقیر کہتا ہے کہ غرق فنا فی اللہ ہو اور علم کو بھول جائے مجہول۔ عالم کہتا ہے کہ بہت زیادہ علم حاصل کر اور ہم نشیں بادشاہ و قاضی بن اور فقیر کہتا ہے کہ راہِ توکل اختیار کر اور رضائے خدا پر راضی رہ۔ عالم کہتا ہے کہ بے علم آدمی ایسے ہے جیسے کہ ابو جہل اور فقیر کہتا ہے کہ علمِ لدنی ایک حرف ہے جس کا پڑھنا ہے بے حد سہل۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اور ہم نے اُسے علمِ لدنی عطا کیا۔" علماً نے میخ دنیا کو اپنے دل میں گاڑھ رکھا ہے اور فقراً نے میخ دنیا کو گل (مٹی) میں گاڑھ رکھا ہے۔ عالم اہلِ دانش و صاحبِ شعور ہے اور فقیر عاشق دیوانہ بحق حضور ہے۔ فقیر ذکر فکر اور اشتغال اللہ کے ذریعے وحدانیتِ الٰہی میں مستغرق ہو کر باطن میں صاحبِ علوم ہے اور عالم ذکر فکر اور اشتغال اللہ سے غافل ہو کر علم و نعمتِ معرفت باطنی سے محروم ہے۔ فقیر خادم و عالم مخدوم ہے۔ علماً ناصح ہیں اور فقراً مسیح ہیں۔ مسیح قبروں کے مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ فقیر اشتغال اللہ سے دلوں کو زندہ کرتا ہے۔

مسیح کے زندہ کردہ مردے کو ایک روز یا ایک گھڑی کی زندگی نصیب ہوتی تھی مگر فقرا کے زندہ کئے ہوئے دل کو ذکر اَللّٰہُ اور پاس انفاس سے ابد تک زندگی نصیب ہوتی ہے۔ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ (اُٹھ اللہ کے حکم سے۔) فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں مگر ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ بے شک تمہیں مرنا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے۔" زیرِ زمین افسوس ہی افسوس ہے۔ فقر اور طلبِ مولیٰ میں بے نیازی ہی بے نیازی ہے جب کہ طلبِ علم میں حرص ہی حرص ہے۔ فقیر عشق میں مبتلا ہو کر بے قرار و بے آرام رہتا ہے۔ بے معرفت علم ایسے ہے جیسے کہ نمک بے طعام۔ اہلِ علم خدا کو چوں و چرا سے پہچانتا ہے کہ علم میں ہے ہی چوں و چرا۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے:۔"علم ہی سب سے بڑا حجاب ہے۔" فقیر خدائے تعالیٰ کو چوں چرا کے بغیر پہچانتا ہے یعنی فقر میں بے خودی ہے کہ فقر کو بے چون و بے چگون ذاتِ خداوندی کی معیت حاصل ہوتی ہے۔ خادم افضل ہے مخدوم سے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" قوم کا سردار قوم کا خادم اور سب سے افضل ہوتا ہے۔" علما کا مرتبہ بلند و بالا ہے لیکن فقیر کہتا ہے کہ بے شک علما کا مرتبہ بلند و بالا ہے مگر راہِ تصوف سے بے خبر ہے۔ عالم کی نظر لذّتِ دنیا پر لگی رہتی ہے اور فقیر کی نظر خوفِ روزِ قیامت پر ہوتی ہے۔ عالم کہتا ہے کہ عقبیٰ کتنی اچھی اور خوبصورت جائے بہشت ہے اور فقیر کہتا ہے کہ بجز دیدارِ الٰہی سب کچھ خوار و زشت ہے۔ عالم کہتا ہے فقیر کتنا احمق و مجنون و دیوانہ ہے اور فقیر کہتا ہے کہ عالم خدائے تعالیٰ سے بیگانہ ہے۔ عالم کہتا ہے کہ علم پڑھنا خوب ہے منطق و معانی اور فقیر کہتا ہے کہ بجز یادِ حق محض تحصیل علم عمر کی بربادی ہے اور نادانی۔ طالبِ مولیٰ فقیر کسے کہتے ہیں؟ مولیٰ کے چار حروف ہیں جن کی تاثیر سے طالبِ مولیٰ میں چار اوصاف پائے جاتے ہیں۔ حرف "م" سے طالب اپنے نفس کو اس کی مراد و لذت بہم نہیں پہنچاتا اور ہر وقت مشاہدۂ معرفت میں غرق رہتا ہے۔ حرف "و" سے وحدانیتِ ذاتِ حق میں مستغرق رہتا ہے۔ حرف "ل" سے لائقِ دیدار ہوتا ہے اور علائقِ دنیائے مردار سے قطعِ تعلق رہتا ہے اور حرف "ی" سے یادِ حق میں اس قدر محو رہتا ہے کہ

بجز یادِ حق اُسے مال یاد رہتا ہے نہ اولاد نہ اپنا وجود۔

طالبِ علم کسے کہتے ہیں؟ علم کے تین حروف ہیں، حرف "ع" کی تاثیر سے علائق عقل میں گرفتار، حرف "ل" کی تاثیر سے " لَا یُسَبِّحُ "(تسبیح سے غافل)، طالبِ دنیا فکرِ معاش میں غرق اور حرف "م" کی تاثیر سے میراثِ والد کا طالب۔ بے علم زاہد بے خبری کے باعث دوزخ کا ایندھن ہوتا ہے۔ تجھے ضرورت ہے باعمل علم کی جو تجھے حق سے یگانگی بخشے ورنہ بے عمل علم محض دیوانگی ہے۔ بغیر علم کے زہد کرنا گویا کلر میں تخم ریزی کرنا ہے۔ اس طرح بغیر زہد کے علم ایسے ہے جیسے کہ مردہ قبر میں۔ عالم کہتا ہے کہ فقیر کو وارداتِ غیبی کا علم کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ فقیر کہتا ہے کہ میرا استاد حیّ قیوم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "مجھے جو کچھ بھی سکھایا میرے ربّ نے سکھایا۔" یعنی مجھے علم و ادب کی تعلیم میرے ربّ نے دی ہے۔ زندگی علم میں ہے، راحت معرفت میں ہے، شوق محبت میں ہے، ذوق ذکر میں ہے، مشاہدہ مجاہدہ میں ہے، فقر فرحت میں ہے، اشتیاق مشتاق میں ہے، اتفاق علم میں ہے، تاریکی و ظلمت جہالت میں ہے اور عزت و کرامت معرفت میں ہے۔ اہلِ محبت درویش کو اُس وقت تک حضوری حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ خلق سے جدائی و گوشہ نشینی اختیار نہیں کر لیتا۔ جب تک وہ دوستوں کو دشمن اور اولاد کو یتیم اکیر نہیں بنا لیتا حضوری حق کے مقام تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ طالب اللہ کو خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنا کر خلقِ خدا کے ساتھ ہمیشہ خُلق کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ اگر خلوت و گوشہ نشینی اور ریاضت سے کسی کو حضوری حق حاصل ہوتی تو مرغیوں کو ہوتی۔ جسے بھی حضوری حق نصیب ہوئی صحبتِ اہل اللہ سے حاصل ہوئی کہ وہ غرق توحید ہوتے ہیں۔ جو بھی واصل بحق ہوا وہ انسان ہی ہوا نہ کہ کوئی جن و فرشتہ۔ راہِ خدائے تعالیٰ بال سے بھی زیادہ باریک ہے کہ اِس میں فنا فی اللہ ذات ہونا پڑتا ہے جو فرمانِ حق تعالیٰ کے مطابق ایسے ہے کہ جیسے سُوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا۔ فقیری ایک پُر درد کشالہ ہے نہ کہ اماں و خالہ کے گھر کا حلوہ و چرب نوالہ، بلکہ رات دن سوزِ عشق میں جلنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔

"ظالم کا چہرہ دیکھنے سے دل کی سیاہی بڑھتی ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" ہر چیز کی چابی ہے اور جنت کی چابی فقراً کی محبت ہے۔" چنانچہ شیخ واجد کرمانی فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن درویشوں کو بارگاہِ الٰہی سے حکم ہوگا کہ میزان اور پل صراط پر جا کر اُن لوگوں کو تلاش کرو جنہوں نے دنیا میں تمہاری کوئی خدمت کی ہے یا تم سے دوستی کی ہے، تمہیں یہ اختیار ہے کہ اُنہیں میزان و پل صراط سے گزار کر اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ قیامت کے دن ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جس نے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر قسم کی دیگر عبادات بھی کی ہوں گی۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے عذاب کے لئے دوزخ میں لے جاؤ۔ وہ عرض کرے گا کہ مَیں تو دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی میں اعمالِ صالح کرتا رہا، مجھے کس جرم کی سزا میں جہنم رسید کیا جا رہا ہے؟ فرمان ہوگا کہ تُو دنیا میں میرے درویشوں سے روگردانی کیا کرتا تھا، اب مَیں تجھ سے روگردانی کرتا ہوں اور تیری طاعت وعبادت تیرے مُنہ پر مارتا ہوں۔ پھر ایک اور شخص کو بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جائے گا جو خطاؤں اور گناہوں سے پُر ہوگا۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے جنت میں لے جاؤ۔ وہ حیران و متعجب ہوگا کہ مجھے کس نیکی کے بدلے جنت میں بھیجا جا رہا ہے؟ فرمان ہوگا کہ اے فلاں! دنیا میں تُو جو کچھ کماتا تھا درویشوں کی محبت میں اُن پر خرچ کر دیا کرتا تھا اور رات دن اُن کی محبت میں مشغول رہتا تھا، یہ اُن ہی کی دعا و برکت ہے کہ مَیں تجھے جنت میں بھیج رہا ہوں۔ کوئی نعمت و کوئی رحمت بھی درویشوں اور فقیروں کی صحبت کی نعمت سے بڑھ کر نہیں کہ "اَلْفَقْرُ لَایَحْتَاجُ"۔ فقیر کے گھر میں فاقہ پر فاقہ پڑ رہا ہے لیکن وہ کوئی شے طلب نہیں کرتا کہ "اَلْفَقْرُ لَایَحْتَاجُ"[1]۔ فقیر صاحب کیمیا نظر ہے لیکن وہ کیمیا گری نہیں کرتا کہ "اَلْفَقْرُ لَایَحْتَاجُ"۔ فقیر اپنا تمام مال راہِ خدا میں خرچ کر کے تارک فارغ ہو جاتا ہے اور پھر دنیا سے کوئی غرض نہیں رکھتا کہ "اَلْفَقْرُ لَایَحْتَاجُ"۔

---

[1]:۔ اَلْفَقْرُ لَایَحْتَاجُ = فقرا پنے دل میں کوئی خواہش وطلب نہیں رکھتا، فقر ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

فقیر اپنے دل میں دنیا و اہلِ دنیا سے رغبت اور غیر ماسویٰ اللہ سے طمع نہیں رکھتا کہ "اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ" - فقیر کی زبان اللہ کی تلوار ہے، وہ صاحبِ لفظ ہے، اُس کی ہر خواہش اللہ تعالیٰ پُوری کرتا ہے، لیکن وہ کسی چیز کی خواہش نہیں کرتا کہ "اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ" - فقیر مرتبہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچا ہوا ہے اس لئے وہ کچھ نہیں چاہتا کہ "اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ" - فقیر کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ جاہل ہے تو علم حاصل کرے اور اگر عالم ہے تو معرفتِ الٰہی حاصل کرے حتیٰ کہ خدائے تعالیٰ کو پہچان لے - فقیری میں دو مراتب ہیں، یا تو بندہ علم پڑھے اور عالم فاضل بن جائے یا ذاتِ خدائے تعالیٰ کو پہچانے - جہاں ذاتِ حیّ قیوم ہے وہاں نہ گنجائش رسم و رسوم ہے - اگر تُو غافل ہے تو ہوشیار ہو جا اور اگر محوِ خواب ہے تو بیدار ہو جا - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-(1) "میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا -" (2) "مَیں اپنے ربّ کو دل کے نور سے دیکھتا ہوں -"

بیت :- " میرا خدا جاگ رہا ہے اور مَیں سو رہا ہوں، بھلا سوتے میں مَیں خدا کو کیسے پاؤں؟"

جو علم کی راہ سے آتا ہے وہ فقرِ کامل سے آگاہ ہو جاتا ہے - جو علم کی راہ سے آیا نہ فقر سے آگاہ ہوا، علم اُس کے لئے وبالِ صد گناہ ہے - فقیر کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح حاصل نہیں کر لیتا - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- " ہر چیز کی صفائی کا ایک آلہ ہے اور دل کی صفائی کا آلہ ذکرِ اَللّٰہُ ہے -" آدمی کے وجود میں نفس کے چار گھر ہیں، پہلا گھر زبان ہے جس کو وہ لہو و لغو سے آلودہ رکھتا ہے - دوسرا گھر دل ہے جس کو وہ وسوسہ و خطرات کی آماجگاہ بنائے رکھتا ہے - تیسرا گھر ناف ہے جسے وہ شہوت و ہوا سے پُر رکھتا ہے اور چوتھا گھر اطرافِ دل ہے جس کو وہ حرص و حسد، کبر و ہوا، عجب و ریا اور بغض و کینہ سے سجائے رکھتا ہے - یہ چاروں گھر آگ سے دہکتے رہتے ہیں جو آپ ذکرِ اَللّٰہُ کے بغیر نہیں بجھتی - علمائ ان

گھروں کی بربادی سے بے خبر ہیں کہ اُنہوں نے معرفتِ عشق ومحبت کی راہ اختیار نہیں کی اور حرص و حسد و کبر کی راہ پر چل نکلے۔ جو صاحبِ نظر ہے وہ ہمیشہ غرقِ مطالعۂ ضمیر انور ہے۔

ابیات:۔ (1) "اگر مَیں مر بھی گیا اور مجھے زمین میں دفنا دیا گیا تو میری جان و تن مسن ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول رہیں گے۔" (2) "جب منکر نکیر میرے پاس آئیں گے تو مَیں اُن کو اپنا مافی الضمیر دکھا دوں گا۔" (3) "پھر وہ مجھ سے کہیں گے کہ اے سونے والے تیری قبر نہایت عمدہ خلوت خانہ ہے، اُس میں اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی حاصل کر۔" (4) "اے باھُوؒ! ایک مُردہ دل آدمی سے فقیر کی قبر بہتر ہے کہ اُس سے تُو جو کچھ طلب کرے گا وہ تجھے آسانی سے مل جائے گا۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "اولیائے اَللّٰہُ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتا ہے۔"

بیت:۔ "اے باھُوؒ! تن مردہ اور دل زندہ ہو تو بندہ اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوتا ہے اور اگر تن زندہ اور دل مردہ ہو تو بندہ قربِ حق سے محروم رہتا ہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "جو اَللّٰہُ پر ایمان لے آیا اُس کا دل ہدایت پا گیا۔"

بیت:۔ "میرے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس قدر برگزیدہ ہیں کہ اُن کی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے میرے جملہ گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "الٰہی! اگر تُو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تُو انہیں معاف فرما دے تو بے شک تُو اِس پر قادر ہے کہ تُو عزیز بھی ہے اور حکیم بھی۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے چن لیتا ہے اور وہ عظیم فضل کا مالک ہے۔" پس درویش فقیر وہ ہے جو اپنا روزینہ لوگوں میں تقسیم کر دے۔ اُسے جو کچھ ملے خواہ وہ نذر و نیاز کی صورت میں ملے یا کسی اور صورت میں راہِ خدا میں خرچ کر دے، اگر دن کو ملے تو رات کے لئے

ایک پیسہ بھی بچا کے نہ رکھے اور اگر رات کو ملے تو صبح کے لئے کچھ نہ بچا کے رکھے۔ فقیر درویش کو صاحبِ تصرف ہونا چاہیے۔ حاصلیتِ حق تعالیٰ دو چیزوں میں ہے، ایک فضیات میں چنانچہ علمِ کلیہ (درسی علم) میں اور دوسرے فضل اللہ میں چنانچہ فقر و معرفت میں۔ پس فضیات امیدوار ہے فضل اللہ کی۔ عالم فقیر کا محتاج ہے لیکن فقیر عالم کا محتاج نہیں کہ اُس کے پاس علمِ فیض ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اور ہم نے اُسے علمِ لدنی عطا کیا۔" نیز علم ایک مرتبہ ہے جس کی منزل و مراد ذاتِ حق تعالیٰ نہیں۔

ابیات:۔ (1)" اپنے دل کو طلبِ الٰہی کے سوا ہر طلب سے پاک کر کے عشق وحدتِ حق کے نور سے روشن کر لے۔" (2)"(جب تُو ایسا کرے گا تو) اے جانِ من! تیرا تن مر جائے گا لیکن دل زندہ ہو جائے گا اور تُو سراپا تجلی بن جائے گا"(3)" تیری چشمِ دل روشن ہو کر دیدار بین ہو جائے گی اور تُو پل بھر میں حق الیقین کے مرتبے پر پہنچ جائے گا۔"(4)"علم چاہے جتنا بھی حاصل کر لیا جائے وصالِ حق اُس وقت تک نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ ہم وجود و ہم خیال نہ ہوا جائے۔"(5)"جسے وصالِ وحدتِ حق نصیب نہیں وہ صد فضیاتِ قیل و قال کے باوجود جاہل کا جاہل ہی رہتا ہے۔"

جب تجھے معلوم ہی ہے کہ اللہ غنی اور بے نیاز ہے اور ہر کوئی اُس کے سامنے مفلس و عاجز ہے تو تجھے شرم نہیں آتی کہ غنی کو چھوڑ کر مفلس اور عاجز کے سامنے سوال کرتا ہے؟ تجھے جو مانگنا ہے اللہ سے مانگ۔ سن! تجھے معلوم ہے کہ اللہ قوی و طاقتور ہے اور ہر کوئی اُس کے سامنے کمزور و ضعیف ہے اور اللہ تیرا معاون اور مددگار ہے تو پھر تُو کمزوروں سے کیوں ڈرتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"ذرہ بھی نہیں ہلتا بغیر اللہ کی رضا کے۔" فقیر درویش کو اللہ عزوجل سے ایسی یگانگت نصیب ہوتی ہے کہ جب وہ تصورِ اسم اَللّٰهُ کے شغل میں غرق ہوتا ہے تو آسمان کہتا ہے کہ کاش میں زمین ہوتا اور یہ فقیر مجھ پر بیٹھ کر یہ شغل کرتا اور زمین کہتی ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

مَیں حلاوتِ ذکرِ اَللّٰہُ کے مزے لُوٹ رہی ہوں۔ جب آدمی کے وجود کا ہر عضو یعنی رگ، پوست، بال، مغز، دم، قلب، روح اور سرّ وغیرہ تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات میں غرق ہوتے ہیں تو بارگاہِ الٰہی سے آواز آتی ہے:۔ "لَبَّیْکَ عَبْدِیْ" (میرے بندے مَیں حاضر ہوں) تو فرشتے رشک کرتے ہیں اور کہتے ہیں:۔ "ہم ساری عمر تسبیح و رکوع و سجود میں گزار رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم سے کبھی "لَبَّیْکَ عَبْدِیْ" نہیں کہا، کاش! ہم بھی بندے ہوتے۔ پس اے بندے! خود کو پہچان تا کہ تُو خواص میں شامل ہو جائے۔

بیت:۔ "جب ایک یا دو آدمی زمین پر بیٹھ کر ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول ہوتے ہیں تو آسمان زمین کو سجدے کرتا ہے۔"

اُس وقت ذاکر معیتِ حق تعالیٰ کے اُس درجہ پر فائز ہوتا ہے کہ اُس کے خون و جان اور رگ و پوست میں اَللّٰہُ ہی اَللّٰہُ ہوتا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جب دوئی کا پردہ درمیان سے ہٹ جاتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے قرب و دیدار کی طلب ہے وہ فقر اختیار کرے اور ذکر فکر، عشق و محبت اور معرفت میں مشغول رہے۔ جسے بہشت و حور و قصور کی طلب ہے وہ عبادت، ریاضت، زہد و تقویٰ، نماز و روزہ، تلاوتِ قرآن اور حج و زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوشاں رہے کہ یہ اعمال بنائے اسلام ہیں۔ جسے دوزخ کی طلب ہے وہ لذاتِ نفسانی، ہوائے حیوانی اور معصیتِ شیطانی اختیار کرے، جو منہ میں آئے بکتا پھرے، جو سامنے آئے حرام و حلال کی تمیز کئے بغیر کھاتا پھرے اور کفار سے اخلاص رکھے کہ وہ فاسق و منافق ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "آدمی جن لوگوں سے دوستی رکھتا ہے وہ اُنہی میں سے ہے۔" سن! ایک روز حضرت بایزید بسطامیؒ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ "اے بایزید! کیا تو اِتنی محنت و مشقت اور ریاضت و مجاہدہ عرش تک رسائی کے لئے کرتا ہے؟" جواب دیا:۔ "خداوندا! عرش تو روحانیوں کا مقام ہے مَیں روحانی تو نہیں ہوں۔" پھر ندا آئی:۔

"کیا تُو کرسی تک پہنچنا چاہتا ہے؟" عرض کی:۔"الٰہی! کرسی تو کروبیوں کا مقام ہے مَیں کروبی تو نہیں ہوں۔" پھر ندا آئی:۔"کیا تُو آسمان تک رسائی چاہتا ہے؟" عرض کی:۔"الٰہی! آسمان تو فرشتوں کے رہنے کی جگہ ہے مَیں فرشتہ تو نہیں ہوں۔" پھر ندا آئی:۔"کیا تو بہشت میں جانا چاہتا ہے؟" عرض کی:۔"الٰہی! بہشت تو پرہیزگاروں کے رہنے کی جگہ ہے مَیں پرہیزگار تو نہیں ہوں۔" پھر آواز آئی:۔"کیا تُو دوزخ چاہتا ہے؟" عرض کی:۔"الٰہی! دوزخ تو منکروں کے رہنے کی جگہ ہے مَیں منکر تو نہیں ہوں۔" پھر لطف و کرم کی آواز آئی:۔"کیا تُو ہمیں چاہتا ہے؟ اور اگر ہم تجھے نہ ملیں تو تُو کیا کرے گا؟" بس یہ سننا تھا کہ حضرت بایزیدؒ نے آہ بھری، سر سجدہ میں رکھا اور جان خدا کے سپرد کر دی۔

ابیات:۔(1) "خام تھے خام کہ ایک ہی آہ سے جان نکل گئی، عاشق تو وہ ہے جو ہر دم آتشِ عشق میں جلتا رہے۔"(2) "مَیں تو یادِ حق میں اِس قدر غرق ہوں کہ اگر میری جان بھی آتشِ دوزخ میں جلا دی جائے تو مجھے خبر تک نہ ہو۔"(3) "راہِ عشق میں اگر کوئی تیری گردن بھی اڑا دے تو دم نہ مار کہ عاشق سر تو دے دیتے ہیں لیکن بھید نہیں کھولتے۔"(4) "اے باھُوؒ! خدا سے اجر نہ مانگ کہ اجر تو مزدور مانگا کرتے ہیں، تو خدا سے صرف اُس کی رضا مانگ۔"

فقیر فنا فی اللہ اُسے کہتے ہیں جو توحیدِ حق میں اِس قدر غرق ہو کہ اُسے اللہ کی بھی حاجت نہ ہو کہ اللہ کی حاجت اُسے ہوتی ہے جو اُس سے جدا ہو، فقیر تو اللہ کے ساتھ یکتا و یک وجود ہوتا ہے۔ بندے اور خدا کے درمیان وسیلہ کون سی چیز ہے؟ مرشد۔ مرشد سے کیا کچھ حاصل ہوتا ہے؟ محبت۔ محبت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ محرمیتِ سِرِّ اسرار۔ محرمیتِ سِرِّ اسرار سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقامِ خوفِ موت۔ مقامِ خوفِ موت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقامِ حیرت۔ مقامِ حیرت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقامِ فنا۔ مقامِ فنا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقامِ رجا و بقا۔ مقامِ رجا و بقا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقامِ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا"

مقامِ "مُوْتُوْاقَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا"[1] سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقامِ "اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ-"[2] فقیر وہ ہے جو صاحبِ تسلیم و رضا ہو بلکہ خارج از قدر و قضا ہو- اے فقیر! خوش آمدید مرحبا- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور خبر دی کہ مسلمان کہتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے مسلمان پیدا کیا ہے یہودی پیدا نہیں کیا- یہودی کہتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے یہودی پیدا کیا ہے نصرانی پیدا نہیں کیا- نصرانی کہتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے نصرانی پیدا کیا ہے مجوسی پیدا نہیں کیا- مجوسی کہتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے مجوسی پیدا کیا ہے منافق پیدا نہیں کیا- منافق کہتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے منافق پیدا کیا ہے مشرک پیدا نہیں کیا- مشرک کہتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے مشرک پیدا کیا ہے بے دین پیدا نہیں کیا- بے دین کہتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے بے دین پیدا کیا ہے کافر پیدا نہیں کیا- کافر کہتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے کافر پیدا کیا ہے کتا پیدا نہیں کیا- کتا کہتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے کتا پیدا کیا ہے خنزیر پیدا نہیں کیا- خنزیر کہتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے خنزیر پیدا کیا ہے تارکِ نماز پیدا نہیں کیا-

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ قاضی دیوان نجم الدین ثنائی کے ہاں گئے اور پوچھا کہ قاضی صاحب کیا کر رہے ہیں؟ بتایا گیا کہ نماز پڑھ رہے ہیں- شیخ جلال الدین نے فرمایا کہ قاضی صاحب کو نماز پڑھنی آتی ہے؟ قاضی صاحب نے اُن کی بات سن لی اور فوراً اُن کے پاس پہنچے اور کہا کہ جناب! آپ نے یہ کیا فرمایا؟ شیخ صاحب نے فرمایا کہ مَیں نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ علما کی نماز اور ہے اور فقرا کی نماز اور ہے اور وہ یوں کہ علما اُس وقت تک نماز نہیں پڑھتے جب تک کہ اپنا رُخ قبلہ کی طرف نہ کر لیں اور اگر سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو تو تحری کرتے ہیں اور جدھر دل گواہی دیتا ہے اُس طرف رُخ کر کے نماز پڑھ لیتے ہیں لیکن فقرا

[1]:- ترجمہ = مرنے سے پہلے مرجاؤ- [2]:- ترجمہ = بے شک اولیائے اللہ مرتے نہیں-

اُس وقت تک نماز نہیں پڑھتے جب تک کہ عرش اُن کی نگاہ کے سامنے نہ ہو۔ الغرض! قاضی صاحب واپس گھر آ گئے اور رات کو خواب میں دیکھا کہ شیخ جلال الدینؒ عرش پر مصلّٰی بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ پُر ہیبت منظر دیکھ کر وہ بیدار ہو گئے اور فوراً شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضرت! مَیں معذرت خواہ ہوں، مجھے معاف فرما دیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اے نجم الدین! یہ جو تم نے مجھے عرش پر مصلّٰی بچھائے نماز پڑھتے دیکھا ہے تو یہ درویشوں کا کمترین درجہ ہے، اُن کا اصل مقام تو اِس سے بہت آگے ہے، اگر مَیں وہ مقام تم پر ظاہر کر دوں تو تم خود کو سنبھال نہ سکو گے اور کثرتِ نور کی وجہ سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ درویش تو اِس سے آگے ستر ہزار مقامات تک پہنچتے ہیں اور ہر روز پانچوں وقت عرش پر پہنچ کر ساکنانِ عرش کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور وہاں سے لوٹ کر خانہ کعبہ میں آ جاتے ہیں اور جملہ عالم کا نظارہ اپنی دو انگلیوں کے درمیان سے کرتے ہیں۔ پس اے درویش! تجھ پر لازم ہے کہ تُو درویشی کے اِس مقام پر ضرور پہنچے کہ درویش جب اِن مقامات سے گزر جاتا ہے تو اُس کا مستقر لامکان ہوتا ہے جہاں اُس کے مراتب کو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

فرد:۔ ”عاشقانِ الٰہی کو زہد و تقویٰ و خلوت کی حاجت نہیں ہوتی کہ اُن کا کاروبارِ غمِ عشق وحدت سے ہے جو اُنہیں ہر منزل و ہر مقام پر پہنچاتا ہے۔“

یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ استغراقِ فنا فی اللہ بقا باللہ کے علاوہ تمام مقامات بہ منزلہ شیطان ہیں۔
نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ دونوں شہر سے نکل کر صحرا کی طرف چلے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا اور اُنہوں نے وضو کر کے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو ایک لکڑہارا آ گیا، اُس نے سر سے لکڑیوں کا گٹھا اُتارا، وضو کیا اور اُن کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ شیخ جنیدؒ نے باطنی فراست سے جان لیا کہ یہ ایک ولی اللہ ہے اور اُسے نماز میں پیش امام بنا لیا، اُنہوں نے نماز میں رکوع اور سجود کو بہت طول دیا اور جب نماز سے فارغ

ہوئے تو اُن سے پوچھا گیا کہ یا حضرت! کیا وجہ تھی کہ آپ نے رکوع و سجود کو اتنا طول دیا؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ مَیں تسبیح پڑھتا تھا تو جب تک بارگاہِ حق سے "لَبَّیْکَ عَبْدِیْ" (اے بندے! مَیں حاضر ہوں) کا جواب نہیں آتا تھا مَیں سجدے سے سر نہیں اُٹھاتا تھا اِس لئے دیر ہو جاتی تھی۔ جس نماز میں جواب باصواب نہیں ملتا وہ نماز نہیں محض پریشانیٔ دل ہے کہ خدائے عزوجل حی قیوم ذات ہے، (وہ کوئی بت یا مردہ نہیں کہ جواب نہ دے سکے)۔ نماز محض بت پرستی نہیں کہ جیسے کافرو بت پرست مردہ بتوں کو سجدے کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "حضوریٔ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔" نماز تو خدا سے یکتائی ہے نہ کہ پریشانی وجدائی۔ یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ اہلِ نماز کو صرف اپنے اپنے وقت کی نماز کے سجود میں "لَبَّیْکَ عَبْدِیْ" کا جواب آتا ہے لیکن عارف باللہ فقیر کو ہر دم، ہر ساعت اور ہر وقت "لَبَّیْکَ عَبْدِیْ" کا جواب ملتا رہتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "پس تم میرا ذکر کرو، مَیں تمہارا ذکر کروں گا۔" اگر مَیں ایک مرتبہ کہوں "یَا اَللّٰہُ" تو اللہ تعالیٰ بیس مرتبہ بذریعہ الہام جواب دیتا ہے "لَبَّیْکَ عَبْدِیْ" ۔ الہام کا یہ مرتبہ بھی آسان ہے۔ مرد کو چاہیے کہ وہ غرقِ توحید فنا فی اللہ ہو۔

ابیات:۔ (1) "ایک وقت وہ بھی تھا کہ آدم و حوا کا کوئی وجود نہ تھا، نہ نوح و موسیٰ موجود تھے، نہ کوہِ طور تھا اور نہ انبیا و اولیا تھے لیکن مَیں تھا عین حالتِ نور میں۔" (2) "اُس وقت کچھ بھی نہ تھا، ہر شے نابود تھی لیکن مَیں تھا خدا کے ساتھ مقامِ کبریا میں خلوت نشین۔"

سن! جس طرح آگ اور پانی یکجا نہیں ہو سکتے اُسی طرح خودی اور خدا بھی یکجا نہیں ہو سکتے۔

غزل:۔ "خدا اور دیو نفس ایک مقام پر اکٹھے ہوئے تو عشق نے دیو دیوانہ کو مار ڈالا۔ اے اپنی خودی میں غرق رہنے والے! تُو خدا سے بے خبر ہو رہا ہے کہ تیرا باطن خدا سے بیگانہ ہو چکا ہے۔ مقبولانِ الٰہی کے دل روشن چراغ ہیں جن کی ہر گردش پر طلبِ حق کے پروانے کھنچے چلے

آتے ہیں- عاشق بے چارے کی جان خیالِ یار میں اٹکی رہتی ہے اِس لئے وہ ہر وقت عشق و محبت کے ترانے گاتا رہتا ہے-"

اے باھُو! فقر کیا چیز ہے اور فقر کسے کہتے ہیں؟

بیت:- "حقیقتِ فقر تُو مجھ سے کیا پوچھتا ہے کہ عرش و کرسی بھی فقر کے زیرِ قدم ہیں-"

فقر کی دریافت دس چیزوں سے ہے جن میں سے نو (9) ایک طرف ہیں اور ایک دوسری طرف-

ابیات:- (1) "ہر آدمی کے پاس دس چیزیں ہیں جنہیں وہ بہت عزیز رکھتا ہے، اگر اُن میں سے نو (9) پُرشکم ہوں اور ایک بھوکی ہو تو آدمی صاحبِ عقل و تمیز رہتا ہے-" (2) "اور اگر نو (9) بھوکی ہوں اور ایک پُرشکم ہو تو آدمی غیرِ حق میں مشغول ہو کر مشاہدۂ اسرار سے محروم رہتا ہے-" (3) "وہ نو (9) چیزیں دو کان، دو آنکھیں، دو ہاتھ، دو پاؤں اور ایک منہ ہے اور دسویں چیز پیٹ ہے جس کا تعلق نفس سے ہے اور یہ بہت بری بلا ہے، تُو اُس کی گردن مار دے-" (4) "پیٹ اگر طعام سے پُر ہو تو آدمی شیطان اور نفس و ہوا کا غلام بنا رہتا ہے- اگر تجھے خدا کی طلب ہے تو اِن سے الگ ہو جا-"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "ہر چیز کا ایک حیلہ ہے اور گناہوں کا حیلہ استغفار ہے-" یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:- "جو آدمی گناہ کے بعد استغفار کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو معاف کر دیتا ہے-" شکم اہلِ علم کے حق میں شیطان ہے اور اہل اللہ کے حق میں شوق ہے کہ روٹی اِس جہان کی کھاتے ہیں اور کام اُس جہان کے کرتے ہیں جیسے اونٹ کہ وہ خار کھاتا ہے اور بار اُٹھاتا ہے- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے-" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "بے شک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی ہے-" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :- (1) "انسان دو قسم کے ہیں، ایک علمائے عامل اور دوسرے

معلّم، باقی سب لوگ محض حیوان ہیں۔" (2) "تمام عالم مخلصین کے نزدیک مردہ ہیں۔" خاص فقیر وہ ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "بے شک جو لوگ اپنے ربّ کو دیکھے بغیر اُس سے ڈرتے رہتے ہیں اُن کے لئے مغفرت اور اجرِ کبیر ہے۔" اگر عمل کے بغیر علم کو فضیلت حاصل ہوتی تو ابلیس کو حاصل ہوتی اور وہ گمراہی کا شکار نہ ہوتا۔ جو شخص علم حاصل کرتا ہے اور بدعت میں جا پڑتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ خبیث جن ہے، اُس پر اعتبار نہ کیا جائے کہ شیطان نے پچاس ہزار سال تک علم حاصل کیا اور پھر پچاس ہزار سال تک فرشتوں کو علم سکھاتا رہا لیکن فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اُس نے تکبر کیا اور کافر ہو گیا۔" اگر اللہ کا فضل جہالت میں ہوتا تو ابوجہل راہِ حق پر گامزن ہو جاتا۔ راہِ حق کا تعلق علم اور جہالت سے نہیں ہے بلکہ خالص محبتِ الٰہی سے ہے اور یہ اُسی کو حاصل ہوتی ہے جسے توفیقِ الٰہی نصیب ہو جائے۔ اہلِ محبت وہ ہے جو ہر دم اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناضر جانتا ہے۔ اگر تُو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی رہے تو شغلِ توحیدِ معرفت (تصورِ اسم اللہ ذات) سے پورے اخلاص کے ساتھ معیتِ الٰہی اختیار کر اور اگر تُو چاہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھ سے راضی رہیں تو ترکِ دنیا اختیار کر کے شریعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاسداری میں کوشش کر اور اگر تُو چاہتا ہے کہ علما تجھ سے راضی رہیں تو خادم بن کر مال و زر سے اُن کی خدمت کر اور اگر تُو چاہتا ہے کہ اہل اللہ فقرا تجھ سے خوش رہیں تو قلبِ صفا کے ساتھ اُن سے اتحاد کر کہ فقرا کی نظر ہمیشہ دل پر رہتی ہے، انہیں دل دے بھی اور اُن سے دل لے بھی کہ یہی دائمی دولت ہے۔ اگر تُو چاہتا ہے کہ تجھے حق حاصل ہو اور تُو واصل بحق ہو جائے تو چار "م" جمع کر لے۔ اوّل "م" مرادِ نفس کو نہ دے۔ دوم "م" مردِ میدان بن کر زندگی کا مردانہ وار مقابلہ کر۔ سوم "م" مبتلائے عشق ہو کر مشتاقِ دیدار ہو جا۔ چہارم "م" محرمِ اسرار ہو جا۔ اِس کے علاوہ بارہ (12) "ش" بھی جمع کر لے۔ چار "ش" علما کے لئے، چار "ش" فقرا کے لئے اور چار "ش" اہلِ دنیا کے لئے۔ فقرا کے لئے چار "ش" یہ ہیں۔

(1) شرم کرنا نافرمانیٔ خدا سے، (2) شوقِ شغلِ اللہ (تصورِ اسم اللہ ذات کا شوق)، (3) شب بیداری ودل بیداری اور (4) شہوت وہوائے نفس سے اجتناب۔ اہلِ علم کے لئے چار " ش" یہ ہیں:۔ (1) شرائطِ دین اسلام کی حفاظت، (2) شریعتِ مطہرہ کی نگہداری، (3) شعور حاصل کرنا اور (4) شوم نہ ہونا طمع سے پاک ہونا۔ اہلِ دنیا کے لئے چار " ش" یہ ہیں:۔ (1) شرِ شیطان، (2) شرم کا فقدان، اہلِ دنیا بے شرم ہیں، (3) شتابی (جلد بازی) کہ یہ شیطان کا کام ہے اور (4) شرِ آتشِ حرصِ دنیا۔ اہلِ محبت گناہ اور معصیت سے دور رہتے ہیں۔ اگر خشخاش کے دانے جتنی بھی محبتِ الٰہی نصیب ہوجائے تو یہ مسائل فقہ کی فضیلت اور ستر سال کی پارسائی وعبادت سے بہتر ہے کہ محبت سے آدمی محرمِ اسرارِ الٰہی ہوکر غرقِ توحیدِ ربوبیت ہوجاتا ہے اور علمِ عبادت سے آدمی میں کبروغرور پیدا ہوتا ہے اور وہ اسرارِ الٰہی اور توحیدِ ربوبیت سے محروم ہوجاتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" وہ اُن سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح کہ اللہ سے محبت کی جاتی ہے، جولوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔" اہلِ ہدایت کا بھلا اہلِ بدعت سے کیا واسطہ؟ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ (1) " بے شک آپ کی چاہت سے کوئی ہدایت نہیں پاتا، بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت بخش دیتا ہے۔" (2) "اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر لگادی ہے اور اُن کی سماعت پر اور بصارت پر پردے ڈال دیئے ہیں اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔" (3) " یہ لوگ بہرے ہیں، گونگے ہیں، یہ ہرگز راہِ راست پر نہیں آئیں گے۔" (4) " کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" کسی کا ذرہ بھر بدعت کو ترک کرنا دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔" جو آدمی بدعت وگمراہی اور جہالت میں گرفتار ہوجاتا ہے وہ ابوجہل کی مثل ہے اور وہ جہالت سے ہرگز خلاصی نہیں پاسکتا۔ اُسے صرف ایک ہی بات جہالت سے باز رکھ سکتی ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع قبول کرلے۔ سن! اگر کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مردہ سمجھتا ہے اور حیات النبی صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کا انکار کرتا ہے تو اُس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

بیت:۔"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اُمت کو سپرد حق کر کے حیاتِ جاوداں پا گئے۔"

حیاتِ نفس، حیاتِ دل، حیاتِ روح، حیاتِ سرّ، حیاتِ عشق، حیاتِ محبت، حیاتِ ذکر فکر، حیاتِ دین اور حیاتِ فقر فنا فی اللہ کا انحصار اِس بات پر ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی حیّ قیوم ذات کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ جاوید سمجھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"ایمان عریان ہے، تقویٰ اُس کا لباس ہے، حیا اُس کی زینت ہے اور علم اُس کا میوہ ہے۔" فقیر صلحِ کل ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"آدمی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مومن بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔" جس کا دین و ایمان مردہ ہو جائے وہ منافقت، کفر، معصیت، اور حبِ دنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اسمِ اللہ ذات کا یہ نقش دونوں جہان میں مشکل کشا ہے:۔

باب ششم

مراتبِ مراقبہ و مشاہدہ، خواب و تعبیر اور استغراقِ فنا فی اللہ

مرقبہ کسے کہتے ہیں، مراقبہ کیا چیز ہے اور مراقبہ سے کیا کچھ حاصل ہوتا ہے؟ مراقبہ رقیب سے جدا کر کے وحدتِ خدائے تعالیٰ میں غرق کرنے والے عمل کو کہتے ہیں۔ مراقبہ محبتِ الٰہی کا نام ہے۔ مراقبہ مقامِ حیّ قیوم کا لازوال استغراق بخشتا ہے۔ مرقبہ وہ عمل ہے کہ جس سے بندہ مرنے سے پہلے مر کر احوالِ حضوری اور اسرارِ الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔ مومن کا مراقبہ اُسے اسرارِ معرفت کا محرم کرتا ہے اور منافق و کافر کا مراقبہ اُسے تحت الثریٰ کی پستی میں گراتا ہے۔

بیت:۔"منافق کو علم و دانش حاصل ہوتا ہے نہ حقیقت و یقین۔ منافق درویش کافر کا کافر ہی رہتا ہے، وہ دنیا کا ہوتا ہے نہ دین کا۔"

مرقبہ کئی طرح کا ہے، (1) مراقبۂ عام، (2) مراقبۂ خاص، (3) مراقبۂ خاص الخاص، (4) مراقبۂ اخص، (5) مراقبۂ عشق، (6) مراقبۂ محبت، (7) مراقبۂ فنا فی اللہ بقا باللہ غرقِ توحید کہ نہ خبر رہے اپنی نہ مخلوق کی اور نہ منزل و مقام کی بلکہ مکمل طور پر غرق فی التوحید۔ مراقبہ روحِ روحانی (اہلِ قبر کی روح) کی مثل ہے اور صاحبِ مراقبہ کا وجود قبر کی مثل ہے۔ صاحبِ مراقبہ کی روح پل بھر میں زمین و آسمان، عرش و کرسی اور لوح و قلم سے بالاتر مقامات کی طیر سیر کرنے کے بعد اُس کے وجود میں اس طرح لوٹ آتی ہے جس طرح کہ روحانی کی روح قبر میں لوٹتی ہے۔ پس اہل

مراقبہ اُسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور چیز کا متلاشی نہ ہو، جمالِ الٰہی اور حبِّ الٰہی میں اِس طرح غرق ہو کہ اُس پر یہ قول صادق آئے:-" تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا جسم میرا جسم-" عینِ جمالِ عین میں غرق، عفوی عفو، اللہ بس ماسوی اللہ ہوس- اُٹھتے بیٹھتے ہر حال میں اللہ کے ساتھ- مراقبہ ایسے ہے جیسے کہ آفتاب، آفتاب جب رات کی تاریکی کا پردہ پھاڑ کر نکلتا ہے تو زمین و آسمان کے کونے کونے کو روشن کر دیتا ہے یا مراقبہ ستاروں کے جھرمٹ میں چمکتے ہوئے چاند کی مثل ہے- جب صاحبِ مراقبہ آنکھ کھولتا ہے تو جدھر دیکھتا ہے اُس کی تابِ نظر سے اللہ کے سوا ہر چیز کا حجاب جل کر خاکستر ہو جاتا ہے- مراقبہ کئی قسم کا ہے مثلاً مراقبۂ ذکر فکر، مراقبہ حضور مذکور، مراقبۂ فنا فی الشیخ، مراقبۂ فنا فی اللہ، مراقبۂ فنا فی ھُوْ، مراقبۂ فنا فی فقر، مراقبۂ فنا فی اسمِ "مُحَمَّدْ" (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم)، مراقبۂ فنا فی النفس، مراقبہ فی ننانوے اسمائے باری تعالیٰ، مراقبۂ چشمِ واز، مراقبۂ شہباز اور مراقبۂ دغا باز جیسا کہ بلی چوہے کو پکڑنے کے لئے کرتی ہے- جس شخص کو مراقبہ میں حیوانات یا سیم و زر یا جاہ و مال نظر آئے تو سمجھ لیجیے کہ اُس کا مراقبہ حیوانی ناسوتی عام مراقبہ ہے، ابھی وہ طلبِ دنیا کے جنگل میں بھٹک رہا ہے اور اُس پر ذکرِ اَللّٰہُ نے کوئی اثر نہیں کیا ہے- اُس کا علاج یہ ہے کہ وہ طلبِ دنیا اور لذاتِ جہان سے دستبردار ہو جائے- جس شخص کو مراقبہ میں باغ باغیچے، دریا، سبزہ زار، مکانات و محل اور حور و قصور مثلِ بہشت نظر آئیں تو سمجھ لیجیے کہ اُس کے دل پر کثافت و زنگار اور میل کچیل چھائی ہوئی ہے جو نگاہِ مرشدِ کامل کے بغیر ہرگز صاف نہ ہو گی اور اُس کی کثافت کی بنا پر اُس کا دل خناس و خرطوم کی آماجگاہ بنا ہوا ہے- معلوم ہوا کہ اُس کا ذکر سلطانی اصلی نہیں ہے- اصلی ذکرِ سلطانی کی پہچان کیا ہے؟ جس شخص کے وجود میں اصلی ذکرِ سلطانی جاری ہو جاتا ہے اُس کی زبان سے ذکرِ الٰہی، کلامِ الٰہی، کلامِ رسول اور ذکرِ اولیائے اَللّٰہُ کے علاوہ دیگر کلام نہیں نکلتا اور نہ ہی اُس کی آنکھ غیر محرم کی طرف اُٹھتی ہے کہ غیر محرم کو دیکھنا نافرمانیٔ خدا ہے اور اُسے اِس نافرمانی سے شرم و حیا آتی ہے- جس شخص کے وجود میں

ذکرِ قلب خاص جاری ہو جاتا ہے اُس کے دل کی آنکھ کھل ہو جاتی ہے اور وہ ذکرِ اَللّٰہُ اور اسم اَللّٰہُ ذات کے سوا کسی دوسری چیز کو نہیں دیکھتا۔ اُس کا دل غنی ہو جاتا ہے، اُس کے دل پر دنیا کی محبت اثر انداز نہیں ہوتی۔ اُس کے حواسِ خمسہ بند ہو جاتے ہیں اور اُسے کشف القلوب کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اُس کا دل کدورت سے پاک ہو کر آئینہ کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔ جس شخص کے وجود میں ذکر روح جاری ہو جاتا ہے اُس کی چشمِ روح کھل کر روشن ہو جاتی ہے۔ اُسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور وہ " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کے مرتبے پر پہنچ کر صاحبِ کشف القبور ہو جاتا ہے، پھر وہ حیرت زدہ ہو کر ہر وقت خوفِ خدا میں مبتلا رہتا ہے اور حسد و غیریت اُس کے وجود سے ہمیشہ کے لئے نکل جاتی ہے۔ جس شخص کے وجود میں ذکرِ سرّ جاری ہو جاتا ہے اُس کی چشمِ سرّ کھل جاتی ہے اور وہ ازل و ابد کے احوال کا مشاہدہ کرنے والا صاحبِ اسرار فقیر بن جاتا ہے، ماہ سے ماہی تک ہر چیز اُس کے مشاہدے میں رہتی ہے لیکن وہ کسی چیز سے غرض نہیں رکھتا کہ فرمایا گیا ہے:۔ " فقر سوائے اللہ کے کسی شے سے کوئی غرض نہیں رکھتا۔" حالانکہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہر چیز اُس کی فرمانبردار ہوتی ہے، چاہے تو سب کچھ درہم برہم کر دے اور چاہے تو بر حال رہنے دے۔ ایسے ہی صاحبِ مراقبہ فقیر کو صاحبِ تصرف مالک الملکی فقیر کہتے ہیں۔ جو مراقبہ صاحبِ مراقبہ کو ورطۂ زر میں مبتلا کر دے وہ گویا بلی کا مراقبہ ہے جو وہ چوہا پکڑنے کے لئے کرتی ہے۔ چار قسم کا مراقبہ چار مقامات پر ہوتا ہے:۔ (1) مراقبۂ شریعت:۔ اِس کا تعلق طاعت و عبادت اور مشاہدۂ ناسوت سے ہے۔ اِس میں صاحبِ مراقبہ مقامِ ناسوت کو دیکھتا ہے، دنیا کو دیکھتا ہے (2) مراقبۂ ملکوت:۔ اِس کا تعلق ورد و وظائف اور مشاہدۂ ملکوت سے ہے۔ اِس میں صاحبِ ورد و وظائف کو فرشتوں کی سی پاکیزگی تن حاصل ہوتی ہے اور وہ صفاتِ ملائکہ کا حامل ہوتا ہے۔ اِس میں صاحبِ مراقبہ جو کچھ دیکھتا ہے عالمِ ملکوت کو دیکھتا ہے کہ وہ صفاتِ ملائکہ سے متصف ہوتا ہے (3) مراقبۂ جبروت :۔

اس کا تعلق ذکر اللہ اور مشاہدہ جبروت سے ہے- اس میں صاحبِ مراقبہ ذکر اللہ کی حاضرات سے مقامِ جبروت اور مرتبۂ جبرائیلؑ کو دیکھتا ہے(4) مراقبۂ لاہُوت:- اس کا تعلق اعمالِ معرفت اور مشاہدۂ لاہُوت سے ہے، اس میں صاحبِ مراقبہ جو کچھ دیکھتا ہے مقامِ لاہُوت کو دیکھتا ہے- اس کے علاوہ ایک پانچواں مراقبہ اور بھی ہے جس کا تعلق حضوری غرق فنا فی اللہ اور مقامِ ربوبیت سے ہے- اس میں صاحبِ مراقبہ جو کچھ دیکھتا ہے صرف ذاتِ حق کو دیکھتا ہے، توحیدِ ربوبیتِ ذات کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا- یہاں وہ ہر روز اللہ تعالیٰ کو ایک نئی شان سے جلوہ گر دیکھتا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- " كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَانٍ " (وہ ہر روز ایک نئی شان سے جلوہ گر ہوتا ہے) اور یہی اُس کا مکان ہے-

ابیات:-(1) "خدا جب اپنے فضل و کرم سے تجھے اپنا بندہ قرار دیتا ہے تو تیرا معصیت و گناہ میں مبتلا ہونا سراسر ناانصافی ہے-"(2) "خدا تو ہر وقت تیرے ساتھ ہے لیکن تجھے چشمِ بینا کی ضرورت ہے کہ صرف چشمِ بینا ہی معرفتِ حق کے قابل ہوتی ہے-"(3) "دنیائے مردار کے طالب مردہ دل لوگوں کو بھلا کیا معلوم کہ اہلِ دیدار خود کو فراموش کر کے ہر وقت غرقِ دیدار رہتے ہیں-"(4) "باھُوؒ کو اپنے محبوب کا عشق ہی کافی ہے کہ اُس کی بدولت وہ ساکنِ لاہوت ہو کر ہر وقت لامکان پر نظر رکھتا ہے-"

اہلِ ناسوت عابدوں کا خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا روا ہے جیسا کہ امامِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اہلِ شرع نے اِسے جائز قرار دیا اور اہلِ ربوبیت کا اللہ تعالیٰ کو اُس مراقبہ میں دیکھنا روا ہے کہ جس میں وہ خود سے بے خود ہو جائیں اور یہ اس آیتِ کریمہ کے عین مطابق ہے کہ:- "اپنے ربّ کی یاد میں اِس قدر غرق ہو جا کہ تجھے اپنی بھی خبر نہ رہے-" ایک اور آیتِ کریمہ میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "جو یہاں (دیدِ حق سے) اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا-" جو شخص مراقبہ میں غرق ہو کر خود سے بیگانہ ہو جاتا ہے اور پل

بھر کے مراقبہ سے جب باہر آتا ہے تو اُسے کچھ بھی یاد نہیں رہتا کہ اُس نے کیا دیکھا ہے تو جان لیجیے کہ اُس نے عین ذاتِ الٰہی کو دیکھا ہے۔ یہ مرتبہ اُس عاشق دیوانے کا ہے جو خود سے بیگانہ ہو کر پروانے کی طرح آتشِ عشق میں جلتا رہتا ہے لیکن یہ بھی درمیانہ مرتبہ ہے کہ ابھی وہ غرقِ وحدت ہو کر حق سے یگانہ نہیں ہوا، ابھی شانے پر پڑی ہوئی زلفِ پریشان کی مثل ہے اور خام و ناتمام ہے۔ مراقبہ تو اس طرح کرنا چاہیے کہ جیسے غواص سمندر میں غوطہ زنی کرتا ہے اور ہر بار سمندر سے موتی نکال لاتا ہے۔ اگر کوئی سوتا ہے اور اُس کی نیند بیداری کی مانند ہے، اُس کی مستی ہوشیاری ہے، استغراق اُس کے اپنے اختیار میں ہے کہ جب چاہے انبیا و اولیا کی مجلس میں حاضر ہو جائے اور جب چاہے ایک ہی مراقبہ میں ڈوب کر باطن میں بارہ سال یا چالیس سال تک حضوری میں غرق رہے اور جب مراقبہ سے باہر آئے تو ایسے معلوم ہو کہ جیسے پل بھر کا عرصہ بھی نہیں گزرا۔ ایسے صاحبِ مراقبہ کے لئے لازم ہے کہ وہ ادبِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شریعتِ مطہرہ پر کاربند رہے اور نماز و روزہ جیسے فرائض قضا نہ کرے۔ مراقبہ اس طرح کامل و پختہ ہونا چاہیے کہ جیسے تیر کہ جہاں چاہا وہیں پہ جا لگا۔

بیت:۔"اگر تیرا مقصود خانہ کعبہ ہے اور وہ ہزاروں سال کی مسافت پر ہے لیکن عشق تیرا راہبر ہو تو یہ فاصلہ نصف قدم بھی نہیں۔"

دورانِ مراقبہ چار قسم کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص رات دن ذکر فکر اور عبادت و مراقبہ میں گزارتا ہے لیکن باطن میں دنیا کی محبت دل میں سمائے رکھتا ہے اُسے مراقبہ میں جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ ناسوت کی کاذب و فانی دنیا کا مشاہدہ ہوتا ہے اور جو شخص ظاہر و باطن میں ہر وقت ذکر فکر اور عشق و محبتِ الٰہی میں غرق رہتا ہے اُسے مراقبہ میں جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ سراسر توحیدِ باری تعالیٰ کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ جو شخص ظاہر و باطن میں ہر وقت خوفِ خدا میں مبتلا رہتا ہے وہ مراقبہ میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ محض جنت کا مشاہدہ ہوتا ہے اور جو شخص تارکِ صلوٰۃ ہو کر ہر وقت

کھانے پینے میں مصروف رہتا ہے وہ مراقبہ میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ سراسر اُس کا خواب وخیال ہوتا ہے جو متشکل ہو کر اُس کے سامنے آتا ہے۔ وہ محض اُس کے نفس اظلم کا شیطانی استدراج ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"ہر چیز کا رحجان اُس کی اصل کی طرف ہوتا ہے۔" جو شخص ہر وقت شغل اَللّٰہُ (تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات) میں غرق رہتا ہے اُسے تصدیق دل نصیب ہوتی ہے اور وہ اپنا تمام وقت معیت الٰہی میں گزارتا ہے، دونوں جہان اُس کی غلامی کرتے ہیں لیکن وہ محض طالبِ مولیٰ ہوتا ہے جو صرف طلب مولیٰ رکھتا ہے، وہ غم رکھتا ہے نہ غلام۔ مراقبہ سورج کی مثل ہے کہ جب طلوع ہوتا ہے تو مشرق سے مغرب تک تمام دنیا کو روشن کر دیتا ہے اور دنیا کے تمام شہر و بازار اور در و دیوار نظر آنے لگتے ہیں لیکن طالب ذات کی شان ہی نرالی ہے کہ وہ شش جہات کی کسی بھی چیز کو دیکھنا گوارا نہیں کرتا، بھلا وہ آنکھ ہی کیا جو دیدار یار کے علاوہ کسی اور طرف اُٹھے۔ جب اہل مراقبہ ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول ہو اور ذکرِ اَللّٰہُ اُسے توحید ذات میں غرق نہ کرے تو یہ ذکرِ اَللّٰہُ نہیں بلکہ مال و دولت کمانے کا ایک رسمی رواجی مشغلہ ہے۔ ایک مراقبہ شیخ ہے جس میں صورتِ شیخ حاضر ہو کر صاحبِ مراقبہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچاتی ہے اور اُسے اُس کے مطلوب و مقصود سے بہرہ ور کرتی ہے۔ جو اس مرتبے کو نہیں پہنچا وہ فنا فی الشیخ نہیں۔ طالب اللہ جب مراقبہ میں اسم اَللّٰہُ کو دیکھتا ہے تو اسم اَللّٰہُ اُسے مقامِ عین پر پہنچا دیتا ہے جہاں وہ اپنے مطلوب کو دیکھتا ہے اور اُس کی دید میں اس قدر غرق ہو جاتا ہے کہ اُسے ذکر فکر یاد رہتا ہے نہ دم قدم و راحت و غم، فقر و فاقہ یاد رہتا ہے نہ نفس و ذائقہ، حضور مذکور یاد رہتا ہے نہ بُعد و دوری، قدر و قضا یاد رہتی ہے نہ حرص و ہوا۔ پس وہ کس مقام پر پہنچا اور اُسے کیا یاد رہا؟ فقط ذوق شوق محبت۔ جب عاشق اس مقام پر پہنچتا ہے تو اُس کا کام مکمل ہو جاتا ہے اور اُس پر ذکر فکر حرام ہو جاتا ہے۔ وہ جو کچھ دیکھتا ہے خاص (ذاتِ حق تعالیٰ) ہی کو دیکھتا ہے۔ جس شخص کو خواب یا مراقبہ میں اہل زنار کافر نظر آئیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یا تو اُس پر نفس کا غلبہ ہے یا ابتدائے

کلمہ " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ " اُس پر نہیں کھلی یا شیطان اُسے ہر روز مجلس کفار دکھاتا ہے تا کہ اُس کا دل سرد ہو جائے اور وہ راہِ خدا سے ہٹ جائے، اُسے چاہیے کہ لاحول و درود شریف کو اپنا ورد بنا لے تا کہ خواب یا مراقبے کے دوران خطرات و وساوسِ شیطانی سے محفوظ رہے اور اُسے روشن ضمیری حاصل ہو۔ مراقبہ کے سات مراتب ہیں (1) مراقبۂ جاہل، یہ محض دھوکہ و فریب ہے، (2) مراقبۂ اہل بدعت واہل سرود، یہ بھی مکر واستدراج ہے، (3) مراقبۂ ذکر، اِس میں ذاکر پر مراتبِ ذکر کھلتے ہیں اور اُس پر حال کے دورے پڑتے ہیں، (4) مراقبۂ فکر، اِس میں صاحبِ تفکر پر مراتبِ احوال کھلتے ہیں۔ ایسے تفکر کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ " گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔" (5) مراقبۂ کامل، اِس میں صاحبِ مراقبہ کو کمال حاصل ہوتا ہے اور وہ عارف باللہ ہو کر صاحبِ عرفان ہو جاتا ہے، (6) مراقبۂ مکمل، یہ مراقبہ اہل روح اللہ معارف کرتے ہیں، (7) مراقبۂ فقر، یہ اُس لازوال فقر کا مراقبہ ہے جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ " فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔" یہ مراقبہ وحدانیتِ ذات میں غرق فنا فی اللہ فقیر کرتا ہے۔ مراقبۂ فقر تمام پیغمبروں کے مراقبہ سے افضل ہے کہ تمام پیغمبروں کا فخر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر فقر ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ " فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔" فقیر فنا فی اللہ کی زبان قدرتِ خدا کی زبان ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "فقرا کی زبان اللہ کی تلوار ہے۔" کہ اللہ تعالیٰ کے امر کن کی وہ سیاہی جو نوکِ قلم پر بچ گئی تھی فقرا کی زبان پر لگا دی گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "فقر دونوں جہان کی روسیاہی ہے۔" فقرا کی زبان کی سیاہی جب اُن کے چہرے پر چمکتی ہے تو اُس کی چمک سے دونوں جہان روسیاہ ہو کر فقر کی نظر میں بے وقعت ہو جاتے ہیں۔ ایسے طالبِ مولیٰ مذکر فقرا نہ خدا ہوتے ہیں نہ خدا سے جدا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "

برتن سے وہی چیز باہر آتی ہے جو اُس

کے اندر ہوتی ہے۔" شیطان کو یہ چند صورتیں اختیار کرنے کی ہرگز قدرت نہیں، خدائے عزّ وجل کی صورت، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت، آفتاب و مہتاب کی صورت، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضے اور مدینہ شریف کی صورت اور کعبہ و بیت اللہ و قرآن کی صورت کہ یہ سب صورتیں ہادی ہیں اور شیطان ہادی اور ہدایت کی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ شیطان اور اُس کی راہ باطل ہے اور باطل حق سے نہیں مل سکتا۔

بیت:۔" مَیں راہِ حق میں سر قربان کر کے بے سر ہو چکا ہوں، میرا جسم یہاں ہے لیکن جان اللہ کے پاس ہے۔"

اگر کوئی شخص خواب یا مراقبہ میں اذان دیتا ہے یا امامت کرتا ہے یا تلاوتِ قرآن کرتا ہے یا ذکرِ اَللّٰہ کرتا ہے یا وضو و غسل کرتا ہے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے تو یہ اِس بات کی علامت ہے کہ اُس کا نفس و قلب و روح ایک ہو چکے ہیں اور وہ ہدایتِ الٰہیہ سے مشرف ہو چکا ہے۔

بیت:۔"باھُو "ھُــو" (عینِ ذات) میں غرق ہو کر زندہ جاوید ہو گیا ہے، اِس میں کوئی تعجب نہیں کہ جو عینِ ذات کو دیکھ لیتا ہے وہ کبھی نہیں مرتا۔"

قطعہ:۔" اے باھُو! جو آدمی درویشی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن دونوں جہان سے بیزار نہیں ہوتا تو جان لے کہ حقیقت میں وہ ایک مردود ہے جو برائی میں اِس قدر غرق ہو چکا ہے کہ کوئی اُس کا نام لینا گوارا نہیں کرتا۔"

مرشد کو چاہیے کہ طالب اللہ کو مراقبہ میں ریاضت کرائے لیکن زہد و تقویٰ والی ریاضت نہیں بلکہ تصور و تفکر والی ریاضت کرائے، اِس ریاضت میں وہ مراقبہ تصورِ اسم اللہ ذات کے چالیس چلے یا تیس چلے یا دس چلے یا پانچ چلے یا ایک چلہ کرائے یا بیس روزہ چلہ یا دس روزہ چلہ یا پانچ روزہ چلہ یا دو روزہ چلہ یا ایک روزہ چلہ کرائے اور اگر لطف و عطا کرنا چاہے تو نمازِ فجر سے

طلوعِ آفتاب تک اُسے اُس کا تمام مطلوب ومقصود عطا کردے۔ طالبِ اللہ کو اپنے سامنے بٹھا کر بے نظیر کمال مہربانی سے جملہ مقامات طے کرا دے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پُرنور میں داخل کرکے ہمیشہ کے لئے صاحبِ صدق بنا دے ورنہ اگر اس موقع پر صدق فاسق ہو جائے تو راہِ سلک سلوک اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری سلب ہو جاتی ہے۔ " نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا " (مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)۔ مرشد اگر کامل نہ ہو تو طالب کا یقین کس کام کا؟ کہ یقین تو نام ہے چشمِ بصیرت کی دید کا نہ کہ کولہو کے چشم بند بیل جیسے اندھے مرشد کا۔ مرشد کے چار حروف ہیں:۔ " م ر ش د "۔ حرف " م " سے مردِ خدا از خود جدا، خادمِ محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، صاحبِ صفا، حرف " ر " سے روا نہ رکھے غیر ما سویٰ اللہ کو بجز توحیدِ الٰہ۔ حرف " ش " سے شوق ریز (عاشق) قلب خیز (زندہ دل)، عشق ومحبت کا متوالا غرق وحدت عارف باللہ۔ حرف " د " سے دائم غرق فنا فی اللہ صاحبِ حضور۔ طالب کے بھی چار حروف ہیں:۔ " ط ا ل ب " حرف " ط " سے طلاق دینے والا جملہ علائق غیر ما سویٰ اللہ کو۔ حرف " ا " سے الوہیت ربوبیت میں غرق، اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس کے اصول پر قائم۔ حرف " ل " سے لائق درگاہ، علائق خلق سے بیزار۔ حرف " ب " سے بدکاری سے پاک، باادب وبامراد، بے ریا، صبح سے شام اور شام سے صبح تک طلبِ خدا میں غرق، غیر ما سویٰ اللہ سے دل کو پاک رکھنے والا، مرشد سے بااخلاص رہنے والا جس طرح کہ ندی کا پانی ندی سے بااخلاص رہتا ہے۔ جو آدمی یہ اوصاف نہیں رکھتا وہ مرشد ہے نہ طالب، اُس پر ہوائے نفس ہے غالب۔ مرشدِ کامل اُسے کہتے ہیں جو طالب اللہ کو ایک ہی نگاہ میں یوں پرکھ لے کہ جیسے کسوٹی سونے کو یا صراف زر کو یا شہسوار گھوڑے کو یا آفتاب سنگِ لعل کو یا عالم علم صرف کو۔ مرشدِ کامل مکمل کعبہ کی مثل ہوتا ہے جس کے حرم میں داخل ہونے والا اگر نیک ہے تو نیک ہی رہتا ہے اور اگر بد ہے تو بد ہی رہتا ہے کہ مرشدِ کامل کی ایک ہی نظر سے طالع طالع مقبول ہو جاتا ہے اور طالح طالح مردود ہو جاتا ہے۔ صراف کبھی غلطی نہیں کرتا، اُس

کے سامنے اگر ہزار مہر یا ہزار روپیہ رکھ دیا جائے اور اُن میں سے صرف ایک کھرا ہو اور باقی کھوٹے ہوں تو وہ ایک ہی کو اُٹھائے گا اور باقی کو رد کر دے گا- سونے کی پرکھ اُس وقت تک ہرگز نہیں ہوتی جب تک کہ اُسے صراف کی دکان پر لا کر آگ میں نہ ڈالا جائے- مرشد صاحبِ تحقیق ہوتا ہے اس لئے اہلِ صفات اور اہلِ ذات کو فوراً پہچان لیتا ہے جس طرح کہ عالم کتاب میں سے غلط حروف کو نکال دیتا ہے تو نسخہ صحیح ہو جاتا ہے- اِسی طرح فقیر طالب اللہ کو غیر ماسویٰ اللہ سے بیزار کر کے اُس کے دل میں ذکرِ اَللّٰہُ جاری کر دیتا ہے جس سے وہ صاحبِ تسبیح ہو جاتا ہے-

ابیات:-(1) "اے باھُو! مردانِ خدا ہر وقت جمالِ الٰہی کی دید میں غرق رہتے ہیں لہٰذا خلوت و گوشہ نشینی کے چالیس چلوں سے صاحبِ دید مردِ مرشد کی ایک ہی نگاہ کافی ہے-" (2) "اے باھُو! جو شخص طلبِ مولیٰ کا دعویٰ کرتا ہے اُس کے لئے اِس سے بہتر اور کوئی عمل نہیں کہ وہ کسی مرشدِ کامل کو اپنا پیشوا بنا لے-"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-"مخلوق کے لئے ایسی طاعت جائز نہیں جس میں خالق کی نافرمانی ہو، لہٰذا صاف کو قبول کر لو اور ناصاف کو چھوڑ دو-" خبردار! شریعت کو اپنا یار بنا کر بدعت سے بیزار ہو جا- طالب اللہ کے لئے صدق ضروری ہے- فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" بے شک "اَللّٰہُ" ہی واحد معبود ہے-" وہ شخص صدقِ دل سے خالی ہے جس کے دل میں حبِ دنیا ہے- فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-"(یہود و نصاریٰ نے کہا!) اللہ تین خداؤں میں سے تیسرا خدا ہے-" ان تین خداؤں میں سے ایک تو دنیا ہے جسے اہلِ دنیا خدا سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں، دوسرے فرزند ہے کہ جسے ابراہیم علیہ السلام نے راہِ حق میں قربان کر دیا اور تیسرے اَللّٰہُ ہے کہ جسے احمق و نادان لوگ پہچانتے ہی نہیں حالانکہ لوٹ کر سب کو جانا اُسی کے پاس ہے- اللہ تعالیٰ ہر وقت بندے کے ساتھ رہتا ہے مگر بندہ اُسے فراموش کئے رکھتا ہے-" نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا" (میں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)-

ابیات :-(1) " میرے دوست ! " رَبِّ اَرِنِیْ اور لَنْ تَرَانِیْ " کے سوال وجواب کو چھوڑ اور آگے بڑھ کر پردہ اُٹھا دے، بھلا کل کے وعدے سے تیرا کیا واسطہ؟" (2) " سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوئے اور بعد ازاں تمام انبیأ دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوئے۔" (3) " اے باھُو ! میں جو کچھ دیکھتا ہوں کسی کو نہیں بتاتا کہ وہ ایک راز ہے جو سرفروش جانبازوں کے سوا کسی کو بتایا نہیں جاتا۔"

مراقبہ پیغامِ حضور ہے اور اہل مراقبہ صاحبِ مغفور ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-" اے علیؓ! آنکھیں بند کر کے اپنے دل میں " لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ " کا ذکر سن۔" جسے کمالیتِ مراقبہ حاصل ہو جاتی ہے اُسے چشم پوشی کی حاجت نہیں رہتی، اُسے حق ہی حق نظر آتا ہے جیسے کہ ایک ماہر غواص پانی میں غوطہ زن ہوتا ہے تو اُسے پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔

ابیات :-(1) " جو آدمی توحید میں غرق ہو جاتا ہے اُس کی اپنی ہستی مٹ جاتی ہے اور وہ خود توحید بن جاتا ہے۔" (2) " فقر سات پشتی میراث نہیں کہ کسی کو وراثت میں مل جائے اور نہ ہی زبانی گفتگو سے حقیقتِ فقر تک پہنچا جا سکتا ہے۔"

فقر بھی موجِ دریا کی طرح ایک موجِ عطا ہے جس کے انتظار میں فقیر مدتوں بیٹھے رہتے ہیں اور یہ اُسی کو نصیب ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔

ابیات :-(1) " مجھے اپنے پیرِ طریقت کی نصیحت اچھی طرح یاد ہے کہ یادِ الٰہی کے سوا ہر چیز برباد ہے۔" (2) " اللہ تعالیٰ دولت کتوں میں بانٹ رہا ہے اور نعمت گدھوں میں، ہم آرام سے بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں۔"

دنیا دو قسم کی ہے، ایک حلال کی اور دوسری حرام کی اور یہ دونوں بُری ہیں کہ حلال پر حساب ہے اور حرام پر عذاب ہے۔ اہل دنیا کو پل صراط پر روک کر پوچھا جائے گا کہ اِسے کہاں کہاں خرچ کیا ہے؟ جب بھی کوئی آدمی درمِ دنیا کو اپنے ہاتھ میں لے کر اُس سے محبت و دوستی کرتا

ہے تو شیطان کہتا ہے کہ اب یہ میرا غلام بن گیا ہے کہ دنیا میری متاع ہے۔ اہل دنیا کی تین علامات ہیں، (1) وہ حریص ہوتا ہے اور حرص آتش دوزخ کی مثل ہے (2) مال و دولت جو آتش دوزخ کی مثل ہے، اُسے جمع کرتا رہتا ہے مگر خرچ نہیں کرتا اور خود بے نصیب رہتا ہے لیکن بعد میں یہ مال دوسروں کے کام آتا ہے یا خاک میں مل جاتا ہے (3) مرنے کے بعد حسرت میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اُس وقت اُس کا جمع شدہ مال اُس کا دشمن بن جاتا ہے اور سانپ اور بچھو بن کر اُسے ڈستا رہتا ہے۔ مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پس یہ حقیقت ہے کہ اہل دنیا شیطان ہیں۔ بھلا ذاکرِ رحمٰن کو شیطان سے کیا نسبت؟ دنیا باطل ہے اور ذکرِ اللّٰہ حق ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" دنیا مکر و فریب ہے اور مکر و فریب ہی سے ہاتھ آتی ہے۔" اہل حضور دنیا سے دُور ہی بھلے۔ جب تُو اقرار کرتا ہے " لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ " (کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے) تو پھر غیر کے آگے ہاتھ کیوں پھیلاتا ہے؟ غیر سے سوال و التجا کر کے مشرک کیوں ہوتا ہے؟ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا (مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)۔ اہل دنیا پر عقبیٰ حرام ہے، اہل عقبیٰ پر دنیا حرام ہے اور اہل دیدار پر دنیا و عقبیٰ دونوں حرام ہیں۔ جس قدر کوئی دنیا سے دوستی رکھتا ہے، اُسی قدر قربِ خدا سے دُور ہوتا چلا جاتا ہے کہ بندے اور مولیٰ کے درمیان حجاب یہی دنیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" دنیا ایک فتنہ ہے اور یہ فتنہ بندے اور اللہ کے درمیان حجاب ہے۔" جو کوئی دنیا سے محبت کرتا ہے دنیا اُس کو اپنا دیوانہ بنا کر اِس قدر اُلجھا دیتی ہے کہ پھر وہ اِس سے نجات پا ہی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوست و حبیب اللہ اس کو ہرگز قبول نہیں کرتے۔

بیت:۔" سونے کا رنگ زرد کیوں ہے؟ اِس لئے کہ اہل ہمت کے سامنے آ کر اُس کے چہرے پر زردی چھا جاتی ہے۔"

مذکر طالبِ مولیٰ وہ ہے جو دنیا سے وضو اور آخرت سے غسل کر لیتا ہے اور اپنا مال و اسباب، اولاد و گھر بار اور جان و دل اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ پس ذاکر

قلب وہ ہے جو اپنے دل میں غیر ماسویٰ اللہ کی طلب نہیں رکھتا ورنہ وہ کلب (کتا) ہے۔

بیت:۔"اے باھُو! اگر اللہ کی راہ میں ضرورت پڑ جائے تو جان فدا کر دی جائے کہ جان اللہ سے زیادہ پیاری نہیں ہے، سومَیں نے اپنی جان اللہ کے سپرد کر دی ہے۔"

آدمی کے وجود میں چار قسم کے ذکر جاری ہوتے ہیں، (1) ذکرِ زبان، (2) ذکرِ قلب، (3) ذکرِ روح اور (4) ذکرِ سِرّ ۔ اِن چاروں اذکار کی اپنی اپنی صورت ہے جو دورانِ مراقبہ صاحبِ مراقبہ سے ملاقات کرتی ہے اور اُس کی تابعداری کرتی ہے۔ آدمی کا وجود چار عناصر کا مجموعہ ہے (یعنی ہوا، مٹی، پانی اور آگ) جن میں سے ہوا کی صورت الگ ہے، مٹی کی الگ ہے، پانی کی الگ ہے اور آگ کی الگ ہے اور ہر ایک صورت سے مزید ستر ہزار صورتیں پیدا ہوتی ہیں جو ظاہر و باطن میں فقرا سے ملاقات کرتی ہیں۔ فقر اللہ کے سوا کسی چیز کا محتاج نہیں لیکن ہر چیز اُس کی محتاج ہے۔ وو لاکھ اَسّی ہزار صورتیں فقیر کے وجود سے نکل کر ظاہر میں اُس سے ملاقات کرتی ہیں۔ اِس کے بعد وہ مرتبۂ فقر پر پہنچتا ہے اور یہ تمام صورتیں بھی اُس کے ساتھ مرتبۂ فقر سے سرفراز ہوتی ہیں کہ یہ بھی اہلِ توحید ذاکر ہوتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" وحدت میں سلامتی ہے اور کثرت میں آفات ہیں۔" فقیر جب اِس مرتبہ پر پہنچتا ہے تو تنہا ہو جاتا ہے اور کسی وقت بھی نماز قضا نہیں کرتا، خود امام بن جاتا ہے اور تمام باطنی صورتیں مقتدی بن جاتی ہیں۔ اِس طرح وہ سنت طریقہ سے باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔

بیت:۔"فقیر اِس طرح نماز پڑھتا ہے کہ خود امام اور خود ہی مقتدی بن کر اللہ کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول رہتا ہے۔"

فقر کے اِس انتہائی مرتبہ پر پہنچنے کے باوجود وہ ذرّہ بھر شریعت کے خلاف عمل نہیں کرتا کہ وہ اپنے ظاہر کو مرتبۂ عام پر رکھتا ہے اور باطن کو مرتبۂ خاص پر۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :۔"لوگوں کی پہچان کا ذریعہ اُن کا لباس ہے۔" خاکی لباس (وجود) والے آدمی ہیں،

آبی لباس والے فرشتے ہیں، بادی لباس والے شہدأ ہیں اور آتشی لباس والے جن ہیں۔ پس مراقبہ یک دلی کا نام ہے کہ دو دلی منافقت ہے۔ مراقبہ کو اہلِ دنیا سے کیا نسبت؟ کہ مراقبہ وفقر کی خاطر تو بادشاہانِ دنیا نے بادشاہی اور گھر بار چھوڑ دیئے اور غریبی و یتیمی اختیار کر لی اور اپنے نفس کے گھوڑے کو میدانِ توحید میں ڈال دیا، پھر وہ عشق ومحبت اور شوقِ الٰہی سے دستبردار نہیں ہوئے اور آخرت کی بازی جیت گئے اور خود کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ بظاہر وہ مر گئے لیکن بباطن نہیں مرے، وہ ایسے حاجی اہل اللہ ہیں کہ اُن کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ اُن میں سے بعض نے اپنے نفس پر دس سال کا احرام باندھا، بعض نے چالیس سال کا اور بعض عمر بھر رات دن مراقبہ میں غرق رہے۔

بیت:۔ ’’میں کعبہ کو دیکھتا ہوں اور کعبہ مجھے دیکھتا ہے کہ میرا تن من سب کچھ قبلہ وکعبہ بن گیا ہے۔‘‘

احرام نام ہے کم آزاری و دل بیداری وشب بیداری کا۔ احرام کفن پوشی کی مثل ہے۔ احرام مرتبہ ہے مرنے سے پہلے مر جانے کا۔

ابیات:۔ (1) ’’اِدھر آ اور آتشِ عشق میں کود کر جان دے دے کہ درویش کا کام ہر وقت عشق میں جان ہارنا ہے۔‘‘ (2) ’’درویش فقیر کو ستر جانیں حاصل ہوتی ہیں اور ہر جان میں ہزار ہا حیاتِ جاودانی ہوتی ہیں۔‘‘ (3) ’’جب تُو مذہبِ عاشقی نہیں جانتا تو کسی درویش سے علمِ عاشقی سیکھتا کیوں نہیں؟‘‘ (4) ’’ہمارے سامنے لاف زنی مت کر کہ ہم فقرِ عظیم کے مالک ہیں، اللہ ہمارا معین و مددگار ہے تو ہمیں خوف کس بات کا؟‘‘ (5) ’’علمِ دانش کو چھوڑ اور علمِ باطن حاصل کر کہ اُس کے ایک ہی لفظِ کن میں جملہ علومِ دانش آ جاتے ہیں۔‘‘ (6) ’’دل اگر بیدار نہ ہو تو دیدارِ الٰہی کہاں ہو سکتا ہے؟ سجدۂ دیوار سجدۂ دیدار تو نہیں۔‘‘

فقیر وہ ہے کہ جس کے دل میں اسرارِ ہر دو جہان آشکارہ ہوں۔

ابیات:-(1) " مَیں اپنا احتساب ہروقت کرتا رہتا ہوں کہ مَیں ایک فنا فی اللہ فقیر ہوں اور مجھے ہروقت اپنے محبوب کی معیت حاصل رہتی ہے۔"(2) "اے باھُو! ازل و ابد کے دونوں چشمے میری چشمِ بینا کے سامنے رہتے ہیں، مَیں جب بھی سجدہ ریز ہوتا ہوں عین ذات کو اپنے سامنے پاتا ہوں۔"(3) "اگر تُو بھی عین ذات کو رُو برو دیکھ کر اُس سے ہم کلام ہونا چاہتا ہے تو اپنے نفس کی گردن مار دے۔"(4) "اے باھُو! جو شخص ذاتِ حق سے یکتا ہو جاتا ہے اُس پر معرفت حرام ہے، جو کوئی مرتبہ معرفت پر فخر کرتا ہے وہ ایک خام عارف ہے۔"

معرفت درمیانہ مرتبہ ہے، مقامِ لامکان اِس سے بہت آگے ہے۔

بیت:-"تیرے وجود میں دو خدا ہیں جنہیں تُو بہت عزیز رکھتا ہے، ایسے میں تُو خدائے وحدہٗ لاشریک تک کہاں پہنچ سکتا ہے؟"

قطعہ:-" اے باھُو! عاشقوں کا ایک راز ہے جو خدائے پاک کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا مَیں نے اپنے وجود سے دونوں خداؤں کو مار ڈالا تو خدائے وحدہٗ لاشریک کو پا لیا۔ جس وجود میں ایک کے علاوہ دو یا تین خدا موجود ہوں وہ مردود ہے۔ پس مَیں نے دو خداؤں سے تعلق توڑا اور ایک ربِّ رحیم کو پا لیا۔"

خلوت میں خللِ شیطانی پیدا ہوتا ہے۔

بیت:-"یار تیری بغل میں ہے اور تُو اُسے خلوت میں تلاش کر رہا ہے؟ ایسی خلوت سے ہزار بار توبہ کر اور پاس بیٹھے ہوئے یار کا دیدار کر۔"

قرب، وصال اور حضوری بھی حجاب ہے۔

بیت:-"راہِ طلب میں قرب غفلت ہے اور حضوری ذاتِ حق سے دوری ہے اِس لئے باھُو نورِ ذاتِ حق میں فنا ہو کر عین نور ہو گیا ہے۔"

خلوت مکرِ عظیم ہے۔

ابیات:-(1)"اے باھو! کیا تُو جانتا ہے کہ خلوت ایک راہزن ہے جس نے ہزار ہا لوگوں کے منہ بند کر رکھے ہیں؟"(2)" جب تُو اپنے پیشوا کو اپنا یار اور ساتھی بنا لے گا تو میری اس بات کی صداقت تجھ پر واضح ہو جائے گی کہ اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔"(3)"اے دل! خوشی منا اور جی بھر کے بادہ نوشی کر کہ ساقی نے تجھے جامِ شوق عطا کیا ہے۔" سن! علم علم ہی سے حاصل ہوتا ہے، اسی طرح فقر مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے، اِستغراقِ مراقبہ کے بغیر فقیر واصل باللہ نہیں ہو سکتا۔ علم سے عقل حاصل ہوتی ہے اور عقل سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک اکل (خوراک) دوسری نقل (کتاب سے مطالعہء مسائل)۔ مراقبہ سے موت حاصل ہوتی ہے اور موت سے مراتبِ اولیأ حاصل ہوتے ہیں۔ فقیر کو زندگی میں موت حاصل ہو جاتی ہے اور موت میں زندگی۔ یہ مراتب ہیں صاحبِ ذات کے۔ علمِ صفات کیا ہے اور مراقبہء ذات کیا ہے؟ مراقبہ میں فقیر کی دو حالتیں ہوتی ہیں، اگر فقیر استغراقِ فنا فی اللہ کی حالت میں ہو تو خوشحال، صاحبِ ذوق اور صاحبِ اشتیاق ہوتا ہے اور اُسے مقامِ "لِیْ مَعَ اللّٰہِ" تک رسائی حاصل ہوتی ہے جہاں کسی اور کے پہنچنے کی گنجائش ہی نہیں اور اگر جدائی اور فراق کی حالت میں ہو تو پریشان و ہلاک ہو جاتا ہے۔ حالتِ استغراق میں اُسے اور کوئی چیز نہیں بھاتی۔ یہ مقامِ قبض و بسط ہے جہاں دائم وصال ہے نہ دائم فراق۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-" اور اللہ قبض (تنگی) بھی کرتا ہے اور بسط یعنی فراخی بھی کرتا ہے اور لوٹ کے تو اُسی کے پاس ہی جانا ہے۔"

بیت:-" مشرک و کافر نہ بن اور راہِ راستی اختیار کر کہ راہِ شریعت کو چھوڑ کر فقیر اور کوئی راہ نہیں چلتا۔"

لوگ کثرتِ دنیا ہی کی وجہ سے کافر یا مشرک بنتے ہیں، کبھی کسی مفلس نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا، جس نے بھی کیا اہلِ دنیا ہی نے کیا۔

بیت:-" تُو نے اپنا معبود و مقصود دنیا کو بنا لیا ہے جبکہ اہل اللہ عاشقوں کی نظر میں دنیا

مردود ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" دنیا کی زندگی ایک لحظہ ہے جس میں ہمیں طاعت گزار ہو کر رہنا ہے۔"

قطعہ:۔" اے باھُو! دنیا آخرت کی کھیتی ہے جسے راہِ مولیٰ میں خرچ کرنا ہے۔ اگر کسی نے ایک پیسہ بھی بچا کر رکھا تو ہزار ہا حجابات اور معاصی میں گھر گیا۔"

فقیر چار قسم کے ہوتے ہیں، (1) فقیر صاحبِ آگاہ، (2) فقیر صاحبِ نگاہ، (3) فقیر صاحبِ راہ اور (4) فقیر صاحبِ ہمراہ۔ صاحبِ ہمراہ کون ہے؟ وہ جو تم میں سے دنیا چاہتا ہے یا وہ جو تم میں سے آخرت چاہتا ہے؟ فقیر وہ ہے جو ان دونوں کو نہیں چاہتا، دنیا کو نہ آخرت کو، وہ ان دونوں کو مسترد کرتا ہے۔ سن اے سوختۂ جان! دنیا و عقبیٰ دونوں کو پس پشت ڈال کر فقر فنا فی اللہ کی طلب میں استواری و استقامت حاصل کرتا کہ کوئی صاحبِ حق الیقین راہبرِ دین فقیر تیری دستگیری کرے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ زمان و لامکان پر مکمل تصرف رکھنے والا طریقہ صرف قادری ہے اور قادری بھی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک زاہدی قادری اور دوسرا سروری قادری۔ سروری قادری طریقہ وہ ہے جو اس فقیر کو حاصل ہے کہ یہ فقیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر ہوا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِسے دست بیعت فرمایا اور خندہ پیشانی سے فرمایا:۔" خلقِ خدا کی راہنمائی میں ہمت[1] کرو۔" بعد از تلقین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فقیر کا ہاتھ پکڑ کر حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کے سپرد کر دیا۔ حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز نے بھی سرفرازی بخشی اور خلقِ خدا کو تلقین کرنے کا حکم فرمایا ۔ یہ اُن ہی کی نگاہِ کرم کا کمال ہے کہ بعد میں

---

[1]:۔ ہمت = اصطلاحِ تصوف میں ہمت یہ ہے کہ اپنے لئے یا کسی اور کے لئے حصولِ کمالات کی خاطر اپنی پوری قوتوں اور جملہ قوائے روحانیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ (پروفیسر سید احمد ہمدانی صاحب)

فقیر نے جب بھی کسی طالب اللہ کے ظاہر و باطن پر توجہ کی اُسے ذکر اذکار اور مشقت ریاضت میں ڈالے بغیر محض تصورِ اسم اللہ ذات اور تصورِ اسم محمد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچا دیا۔ پھر اُس نے جدھر بھی نظر اُٹھائی اُسے اسم اللہ ذات ہی نظر آیا اور اُس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہ رہا۔ سروری قادری طریقہ کم حوصلہ نہیں، یہ نہایت ہی فیض بخش طریقہ ہے جبکہ دیگر طریقوں میں لوگوں نے بعض طالبوں کو آتش اسم اللہ ذات سے جلا کر مار ڈالا، بعض اسم اللہ ذات کا بوجھ برداشت نہ کر سکے اور عاجز ہو بیٹھے اور بعض مردود و مرتد ہو گئے۔

ابیات:- (1) "آدمی کا وجود صراحی کی مثل ہے اور اس میں روح شراب کی مثل ہے، یا آدمی کا وجود بانسری کی مثل ہے جس میں سے آواز آتی ہے۔" (2) "کیا تُو آدمی کو محض خاکی و خام سمجھتا ہے؟ ارے اِس فانوس کو خالی نہ سمجھ کہ اِس کے اندر ایک نوری چراغ روشن ہے۔"

بعض طالبوں کو اسمِ اَللّٰہُ کے تصور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری حاصل ہوئی اور وہ حضوری کی اُسی حالت پر قائم رہے لیکن مَیں ہر روز ترقی کر رہا ہوں اور میرے درجات میں روز بروز لحظہ بہ لحظہ اضافہ ہو رہا ہے اور انشاء اللہ یہ اضافہ ابدالآباد تک جاری رہے گا کہ حکمِ سروری دائم و جاوداں ہے۔ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مجھے علمِ ظاہر کسی نے نہیں سکھایا کہ ہمیں (بارگاہِ حق سے) علمِ حضوری عطا کیا گیا ہے جس کی واردات و فتوحات سے ظاہر و باطن میں اتنا وسیع علم منکشف ہوا ہے کہ جس کے اظہار کے لئے بے شمار دفاتر کی ضرورت ہے مگر بزرگوں کا قول ہے:- "جو کہو مختصر مگر جامع کہو۔" باطن میں جس طالب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حجابات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ عنایت سے اُٹھ جاتے ہیں اُس پر فقر فنا فی اللہ کی راہ کھل جاتی ہے اور وہ مراتبِ اُویسؓ پر پہنچ جاتا ہے۔ اُسے اُویس اِس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ظاہر و باطن میں درست اخلاص و تصدیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اشتغال اللہ

(تصورِ اسم اللہ ذات) میں غرق رہتا ہے۔ زاہدی قادری طریقہ وہ ہے کہ جس میں طالب اللہ کو بکثرت زہد و ریاضت کرائی جاتی ہے اور بارہ سال یا تیس سال کی ریاضت کے بعد حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ اُسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر کے دائمی حضوری سے مشرف و سرفراز فرماتے ہیں۔ یہ ہے شان زاہدی قادری طریقہ کی۔ ابتدائی درجے کا قادری دیگر خانوادوں کی انتہا پہ ہوتا ہے اور انتہائی درجے کا قادری محبوبیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبے پر ہوتا ہے یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ کے مرتبے پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی اُس سے یا اُس کے طالب مرید سے عداوت رکھتا ہے تو اُس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور وہ مرتبۂ ابلیس ہر جا پہنچتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا (مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)۔ جو اِس میں شک کرے یا شک میں پڑ جائے، وہ کافر ہو جاتا ہے، نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا کہ نائبِ محمد رسول اللہ، وارثِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کلید ہر دو جہانی حضرت محبوبِ سبحانی شاہ عبد القادر جیلانی قدس سرّہ العزیز ہیں۔ جو یہ اعتقاد نہیں رکھتا وہ گروہِ شیطانی کا راندۂ ہر دو جہان سرگردان و پریشان ہے۔ اہل مراقبہ کی انتہا دریائے ژرف کا استغراق ہے۔ دریائے ژرف کیا ہے؟ دریائے ژرف دریائے توحید ہے جو ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے موجزن رہتا ہے۔ جو شخص اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے اُس میں غوطہ لگاتا ہے وہ تارکِ دنیا فنا فی اللہ فقیر ہو جاتا ہے۔ دریائے ژرف دریائے فقر ہے، صاحبِ فقر اِس لئے لایحتاج ہوتا ہے کہ وہ دریائے ژرف میں غوطہ زنی کر کے غیر ماسویٰ اللہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اُس کے وجود میں حق ہی حق قائم ہو جاتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے۔ فقیر وہ ہے جو سات قسم کے ذکر فکر قائم رکھتا ہے، (1) ذکر فکرِ موت کہ اِس سے وہ غیر ماسویٰ اللہ سے بیگانہ رہتا ہے۔ (2) ذکر فکرِ منکر نکیر کہ اِس سے وہ خدائے تعالیٰ سے یگانہ رہتا ہے (3) ذکر فکرِ قبر کہ اِس سے وہ نفس کافر کو عذابِ قبر سے معذب کرتا ہے تاکہ اُس کا نفس مسلمان ہو جائے　(4)　ذکر　فکرِ　اعمالنامہ　کہ　جس　سے

اُس کی زبان بدگوئی سے باز رہتی ہے (5) ذکر فکرِ روزِ محشر کہ وہاں کی نفسی نفسی یاد کرکے اُس کا دل اشتغال اللہ (تصورِ اسم اللہ ذات) میں مشغول رہتا ہے (6) ذکر فکرِ پلِ صراط کہ صراطِ دنیا سے ایمان کو سلامت لے جا کر اُس صراط سے گزرنا آسان ہو جائے۔ اِس سے اُس کا دل حبِ دنیا سے پاک رہتا ہے (7)۔ ذکر فکرِ طلبِ مولیٰ کہ اِس سے وہ لذاتِ بہشت اور خوفِ دوزخ کو فراموش کر دیتا ہے اور تفکرِ فنا فی اللہ میں اِس طرح غرق ہو جاتا ہے کہ اُسے یہ ساتوں ذکر فکر بھی یاد نہیں رہتے۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔ جو فقیر یہ سات ذکر فکر نہیں جانتا اُس پر فقیری حرام ہے۔ جب صبح نمودار ہوتی ہے تو فقیر اُسے روزِ حشر سمجھتا ہے اور اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق کو نیکی و بدی کے حساب میں مبتلا پاتا ہے، خدائے تعالیٰ کو اپنے نفس کا قاضی و محاسب سمجھتا ہے اور جب رات آتی ہے تو رات کو اپنی قبر سمجھتا ہے اور خود کو اُس میں تنہا سمجھ کر جاگتا رہتا ہے۔ پس وہ ظاہر باطن میں اپنے روز و شب اِسی انداز میں گزارتا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

محمد

فقر

حدیث قدسی۔ اَنَا اَنْتَ وَ اَنْتَ اَنَا یَا مُحَمَّد

باب ہفتم

ذکرِ اَللّٰہُ وذکرِ کلمہ طیب بذریعہ زبان وقلب وروح وسرّ یعنی ذکرِ جہر وذکرِ خفیہ

(1) فضائل ذکر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:۔"جو آدمی اپنے ربّ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا اُن کی حالت زندہ اور مردہ کی سی ہے یعنی جو ذکر کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو ذکر نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔" (2) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"بے شک اللہ تعالیٰ کے فرشتے چل پھر کر اہلِ ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں، جب وہ کسی گروہ کو ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو اُن مطلوب ذاکرین کی طرف بلاتے ہیں۔ پس وہ اہلِ ذکر کو آسمانِ دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔" (3) "حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بوقتِ رحلت آخری کلام یہ تھا کہ میں نے آپ سے پوچھا:۔"بارگاہِ الٰہی میں محبوب ترین عمل کون سا ہے؟" آپ نے فرمایا:۔"جب تو مرنے لگے تو تیری زبان پر ذکرِ اَللّٰہُ جاری ہو۔" حضرت معاذؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے عرض کی:۔"اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔" فرمایا:۔"حسب ہمت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ہر پتھر اور ہر درخت کے پاس (یعنی ہر جگہ) ذکرِ اَللّٰہُ کرتے رہو۔" (4) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے تمام اعمال سے بہتر ہو اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہو اور تمہارے تمام درجات سے بلند درجہ ہو اور تمہارے لئے راہِ خدا میں سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہو اور اس بات سے بھی

افضل ہو کہ تم اللہ کی راہ میں دشمنوں سے لڑو، تم اُن کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔" صحابہ کرام نے عرض کی:۔" کیوں نہیں؟ ہمیں وہ عمل ضرور بتلائیں۔" فرمایا:۔"وہ عمل ذکر اَللّٰہُ ہے۔" ذکر اس طرح کرنا چاہیے کہ جس طرح سمندر کرتا ہے۔ سمندر ایک پرندہ ہے جو لکڑیاں چن چن کر ایندھن کا ڈھیر لگاتا ہے اور اُس میں بیٹھ کر اسمِ "ھُوْ" کا ذکر شروع کر دیتا ہے۔ جب وہ ہر سانس کے ساتھ اسمِ "ھُوْ" کی ضرب لگاتا ہے تو اس کے وجود سے ذکرِ "ھُوْ" کی تیز آگ بھڑک کر لکڑیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے جس میں وہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ بعد میں جب بارش برستی ہے تو اُس راکھ سے ایک انڈہ نکلتا ہے جس سے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ جب یہ بچہ بڑا ہو کر اپنے باپ جتنا ہو جاتا ہے تو وہ بھی اپنے باپ کی طرح ذکرِ "ھُوْ" کی مشق کرتا ہے اور آگ میں جل کر راکھ ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ ابدالآباد تک چلتا رہتا ہے۔ پس ذاکر فقیر بھی ہر دم مرنے سے پہلے مرتا رہتا ہے۔ فقر کیا چیز ہے؟ فقر گھر کی ویرانی کا نام ہے جیسے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا گھر ویران کیا اور گھر کی ہر چیز کو راہِ خدا میں صدقہ کر کے دنیا کو تین طلاقیں دے دیں، حتیٰ کہ گھر میں دیا جلانے کے لئے تیل اور فرش پر بستر بچھانے کے لئے بوریا تک نہ چھوڑا۔ فقیر بھی اُسی کو کہتے ہیں جو خدا کا دیا خدا کو لوٹا دے اور خدا کا دلوایا خدا ہی کو دے دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔(1)"عذابِ الٰہی سے نجات کے لئے آدمی کے پاس ذکرِ اَللّٰہُ کے علاوہ اور کوئی معتبر عمل نہیں ہے۔" صحابہ کرام نے عرض کی:۔" کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی ذکرِ اَللّٰہُ سے بہتر نجات دہندہ نہیں ہے؟ فرمایا:۔"ہاں! جہاد بھی نہیں اگرچہ تم جہاد میں تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دیئے جاؤ۔"(2)"اگر ایک شخص درہموں سے بھرا ہوا گھر راہِ خدا میں خرچ کر دے اور دوسرا ذکر اَللّٰہُ کرتا رہے تو اُن میں سے ذکر اَللّٰہُ کرنے والا شخص افضل ہے۔"(3)"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن تم اہلِ کرم کو جان لو گے۔" عرض کی گئی:۔"اہلِ کرم کون لوگ ہیں؟" فرمایا:۔"مساجد میں ذکر اَللّٰہُ کی محفلیں سجانے والے۔" (4) " ہر آدمی کے دل میں دو خانے ہیں ،

ایک میں فرشتہ رہتا ہے اور دوسرے میں شیطان۔ آدمی جب ذکرِ اَللّٰہُ کرتا ہے تو شیطان اُس سے دُور بھاگ جاتا ہے اور جب ذکرِ اَللّٰہُ سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اُس پر غالب آجاتا ہے اور اُسے وسوسوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔" (5) "جب بھی جنت کے باغوں سے گزرا کرو تو اُن میں چر لیا کرو۔" صحابہؓ کرام نے عرض کی :۔ " کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ! مگر جنت کے باغوں سے مراد کیا ہے؟" فرمایا:۔ " ذکرِ اَللّٰہُ کی مجالس۔" (6) "جب لوگ کسی مجلس سے ذکرِ اَللّٰہُ کئے بغیر اُٹھیں تو گویا وہ مردہ گدھے کی لاش کے پاس سے اُٹھے ہیں اور قیامت کے دن اُنہیں اِس فعل سے بڑی حسرت وندامت ہوگی۔" (7) "جو شخص تم میں سے ذکرِ اَللّٰہُ کئے بغیر اُٹھ گیا اُس کے پاس شرمندگی کے سوا کچھ نہیں۔" (8) "جب کوئی فرش پر لیٹے اور ذکرِ اَللّٰہُ سے غافل رہے تو اُس کے پاس شرمندگی کے سوا کچھ نہیں۔" (9) "اہلِ جنت کو کوئی حسرت نہیں ہوگی سوائے اُس وقت کے کہ جس میں وہ ذکرِ اَللّٰہُ سے غافل رہے ہوں گے۔" (10) "ذکرِ اَللّٰہُ اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔" (11) "ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو اُس کے نام سے پکار کر پوچھتا ہے کہ کیا تم پر سے کوئی ذکرِ اَللّٰہُ کرنے والا بھی گزرا ہے؟ تو اگر وہ ہاں کہہ دے تو اُسے مبارک باد دیتا ہے۔" (12) "زمین پر ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول رہنے والوں کو اعلیٰ جنت میں داخل کیا جائے گا اور جن کی زبانیں ہر وقت ذکرِ اَللّٰہُ کی تسبیح سے تر رہتی ہیں وہ ہنستے مسکراتے جنت میں داخل ہوں گے۔" حدیثِ قدسی میں فرمانِ الٰہی ہے :۔ " مَیں اُس وقت اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے اپنے ہونٹوں میں یاد کرتا ہے، مَیں اپنے بندے کے ساتھ اُس کے گمان کے مطابق پیش آتا ہوں، جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو مَیں اُس کا ہم مجلس ہوتا ہوں، جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو مَیں بھی اُسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، جب وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو مَیں اُسے اُس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔" حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ " جو شخص ایک نیکی

کرتا ہے تو میں اُسے دس نیکیوں کا اجر دیتا ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اگر وہ ایک گناہ کرتا ہے تو اُس کا ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے یا وہ بھی بخش دیا جاتا ہے۔ جو شخص میری طرف ایک بالشت چلتا ہے تو میں اُس کی طرف ایک گز چلتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف ایک گز چلتا ہے تو میں اُس کی طرف دو گز چلتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اُس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں اور جو مجھے زمین کے کسی کونے میں شرک سے پاک ہو کر ملتا ہے تو میں اُسے عطائے بخشش کے ساتھ ملتا ہوں۔'' سن! اگر کوئی شخص عمر بھر روزے رکھتا ہے، نمازیں پڑھتا ہے، حج کرتا ہے اور شب و روز تمام عبادات سے افضل ترین عبادت تلاوتِ قرآن میں مشغول رہتا ہے لیکن زبان سے کلمہ طیب کا اقرار نہیں کرتا تو وہ ہرگز مسلمان نہیں، اُس کی کوئی عبادت قبول نہیں کہ اُس کی ہر عبادت ایک کافر کا استدراج ہے۔ تمام اذکار میں سب سے افضل ذکر کلمہ طیب '' لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کا ذکر ہے۔ عبادت ذکرِ اَللّٰهُ کی محتاج ہے اور اہل ذکر اہل فقر کا محتاج ہے اور اہل فقر کسی کا محتاج نہیں۔ پس جسے تصدیق دل حاصل نہیں وہ ذاکر بھی نہیں۔ خدا نہ کرے کہ اُسے مومن مسلمان سمجھا جائے۔ خدا ترسی وصفائی وتصدیق دل ذکرِ اَللّٰـهُ سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ سے محبت کی علامت ذکرِ اَللّٰـهُ ہے اور اللہ سے بغض کی علامت ذکرِ اَللّٰـهُ سے غفلت ہے۔ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :- '' ہر چیز کی صیقل (صفائی کرنے والی چیز) ہے اور دل کی صیقل ذکرِ ''اَللّٰـهُ'' ہے۔'' فرمانِ الٰہی ہے :- ''تمام اہل ایمان اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور رسولوں میں سے کسی کی تفریق نہیں کرتے۔'' ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہو۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- ''اور بھیجا رسولوں کو جن کا ذکر ہم پہلے ہی تم سے فرما چکے ہیں اور اُن رسولوں کو جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا۔'' فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- ''اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے خاص کلام فرمایا۔'' حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے :- ''جب تُو دیکھے کہ میرا بندہ میرے ذکر سے غافل ہو گیا ہے تو میں اُسے محجوب کر دیتا ہوں۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

فرمان ہے:۔"ذکرِ اَللّٰہُ علامتِ ایمان ہے، نفاق سے خلاصی ہے اور شیطان سے حفاظت کا قلعہ ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"سب سے بہتر ذکر اَللّٰہُ کا ذکر ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"بے شک ذکرِ جلی میں دس فائدے ہیں، (1) دل کی صفائی، (2) غفلت سے نجات، (3) بدن کی صحت، (4) دشمنانِ خدا سے جنگ، (5) اظہارِ دین، (6) خطراتِ شیطانی سے نجات، (7) ہوائے نفس کی نفی، (8) اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ، (9) غیر اللہ سے انحراف اور (10) بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سے حجابات کا اُٹھنا۔" فقیر باھُو کہتا ہے:۔"ذکر کیا چیز ہے؟ ذکر کس چیز کو کہتے ہیں؟ ذکر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ اور ذاکر کو کون سا مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے؟ ذکر نام ہے پاکیزگی کا۔ جس طرح زکوٰۃ سے مال پاک و حلال ہو جاتا ہے اُسی طرح ذکر سے آدمی کا وجود پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ جس طرح صابن کپڑے کو صاف کرتا ہے اُسی طرح ذکر اَللّٰہُ آدمی کو پاک کرتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے اُسی طرح ذکرِ اَللّٰہُ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ جس طرح بارش مردہ گھاس کو زندہ و سرسبز کر دیتی ہے اُسی طرح ذکرِ اَللّٰہُ آدمی کو حیاتِ نو بخشتا ہے۔ جس طرح روشنی تاریکی کو مٹا دیتی ہے اُسی طرح ذکرِ اَللّٰہُ شقاوت کو مٹا دیتا ہے۔ جس طرح نمک طعام کو مزیدار بناتا ہے اُسی طرح ذکرِ اَللّٰہُ آدمی کو ہر دل عزیز بناتا ہے۔ جس طرح تکبیر حیوان کے ذبیحہ کو حلال کرتی ہے اُسی طرح ذکرِ اَللّٰہُ آدمی کو پاکیزہ بناتا ہے۔ پہلے ذکرِ اَللّٰہُ ہے اور بعد میں نماز ہے۔ نماز میں سب سے پہلے بھی ذکرِ اَللّٰہُ ہے، پھر تکبیرِ تحریمہ بھی ذکرِ اَللّٰہُ ہے اور آخر تمام نماز میں بھی ذکرِ اَللّٰہُ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"افضل ترین ذکرِ اَللّٰہُ کلمہ طیب "لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کا ذکر ہے۔" اِس کے بعد تلاوتِ قرآن مجید اور "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کا نمبر آتا ہے۔ پس بسم اللہ بھی ذکرِ اَللّٰہُ ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"پڑھ اپنے ربّ کا نام لے کر جس نے مخلوق کو پیدا کیا۔" قرآن مجید کے نزول کا آغاز بھی اسم اَللّٰہُ سے ہوا جو ذکرِ اَللّٰہُ ہے۔ زندگی کی انتہا پر جان

کنی کے وقت بھی ذکرِ اَللّٰہُ کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اُس وقت یا توکلمہ طیب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھا جائے یا اللہ کا نام لیا جائے یا کلمہ شہادت پڑھا جائے اور یہ سب ذکر اللہ ہے۔ جس اعمالنامے پر سرِ فہرست اللہ کا نام ہوگا وہی اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ جب اعمالنامے کو ترازو میں تولا جائے گا تو جس پلڑے میں اسم اَللّٰہُ ہوگا وہی پلڑا بھاری ہو گا۔ جب کوئی پل صراط سے گزرتے ہوئے ذکر "اَللّٰہُ" کرے گا دوزخ اُس سے خوف کھائے گی اور وہ سلامتی سے گزر جائے گا اور جب کوئی بہشت کے دروازے پر ذکرِ اَللّٰہُ کرے گا اُس پر محبت الٰہی کی مستی چھا جائے گی اور اُسے تجلیاتِ دیدارِ الٰہی کا دائمی مشاہدہ بخش دیا جائے گا۔ جو آدمی ذکر اَللّٰہُ کا مزاق اُڑاتا ہے یا غصہ کرتا ہے یا ذکرِ اَللّٰہُ سے دشمنی کرتا ہے وہ لعین ہے اور وہ تین حکمت سے خالی نہ ہوگا، یا تو وہ کافر ہوگا یا منافق ہوگا، یا وہ فاسق ہوگا اور یہ تینوں گروہ یعنی کافر و منافق و فاسق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں بھی موجود تھے۔ جو شخص ذکر اَللّٰہُ سے روکتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔ ذکرِ اَللّٰہُ تو دین کی بنیاد اور دین کی استواری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کے اصحاب جب کفار سے جنگ شروع کرتے تھے تو سب سے پہلے ذکرِ اَللّٰہُ کا نعرہ بلند کرتے تھے۔ باطن میں نفس سے جنگ بھی ذکرِ اللّٰہُ ہی کے ہتھیار سے کی جاتی ہے۔

ابیات:- (1) "ذاکرانِ الٰہی کے بدن کے ہر بال کی زبان ہوتی ہے جو ہمیشہ ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول رہتی ہے۔ اُن کا دل، اُن کی ہڈیاں، اُن کے رگ و پوست اور اُن کے تن بھی ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول رہتے ہیں۔" (2) "اُن کے دل آتشِ عشق کی گرمی سے دیگ کی طرح کھولتے رہتے ہیں ،کبھی وہ پُر جوش ہوتے ہیں اور کبھی پُر سکون ، وہ اپنے شب و روز اسی طرح گزارتے ہیں۔" (3) "سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی ہادی (مرشدِ کامل) کو اپنا پیشوا بنا لے تا کہ وہ اُسے

لے :- قرآن و حدیث میں جہاں کہیں بھی "ذکر اللہ" کے الفاظ آتے ہیں اُن سے عمومی مراد اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام "اَللّٰہُ" کا ذکر ہے اور اس کی مؤثر ترین صورت تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات ہے۔

اسرارِ الٰہی سے آگاہی بخش کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری بخش دے۔‘‘(4)
’’اے باھُو! عشق کی چھت بہت بلند ہے، اُس پر پہنچنے کے لئے اسم اَللّٰہُ ذات کی سیڑھی استعمال کر جو تجھے ہر منزل و ہر مقام بلکہ لامکان تک پہنچا دے۔‘‘

ذکرِ اَللّٰہُ کے جاری ہونے اور دل کے بیدار ہونے کی علامت کیا ہے؟ وہ یہ کہ ذاکر کا دل مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے اور اُس میں جان باقی رہتی ہے۔ زندہ دل ہرگز نہیں مرتا۔ مٹی اور کیڑے اُس کا گوشت ہرگز نہیں کھاتے چاہے ہزارہا سال ہی کیوں نہ گزر جائیں۔ دل یہ نہیں کہ جس کی جنبش تجھے وجود میں شکم کے بائیں جانب معلوم ہوتی ہے۔ خدانخواستہ یہ تو راہِ قلب کا کتا ہے۔ یہ حیوانی دل تو کفار و منافق و فاسق و مومن مسلمان سب کے پاس ہے۔ دل تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک دل اللہ والوں کا ہے جو ہر وقت ذکرِ اَللّٰہُ کے نور سے جگمگاتا رہتا ہے اور اُس میں اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت وشوق کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ اُس میں سوائے طلبِ الٰہی کے اور کوئی طلب نہیں ہوتی۔ دوسرا دل کافروں کا ہے جس میں حبِ دنیا کی ظلمت بھری رہتی ہے۔ ایسے دل والے بظاہر مومن لیکن بباطن کافر، ریاکار اور اہلِ دنیا اُمرأ کے تابعدار ہوتے ہیں۔ تیسرا دل اہلِ دنیا کا سلب شدہ دل ہے، اُس دل کے مالک معرفتِ الٰہی سے محروم وخوار، باطن سے بےخبر گدھے کی طرح باربردار جانور ہیں۔ پیرومرید رجوعاتِ خلق میں مست ہو کر اپنے آباواجداد کی ہڈیاں بیچتے ہیں۔ جس دل میں محبتِ الٰہی کی آگ بھڑکتی رہتی ہے وہ سر سے پاؤں تک غلبۂ شوق میں مبتلا رہتا ہے۔ اسے وصلِ محبوب کی پیاس اتنا مزہ دیتی ہے کہ جتنا جاڑے میں آگ کی تپش۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔’’لذتِ افکار بہتر ہے لذتِ اذکار سے۔‘‘ ذکر با فکر وہ ہے جو ذاکر پر اس طرح غالب آجائے کہ چاہے ذاکر غفلت بھی کرے تو ذکر اُس سے غافل نہ ہو خواہ وہ ذکرِ قلبی ہو یا ذکرِ روحی ہو یا ذکرِ سرّی ہو یا ذکر زبانی ہو یا ذکرِ حبسِ دم ہو یا ذکرِ پاس انفاس ہو، جو بھی ہو۔ ذکر کیا چیز ہے؟ ذکر وہ ہے جو خدا اور روح و قلب و مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم و

مجلس ہر انبیاو اولیا و اصفیا اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یگانہ اور نفس وشیطان و معصیت و گناہ اور حبِ دنیا و اہلِ دنیا سے بیگانہ کردے۔ ذکر وہ ہے جو ذاکر کو شروع ہی میں توحیدِ حق تعالیٰ میں غرق کر کے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا صحابہ کرام و اولیائے کرام کی مجلس میں پہنچادے یا عرش سے کرسی تک جملہ مقامات کا مشاہدہ کرادے اور ذاکر جب استغراقِ ذکر سے فارغ ہو تو نیک خصلت بن جائے اور اُس کے لئے بھوک وسیری، خواب و بیداری اور مستی و ہوشیاری برابر ہو جائے۔ جو شخص اِس مرتبے کو نہیں پہنچا اُسے چاہے حال کے دورے پڑ رہے ہوں یا اپنے آپ سے بے خبر ہو چکا ہو وہ کورے کا کورا ہی ہے اور سمجھ لیجئے کہ اُسے شیطان یا جن نے طمانچہ مار کر بے ہوش کر دیا ہے کیونکہ ذاکر جونہی ذکر شروع کرتا ہے تو شیطان اُس کی راہ مارنے کے لئے بذریعہ استدراج زمین و آسمان اور عرش و کرسی کے جملہ مقامات پیدا کر کے اُس کے سامنے لے آتا ہے۔ جب تُو دیکھے کہ کوئی شخص اہلِ بدعت ہے یا اہلِ فسق ہے یا گمراہ ہے تو اُس سے مت اُلجھ بلکہ تُو اُس سے جنگ کر کہ جس نے اُسے بدعت میں مبتلا کر رکھا ہے، اُس سے جنگ کر کہ جس نے اُسے فسق میں مبتلا کیا ہوا ہے، اُسے نصیحت کر کہ جس نے اُسے گمراہ کیا ہوا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ (1) "بے شک آپ جسے چاہتے ہیں ہدایت نہیں دیتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔" (2) "اللہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔" (3) "اور اللہ جس کام کا ارادہ کرتا ہے اُس کا حکم جاری کر دیتا ہے۔" (4) "اللہ جسے چاہتا ہے عزت دے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔" جاہل آدمی ویران زمین کی مثل ہے کہ جس میں بیج کبھی نہیں اُگتا، عالم بنجر زمین کی مثل ہے، ذکر اَللّٰہُ بیج کی مثل ہے، معرفت بیلوں کی جوڑی کی مثل ہے، تفکر ہل کی مثل ہے، شریعت کانٹوں کی باڑ کی مثل ہے، طریقت فصل کی مثل ہے، حقیقت خوشے کی مثل ہے، معرفت پاک غلے کی مثل ہے، عشق پکی روٹی کی مثل ہے، فقر و فاقہ اور محبتِ الٰہی خوراک کی مثل ہے - اِس راہ میں قدم نہ رکھنا ناسوتی لوگوں کا کام ہے - عقل وہ ہے جو خدا تک

راہنمائی کرے۔ علم وہ ہے جو وحدتِ الٰہی کی معرفت بخشے۔ ذاکر اگر خبردار ہو کر ذکر کرے تو تمام مقاماتِ شیطانی اور خطراتِ نفسانی مٹ جاتے ہیں اور اصلی مقامات سامنے آ جاتے ہیں، پھر وہ جدھر بھی دیکھتا ہے مقاماتِ ہدایت ہی دیکھتا ہے۔ یہی اصلی معراج کی راہ ہے۔ اگر کوئی اس کے برعکس دیکھتا ہے تو وہ بدعت و استدراج کی راہ ہے۔

ابیات:-(1) "ذکر وہ ہے جس سے مقاماتِ ہدایت کی طیر سیر نصیب ہو، اِدھر ذکر جاری ہو تو اُدھر یار سامنے ہو۔" (2) "جس ذاکر پر دورانِ ذکر راہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہیں کھلتی تو سمجھ لیں کہ وہ سیاہ دل ہے جو بُرے لوگوں میں اُٹھتا بیٹھتا ہے۔" (3) "ذکرِ خاص وہ ذکر ہے جو ہر سانس کے ساتھ کیا جائے، یہ مکر و فریب کا لباس پہننے والے گدڑی پوش ذاکر نہیں ہوتے۔" (4) "اے باھُو! ذاکرانِ الٰہی کے سامنے بھلا حجابات کہاں رہتے ہیں کہ وہ تو دائم غرق فنافی اللہ ہوتے ہیں۔"

طالب کے لئے ایسے وجود کی ضرورت ہے جو ذکرِ معبود سے آرام و قرار پکڑے، اُسے کم حوصلہ و کم ظرف وجود کی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوا کہ ذکرِ اَللّٰہُ اہل محبت عارفوں کا لباس ہے کہ اہل محبت غریب اور خدا کے حبیب ہوتے ہیں۔ غریب کون ہے؟ جس کا وجود غیر ماسویٰ اللہ سے پاک ہو۔ اہل محبت مسکین ہوتے ہیں۔ مسکین کون ہے؟ ساکن مع اللہ (اللہ کے ساتھ رہنے والا)۔ ساکن مع اللہ کون ہے؟ فقیر۔ فقیر کون ہے؟ ذاکر۔ ذاکر کون ہے؟ وہ کہ جس کے متعلق حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "جو میرا ذکر کرتا ہے مَیں اُس کا ہم مجلس ہوتا ہوں۔" اہل محبت یتیم ہوتے ہیں۔ یتیم اُسے کہتے ہیں کہ جس کے والدین فوت ہو چکے ہوں اور امید خدا کے سوا اُس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور بارگاہِ الٰہی میں اُس کے مراتب روز بروز ترقی پذیر ہوں۔ پس اہل ذکر کا وجود کم حوصلہ نہیں ہونا چاہیے اور اُسے پاک ہونا چاہیے کہ اسم اَللّٰہُ پاک ہے اور پاک وجود ہی میں قرار پکڑتا ہے۔ جو شخص اپنے مرشد کے حکم کے مطابق ذکرِ اَللّٰہُ کرتا ہے مگر اُس کا لباس

(دل) حبِ دنیا سے ناپاک رہتا ہے تو اسم اَللّٰہُ صرف چند روز اُس پر اثر کرے گا کیونکہ حبِ دنیا کی آلودگی و پلیدی و کدورت سے اُس کا دل زنگ آلود و سیاہ ہو چکا ہوتا ہے اِس لئے وہ پہلے کی طرح سیاہ کا سیاہ ہی رہتا ہے۔ ایسے میں مرشد اُس کا کیا کرے؟ ذکر صابن کی مثل ہے اور طالب کا وجود ناپاک کپڑے کی مثل ہے، اُسے خوفِ خدا کے پانی اور ذکرِ اَللّٰہُ کے صابن سے رات دن دھویا جائے ورنہ مرشد کیا کرے گا؟ سن! علما کو قرآن مجید میں سے اسمِ اعظم اِس لئے نہیں ملتا کہ اسمِ اعظم صرف وجودِ اعظم ہی میں قرار پکڑتا ہے، اگر کسی کو اسمِ اعظم مل بھی جائے اور وہ اُس کا ذکر بھی کرتا رہے تو اُس پر تاثیر نہیں کرتا کہ جس کا وجود ہی بے اعظم ہو اُس پر اسمِ اعظم کیا اثر کرے گا؟ اسمِ اعظم کے بغیر ذکر جاری نہیں ہوتا اور اسمِ اعظم صرف وجودِ اعظم ہی میں قرار پکڑتا ہے جو یا تو فقیرِ کامل مکمل کے پاس ہوتا ہے یا علمائے عامل کے پاس اور علمائے عامل فقیرِ کامل ہوتے ہیں۔ جو آدمی اسمِ اعظم پر اعتقاد نہیں رکھتا اور اللہ تعالیٰ سے بھی اعتقاد اُٹھا لیتا ہے وہ احمق ہے۔ اسمِ اعظم اُسے نصیب ہوتا ہے جو صاحبِ مستی ہو اور جو صاحبِ مستی ہے وہی صاحبِ اسمِ اعظم ہے۔ علمائے عامل اور فقیرِ کامل کے پیٹ میں حرام کا لقمہ ہرگز نہیں جاتا خواہ ظاہر باطن میں زمین و آسمان کی ہر چیز حرام ہو جائے کیونکہ یہ لوگ والیٔ ولایت ہیں، مشرق سے مغرب تک تمام عالم اُنہی کی وجہ سے قائم ہے۔ وہ محض اہلِ جہان کی گردن سے اپنا حق ساقط کرنے کی غرض سے کھاتے پیتے ہیں (ورنہ اُنہیں کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی)۔ جس طرح نبی کا حق اُمت پر ہوتا ہے اُسی طرح علمائے عامل اور فقیرِ کامل کا حق مخلوق پر ہوتا ہے۔ فقیرِ کامل وہ ہے کہ جس کے وجود میں ذکرِ سلطانی و ذکرِ حامل جاری ہو جائے۔ ذکرِ حامل کسے کہتے ہیں؟ ذکرِ حامل وہ ذکر ہے جو وجود کے ہر عضو مثلاً ہڈیوں، رگوں، مغز، جلد اور قلب و روح و سِرّ وغیرہ میں بغیر خیال کئے اور بغیر سوچے سمجھے خود بخود جاری ہو جائے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ”تم میرا ذکر کرو، مَیں تمہارا ذکر کروں گا۔“ فقیر کے نزدیک ذکرِ اَللّٰہُ کے یہ مراتب بھی بہت آسان ہیں اِس لئے ذکرِ اَلـــــلّٰـــــہُ کو

چھوڑ اور مذکور و مطلوب (ذاتِ حق) کا طالب بن۔ سن اے صاحبِ دل! تیرا دل کعبۂ اعظم ہے، اُسے بتوں (خیالِ غیر) سے پاک کر، تیرا دل بیت المقدس ہے اُسے بت گروں کی دکان مت بنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" دل تین قسم کے ہوتے ہیں یعنی قلبِ سلیم، قلبِ منیب اور قلبِ شہید۔ قلبِ سلیم وہ ہے کہ جس میں سوائے معرفتِ الٰہی کے اور کچھ نہ ہو، قلبِ منیب وہ ہے جو ہر چیز سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور قلبِ شہید وہ ہے جو ہر وقت جمالِ الٰہی کے مشاہدے میں غرق رہے اور ہر چیز میں تجلیاتِ ذات کا مشاہدہ کرے۔"

بیت:۔" اے باھُو! کثرتِ نماز و روزہ و دیگر طاعت سے پل بھر کا قلبی ذکر اَللّٰہُ بہتر ہے۔"

قلبی ذکرِ اَللّٰہُ سے نماز افضل ہے نہ روزہ، نہ نوافل نہ فرائض۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"اہلِ محبت کے دل میں (عشقِ الٰہی کی) ایسی آگ پائی جاتی ہے کہ جس کے مقابلے میں جہنم کی آگ بے حد سرد ہے۔" جس دل میں محبتِ الٰہی نہیں وہ آتشِ دوزخ میں جلے گا۔ آتشِ دوزخ اُسی کو جلائے گی جو آتشِ عشق میں نہ جلا ہوگا۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ:۔" آگ اُس شخص سے خوف کھاتی ہے کہ جس کے دل میں آتشِ عشق بھڑک رہی ہو۔"

ابیات:۔(1) "جب مَیں نے آتشِ عشق میں چھلانگ لگائی تو میرے دل کی آگ سے دوزخ کا دل جل اُٹھا۔"(2)" جو دل اسرارِ الٰہی سے غافل ہو اُسے دل نہیں کہا جا سکتا کہ وہ تو محض ایک مشتِ خاک ہے۔"(3) " دل تو خانۂ خدا ہے، تُو جن بھوت کے گھر کو دل کیوں سمجھتا ہے۔"(4)" دل کعبۂ اعظم ہے جو آب و خاک کے کعبہ سے عظیم تر ہے، ایسے ہزاروں کعبے کعبۂ دل کے اندر سمائے ہوئے ہیں۔"

یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ دل کی صورت نیلوفر کے پھول جیسی ہے۔ اُس کے پہلو میں چار خانے ہیں، ہر خانے میں زمین و آسمان کے چودہ طبقات سے وسیع تر ولایت ہے۔ ایک خانہ

نشیبِ دل میں ہے جس میں سرِّ لامکان پایا جاتا ہے۔ ہر خانے میں خزانہ الٰہی بھرا ہوا ہے۔ ہر خانے پر ایک پردہ ہے اور ہر پردے پر ایک شیطانی مؤکل ہے۔ پہلا پردہ غفلت کا ہے جس کی بنا پر انسان موت کو بھلائے رکھتا ہے، دوسرا پردہ حرص کا ہے، تیسرا پردہ حسد کا ہے، اور چوتھا پردہ کبر کا ہے۔ ان سب سے متفق ہیں خناس، خرطوم، خطرات اور وسوسہ۔ ہر خانے میں خزانہ الٰہی ہے۔ پہلا خزانہ علم ہے، دوسرا خزانہ ذکرِ اللہ ہے، تیسرا خزانہ معرفتِ الٰہی ہے اور چوتھا خزانہ فقر فنافی اللہ بقاباللہ ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" یہ وہ خناس ہیں جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں اور یہ خناس جنوں میں سے بھی ہیں اور انسانوں میں سے بھی۔" چاروں شیطانی مؤکلات کے دفعیہ کے لئے یہ چار چیزیں ہیں:۔ اوّل علمِ شریعت، دوم ذکرِ طریقت، سوم فکرِ معرفت جس سے نفس منقطع ہوجاتا ہے اور چہارم ترکِ معصیت وحبِ دنیا۔ دل کے یہ بھاری پردے اُس وقت تک نہیں ہٹتے جب تک کہ اُس پر مرشدِ کامل کی نظر نہ پڑے۔ دل اسرارِ معرفتِ وحدانیتِ الٰہی کا گنجینہ ہے کہ اِس میں اُلوہیت و ربوبیت کا اظہار ہوتا ہے۔ دانا بن اور یاد رکھ! فرمانِ الٰہی ہے:۔"اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں رکھے۔"

ابیات:۔(1)" اے باھُو! علمِ صرف ونحو پڑھ یا علمِ فقہ واصول، سوائے وصالِ حق کے اِن سے اور کوئی چیز نہ کر وصول۔"(2)" علمِ فقر کے متعلق بس اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ اپنے دل سے طلبِ خدا کے علاوہ ہر چیز کو مٹا دے۔"

حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"جب تُو میرا ذکر کرتا ہے تو گویا تُو میرا شکر ادا کرتا ہے اور جب تُو میرے ذکر سے غافل ہوجاتا ہے تو گویا تو کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔"

ابیات:۔(1)"دل، دم اور روح کو ایک ہی فکر میں غرق ہونا چاہیے کہ اِس سے دل میں ذکرِ خاص جاری ہوتا ہے۔"(2)"تجھ میں ایسا شعور بیدار ہونا چاہیے کہ تیرا ایک دم بھی حضوریِ حق سے غافل نہ ہونے پائے۔" (3) "حضوری میں بھی جان کو صدہا خطرات لاحق رہتے ہیں

خواہ یہ حضوری لامکان میں وصالِ حق ہی کی کیوں نہ ہو۔" (4) "حالتِ حضوری میں بھی شرک و کبر کی آفات ہیں اس لئے خود کو فنا کر کے فنا فی اللہ ہو جا۔"

جب عالم پر راہِ علم سے نورانی اسرار اور انوارِ الٰہی نازل ہوتے ہیں یا جب مومن کی زبان اُس کے دل سے موافقت اختیار کرتی ہے یا مومن کا دل اُس کی زبان سے یکتائی اختیار کرتا ہے تو انوارِ عشق اُس کے دل کو اپنا مسکن بنا لیتے ہیں لیکن اگر دل و جان ایک دوسرے سے اتفاق نہ کریں تو دل میں انوارِ محبت پیدا نہیں ہوتے۔ بھلا عشق میں ثابت قدم کون رہتا ہے؟ وہ آدمی ثابت قدم رہتا ہے جس کا قدم استقامت سے پیچھے نہیں ہٹتا۔

بیت:۔ "اے باھو! عاشقانِ الٰہی کا یہی تو ایک راز ہے کہ وہ ہر وقت ذکرِ ھُو میں غرق رہتے ہیں کہ اُن کا کام ہی ہر دم ذکرِ ھُو میں غرق رہنا ہے۔"

دل بھی تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک دل پہاڑ کی مثل ہوتا ہے جو اپنی جگہ سے ہرگز نہیں ہلتا، یہ عاشقوں کا دل ہے، دوسرا دل درخت کی مثل ہے جو اپنی جڑ پر ثابت رہتا ہے اور تیسرا دل پتوں کی مثل ہے جنہیں ہوا اُلٹتی پلٹتی رہتی ہے مگر وہ منتشر نہیں ہوتے۔ ایسا ہی تعلق ہے اصلِ آدم کا حق تعالیٰ کے ساتھ کہ بارگاہِ الٰہی سے جو آفت بھی آدمی پر نازل ہوتی ہے وہ اُسے استغراقِ حق سے متفرق نہیں کر سکتی۔ پس باکمال طالب مرید وہ ہے جو ظاہر باطن میں اپنے پیر و مرشد کے کسی بھی قول و فعل سے بدظن نہ ہو جیسے کہ شیخ صنان کے سب طالب مرید اُن سے بدظن و بداعتقاد ہو گئے مگر شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ ثابت قدم رہے (اور بدظن نہ ہوئے)۔ ایسے باکمال طالب مرید بہت ہی کم ملتے ہیں۔ یہ فقیر باھو کہتا ہے کہ میں تیس سال تک مرشدِ کامل تلاش کرتا رہا اور اب سالہا سال سے طالب کی تلاش میں ہوں لیکن مجھے طالب نہیں مل رہا۔

ابیات:۔ (1) "کسی نے مجھ سے طلبِ خدا کا سوال نہیں کیا ورنہ میں اُسے عرش و کرسی تک پہنچا دیتا۔" (2) "پھر راہِ خدا میں اُس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہ رہتا اور وہ غیر ما سویٰ اللہ

سے جدا ہو کر با خدا ہو جاتا۔"(3) "جو عاشق واصل بخدا ہو جاتا ہے وہ مرتا نہیں بلکہ پیار سے اپنی جان سپرد خدا کر دیتا ہے۔"(4) "اے باھُو! راہنمائی کے لئے ایسا مرد مرشد ہونا چاہیے جو خود صاحبِ ورد غرق فنافی اللہ فقیر ہو۔"

ذکرِ اللہ ھو تو آتشِ عشق کی گرمی وحرارت سے ہو کہ آتشِ عشق ومحبت کا ایک ذرہ بھی ایسی سوزش وتپ لرزہ پیدہ کرتا ہے کہ اُس کی گرمی سے ذاکر کے وجود میں سکر پیدا ہوتا ہے کیونکہ آتشِ ذکر اَللّٰہُ کی لذت جاڑے میں آگ تاپنے کی لذت جیسی ہوتی ہے جس سے ذوق پیدا ہوتا ہے۔اِس کے برعکس آتشِ تپ (بخار کی گرمی) میں قرار ہے نہ آرام بلکہ حیرت وسردردی و پریشانی و ہلاکت ہے۔راہِ مذکور حضور میں مراتب وصال ومحبت وفقر بعد میں ہیں اور خود سے اور خلق خدا سے جدائی پہلے ہے۔جب تک تُو فنا ور فنا نہیں ہو جاتا خدا تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔جس طرح چینی یا شکر میں پانی ملا کر آگ پر پکالیں تو اُس کا نام حلوہ ہو جاتا ہے، پھر اُس کا نام چینی وشکر یا پانی نہیں رہتا، اِسی طرح چینی یا شکر توحید کی مثل ہے، پانی بندے کی مثل ہے اور حلوہ معرفت وصاحبِ وصال غرق فنافی اللہ بقا باللہ فقیر کی مثل ہے۔فقر استغراقِ فنافی اللہ بقا باللہ کو کہتے ہیں۔غرق فنافی اللہ فقیر کے لئے دوزخ گرم حمام کی مثل ہے جو سردیوں میں آرام ولذت بخشتا ہے اور جنت اُس کے لئے حرام کا درجہ رکھتی ہے کہ دیدارِ مولیٰ کے بغیر مراتبِ شرف کہاں حاصل ہوتے ہیں؟ طالبانِ نفس بہت زیادہ ہیں مگر اہلِ غم طالبانِ دیدارِ مولیٰ بہت کم ہیں۔

بیت:۔"طوافِ کعبہ کے لئے تُو کہاں جاتا ہے؟ اُدھر مت جا کہ پاکیزگی تو اِدھر ہے، وہاں جا کے پتھروں سے سر کیوں پھوڑتا ہے؟ خدا تو یہاں ہے۔"

نفس کا فریب وسے خبردار ہو جا کہ وہ تجھے ہر حیلے بہانے مصیبت میں ڈالتا ہے۔

بیت:۔"اے باھُو! توحید وحدت کا پیالہ بھر کے پی جا اور دنیا وعقبیٰ دونوں کو بھول جا۔"

فقر کیا چیز ہے؟ فقر باریک ریت ہے جس پر پانی چھڑکا ہوا ہے، اُس سے پشت یا پہلو

یا پیر خاک آلودہ نہیں ہوتے اور نہ ہی اُس پر چلنے سے پیروں کو تکلیف ہوتی ہے۔" فقر کیا چیز ہے؟ فقر یہ ہے کہ تو طمع نہ کرے، اگر کوئی تجھے کچھ دے تو منع نہ کرے اور اگر تجھے کچھ ملے تو جمع نہ کرے۔اے باھُو! فقیر ہو جا اور اپنے ظاہر کو اچھے اخلاق سے سنوار۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ پیدا کرو۔" اگر پنہاں رہو تو باطن میں خضر علیہ السلام کی مانند رہو اور اگر عوام میں ظاہر رہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مانند رہو۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں عاجزی کریں کہ:۔"اے محمد کے ربّ! کاش تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو پیدا ہی نہ کرتا" تو کسی اور کی کیا مجال کہ اونچے سُروں میں بولے؟ پس معلوم ہوا کہ خود پرست آدمی ابلیس ہوتا ہے اور یقین جانیے کہ فقر کا دعویٰ کرنے والا اہل دوکان شیطان کا ساتھی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"حق بات کہنے سے چپ رہنے والا گونگا شیطان ہے۔" طالب اللہ وہ ہے جو سب سے پہلے آدمی ہو پھر بااَدب و صاحبِ شعور ہو، پُر خطر و حلقہ بگوش ہو، گلے میں طوقِ بندگی ڈالے ہوئے خاموش ہو اور ہر وقت برزخِ فنا فی الشیخ اور برزخِ فنا فی اللہ کے تصور میں غرق ہو۔ برزخ (نقش) اسم اللہ ذات یہ ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللّٰہُ　　اللّٰہ

جلّ جلالہٗ

اسم اللہ بس گراں است بے بہا
ایں حقیقت را بداند مصطفیٰ
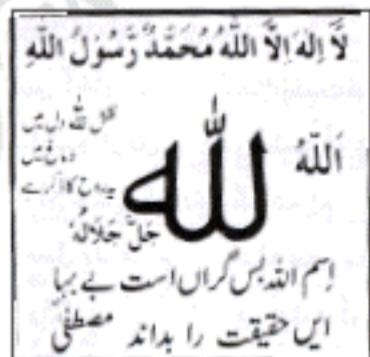
باب ہشتم

احوالِ ذکرِ عشق ومحبت وفقر فنافی اللہ وصال

جان لے کہ عشق بلند پروازی کا نام ہے، مکھی چاہے ہاتھ ملے یا سر مارے یا ہزار ہا اڑانیں بھرتی پھرے پروانے یا شہباز کے منصب ومرتبے پر نہیں پہنچ سکتی- اسی طرح زاہد جتنی بھی ریاضت کرلے صاحب راز نہیں بن سکتا- جان لے کہ عشق کی تعلیم مدرسے کے کسی بھی امام نے نہیں دی کیونکہ عشق ایک بارِ گراں ہے- عشق کی ریت جہان بھر سے بیگانگی ہے- جان لے کہ عاشق مرگِ جان کا طالب ہوتا ہے کہ اُسے لامکان میں پہنچنا ہوتا ہے (اور لامکان میں مر کر ہی پہنچا جا سکتا ہے)- مرگِ عاشق باعثِ وصل ہے جس طرح کہ دہقان کی خوشی کا باعث زرعی فصل ہے- عاشق فقیر ہوتا ہے- فقیر کس مذہب وملت سے تعلق رکھتا ہے؟ فقیر کا مذہب دہقانی ہے- دہقانی مذہب کون سا ہے؟ دہقان جس چیز کا بیج بوتا ہے اُسی کی فصل اُٹھاتا ہے- حضور علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام کا فرمان ہے:-"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے-" عشق بھی صراف کی مثل ہے جو کھوٹے سونے کو کھوٹا دکھاتا ہے اور کھرے کو کھرا-

ترانۂ عشق:-" ہر انتہا میری ابتدا ہے- میرے راز کا محرم کوئی نہیں، کہاں مکھی اور کہاں میرا شہباز؟ مَیں اُس کے عشق کا پروانہ ہوں، اپنی جان سے بیگانہ ہوں- کونین (دونوں جہان) میری طے کا ایک قدم ہیں، اَللّٰہ میرے لئے کافی ہے، مجھے اور کچھ نہیں چاہیے کہ مَیں اپنے نفس کی گردن اُڑا چکا ہوں، مَیں اُس کے عشق کا پروانہ ہوں، اپنی جان سے بیگانہ ہوں- زاہد وصالِ حق سے بہت دور ہے، وہ عاشق کے مراتب وصل سے بے خبر ہے کہ اُس کی تگ ودو اسی جہان تک محدود ہے، اس کے برعکس مَیں وحدتِ حق کا پروانہ ہوں، اپنی جان سے بیگانہ ہوں -بالائے عرش

میری شان وشوکت کے ڈنکے بجتے ہیں کہ میری گزر بسر وحدتِ حق کے اندر ہے۔ سن میرے یار! میری بات غور سے سن کہ وحدتِ حق میرا گھر ہے۔ مَیں آتش عشق کا پروانہ ہوں، اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔ اِس علم کو اپنے دل سے دھو ڈال اور پورے شوق سے اسم اَللّٰہُ ذات کو وِردِ جان بنالے تاکہ تُو وحدتِ حق کی ندی بن جائے۔ مَیں اپنی جان محبوب کے حوالے کر چکا ہوں کہ مَیں اُس کے عشق کا پروانہ ہوں، اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔ اے عالم! اپنا علم اِن جاہل بیل گدھوں کو سونپ دے اور خود عشقِ حق کے سوا ہر چیز سے دست بردار ہو جا۔ مَیں اُس کے عشق کا پروانہ ہوں، اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔ اے باھُوؒ! مَیں یاھُوْ (ذاتِ حق) کا یار بن گیا ہوں، میرا بخت جاگا تو مجھے اپنے دلدار کی ہم نشینی نصیب ہوگئی کہ مَیں اُس کے عشق کا پروانہ ہوں، اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔ اگر آتش عشق مجھے جلائے تو مَیں دم کیوں ماروں؟ نہ ہی مَیں بلبل ہوں کہ ہجر و فراق کے نغمے گاؤں، مَیں اُس کے عشق کا پروانہ ہوں، اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔''

جان لے کہ عاشق فقیر خدا کا بھید ہے، جو اِس بھید کو پالیتا ہے وہ اُسے پہچان لیتا ہے اور اُس کی معیت اختیار کر لیتا ہے۔ اِس بھید کو وہی پاتا ہے جو اپنے سر کی پرواہ نہیں کرتا۔ جو اِس بھید کو فاش کرتا ہے بھید اُس کا سر لے لیتا ہے۔ جان لے کہ اسم اَللّٰہُ قرآن مجید کی غیر متشابہ آیات میں چار ہزار مرتبہ آیا ہے۔ جو فقیر تصدیقِ دل اور اقرارِ زبان کے ساتھ شوق و محبت سے اسم اَللّٰہُ کا ذکر کرتا ہے اور ہر آتی جاتی سانس کے ساتھ تصورِ اسم اَللّٰہُ میں مشغول رہتا ہے وہ گویا ہر سانس کے ساتھ قرآن مجید کے چار ہزار ختم کرتا ہے۔ ایسا حافظِ رحمانی، حافظِ قرآنی، ساکن لامکانی، زندہ جاودانی ذاکر اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے جو اللہ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اُس سے محبت کرتا ہے۔ سارا قرآن مجید اسم اَللّٰہُ میں پایا جاتا ہے، چنانچہ پورا قرآن بسم اللہ ہے کہ قرآن کی ابتدا حرف ''ب'' سے ہے، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور انتہا حرف ''س'' ہے مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ○ فقیر صاحبِ تحصیل ہوتا ہے اور عالم صاحبِ تفصیل ہوتا ہے۔ فقیر اللہ تعالیٰ کی طبع سے متصف ہوتا

ہے اور عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبع سے متصف ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ظلِ اللہ بادشاہ دونوں اُولِی الْاَمْرِ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُولِی الْاَمْرِ کی طبع اللہ تعالیٰ کی طبع یعنی فقر کے تابع ہے۔ فقرائے فنا فی اللہ غیر ماسوی اللہ کے لحاظ سے فنا ہوتے ہیں۔ بیت:-

"اگر حالتِ وصال میں ہر چیز کا خوف لاحق رہے تو فقر فنا فی اللہ ہونا محال ہے۔"

اگر فقیر خدا سے جدا رہے تو محتاج ہوتا ہے اور اگر اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ [1] کے مرتبے پر پہنچ جائے تو فرمانِ الٰہی وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ [2] کا مظہر بن کر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ [3] کے مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے اور اسے اپنا ہر مقصود حاصل رہتا ہے۔ اِس مقام پر وہ نفس و دنیائے مردود سے جدا ہو کر خلوت نشین ہو جاتا ہے۔ ایسی مبارک خلوت میں نہ وہ خدا ہوتا ہے نہ خدا سے جدا ہوتا ہے۔ اُس کی اِس حالت کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ جیسے چہرہ آئینے میں ہو یا آئینہ چہرے کے روبرو، یا آئینہ آئینے کے رُوبرو ہو، یا بارش کا قطرہ کہ اگر دریا میں گرے تو قطرہ نہیں رہتا بلکہ دریا بن جاتا ہے۔ حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "انسان میرا بھید ہے اور مَیں انسان کا بھید ہوں۔" فقر کیا چیز ہے؟ فقر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ورثہ ہے جس کی ابتدا بھی شریعت اور انتہا بھی شریعت ہے۔ کامل و پختہ مرد وہ ہے جو کسی بھی حالت میں شریعت سے قدم باہر نہ رکھے خواہ وہ وقتِ الست سے صاحبِ اسرار ہو کر حالتِ سکر و مستی میں ہو یا حالتِ قبض و بسط میں ہو یا حالتِ عشق و محبت میں ہو۔ اگر وہ شریعت سے باہر قدم رکھے گا تو اُس کے تمام مراتبِ خاص سلب ہو جائیں گے خواہ وہ حالتِ سکر میں سرگردان ہی کیوں نہ نظر آتا رہے۔ رزق تو مقدر ہو چکا اُس کے لئے سرگردانی کیسی؟ خدا خود پہنچاتا ہے اُس کی جستجو کیسی؟ رزق تو آدمی کو اِس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح کہ موت۔ موت آدمی کو کہیں بھی نہیں چھوڑتی،

---

[1]:- ترجمہ = جب فقر اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔ [2]:- ترجمہ = اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔ [3]:- ترجمہ = بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

رزق بھی آدمی کو موت کی طرح کہیں نہیں چھوڑتا۔ راہِ فقر میں انسان کو تین مشکل مقامات پیش آتے ہیں۔ اوّل مقامِ دنیا کہ اس میں رجوعاتِ خلق اور اہلِ دنیا سے جان چھڑانا مشکل ہوتا ہے۔ یہ مقامِ ناسوت ہے، اگر آدمی اس میں مشغول ہو جائے تو اہلِ ناسوت ہی رہتا ہے۔ دوم مقامِ عقبیٰ کہ اس میں باطنی مشاہدات نصیب ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو خواب یا مراقبہ میں باغ و بہارِ بہشت نظر آئے اور وہ اُسے پسند کر بیٹھے تو وہ اہلِ ملکوت و اہلِ جبروت ہی رہتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ طالب اللہ کو راہِ فقر میں جو مقام بھی پیش آئے اُس پر اعتماد نہ کرے اور نہ ہی اُس پر مطمئن ہو کر بیٹھ رہے بلکہ آگے بڑھ کر مقامِ لاہوت پر پہنچے کہ بندہ جب لاہوت میں پہنچتا ہے تو طالبِ مولیٰ مذکر بنتا ہے اور جسے مولیٰ مل گیا وہ مالکِ کل ہو گیا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ فقر کیا چیز ہے؟ فقر ایسی نادر شے ہے کہ اس کی خاطر مخدومِ جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ نے چودہ طبق کھوج مارے مگر مراتبِ فقر تک نہ پہنچ سکے۔ اگر فقر میں انصرام (تعطل یا انقطاع) ہوتا تو گمنام ہوتا۔ فقر کی خاطر سلطان ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ نے بادشاہی کو چھوڑ کر سرگردانی اختیار کی، فرزند سے ہاتھ دھوئے اور مرتبۂ فقر پر پہنچے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے تمام عمر زہد و ریاضت میں گزار دی حتیٰ کہ اپنے نفس کی کھال تک کھینچ ڈالی لیکن مراتبِ فقر تک نہ پہنچ سکے۔ حضرت بہاؤ الدینؒ اور شاہ رکن عالمؒ راہِ فقر میں جان ہار بیٹھے لیکن مراتبِ فقر تک نہ پہنچ سکے۔ حضرت رابعہ بصریؒ حالتِ خواب میں بلاواسطہ مراتبِ فقر پر جا پہنچیں اور حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ شکمِ مادر ہی میں مراتبِ فقر پر سرفراز ہوئے اور اہلِ فقر ہو کر شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاسداری میں مقامِ محبوبیت پر پہنچے اور بارگاہِ الٰہی سے فقیر محی الدین کا خطاب پایا۔ پس فقر کو مالک الملکی مراتب حاصل ہیں۔ فقر کا تعلق غوثیت یا قطبیت یا کشف و کرامات سے نہیں بلکہ عین ذاتِ حق تعالیٰ سے ہے۔ فقر عطائے الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے خواہ کوئی جی بھر کے کھاتا پیتا رہے یا فاقہ کشی کرتا رہے۔

بیت :-" مَیں بڑی آسانی سے مراتبِ فقر پر پہنچا، اچھی طرح فقر کا مشاہدہ کیا، ہم نشین فقر ہوا اور فقر سے ہمکنار ہوا- مَیں صاحبِ فقر تھا، صاحبِ فقر ہوں اور صاحبِ فقر رہوں گا، میری عاقبت بھی فقر ہے-"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے :-"الٰہی مجھے مسکینی کی زندگی دے، مسکینی کی موت دے اور حشر کے روز بھی مجھے مسکین ہی رکھنا-" فقر کا تعلق نہ تو خرید وفروخت سے ہے، نہ خود فروشی سے ہے، نہ وعظ ونصیحت وخاموشی ودلق پوشی سے ہے، نہ شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت و سکر وبے ہوشی سے ہے، نہ بدعت وگمراہی وجُرم پوشی وشراب نوشی سے ہے، نہ رسم ورسوم وصحو وسکر و منزل ومقامات سے ہے، نہ علم وجہالت وشش جہات سے ہے، نہ ذکر فکر وحضور وصال وعبادت و نیک خصال سے ہے، نہ وقت وحال واحوال سے ہے اور نہ ہی مراقبہ ومحاسبہ وحساب کتاب سے ہے بلکہ فقر تو خود سے فنا ہو کر فنا فی اللہ بقا باللہ ذات ہونے کا نام ہے اور یہ مرتبہ محض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم ہی سے کسی کو بخشا جاتا ہے-

بیت :-"اے باھُو! میرے دل پر تو ہر وقت انوارِ الٰہی کی لاکھوں تجلیات برستی رہتی ہیں، یہ موسیٰ علیہ السلام کس طرح ان تجلیات سے بیگانہ رہے اور کوہِ طور پر رَبِّ اَرِنِــــیۡ[1] کا تقاضا کرتے رہے؟"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر جا کر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی نصیب ہوا کرتی تھی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت کے فقیر ہیں کہ ہر وقت حضوری حق سے مشرف رہتے ہیں-

ابیات :- (1)" اے باھُو! ہم ہر وقت حضوری حق سے ہمکنار رہتے ہیں جب کہ موسیٰ علیہ السلام حضوری حق سے بہرہ مند ہونے کے لئے کوہِ طور کے پتھروں پر سجدے کرتے رہے-"(2)"مجھے کیا ضرورت ہے کہ دیدارِ الٰہی کی خاطر رَبِّ اَرِنِــیۡ کے تقاضے کرتا پھروں کہ

[1] :- ترجمہ = الٰہی مجھے اپنا دیدار کرا دے-

مَیں تو ظاہر باطن میں غرق فنافی اللہ فقیر ہوں۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"تم بہترین اُمت ہو تمام اُمتوں میں سے۔"فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" مَیں اپنے بندے کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں۔" ابتدائے فقر اشتیاق مشتاق ہے اور انتہائے فقر مراتبِ فنافی اللہ ذات کا استغراق ہے۔ ابتدائے فقر علم ہے اور انتہائے فقر مراتبِ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ [1] تک رسائی ہے۔ ابتدائے فقر فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ [2] اور انتہائے فقر قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ [3] ہے۔ ابتدائے فقر ازل ہے اور انتہائے فقر ابد ہے۔ ابتدائے فقر خاموشی ہے اور انتہائے فقر خونِ جگر نوشی ہے۔ ابتدائے فقر جامہ کثیف ہے اور انتہائے فقر جامہ لطیف ہے۔ ابتدائے فقر ولایت ہے اور انتہائے فقر لانہایت ہے۔ ابتدائے فقر ترک ہے، متوسطِ فقر فرق ہے اور انتہائے فقر بتوحید غرق ہے۔ ابتدائے فقر طلب وطالب ہے، متوسطِ فقر مطلب ومطالب ہے اور انتہائے فقر قلب بہ منزلہ قالب بر نفس غالب ہے۔ ابتدائے فقر مجوب ہے۔ متوسطِ فقر مجذوب ہے اور انتہائے فقر محبوب ہے۔ حقیقتِ اسرارِ فقر یکتائی نسخہ دل ہے جس کی دریافت بغیر مرشدِ کامل مشکل ہے کہ مرتبہ فقر نہ تو کسی کتاب کی سطور وحروف واوراق کے مطالعہ سے ہاتھ آتا ہے اور نہ ہی ذکر فکر اور مستیِ حال میں غرق ہونے سے نصیب ہوتا ہے۔ ابتدائے فقر فنا ہے، متوسطِ فقر راہ ہے جو ہر دوجہان سے جدا ہے اور انتہائے فقر یکتا بخدا ہے۔ تمام عالم تین قسم کے افراد پر مشتمل ہے، (1) اہلِ دنیا جو دنیا کی خبر دیتے ہیں، (2) علما اہلِ عقبیٰ جو لذاتِ حور وقصور ومیوہ جاتِ بہشت کی خبر دیتے ہیں اور (3) اہلِ فقر فقرا جو اَللّٰہ کی خبر دیتے ہیں۔ حرصِ دنیا آخرت کا عذاب ہے، منتہی طالب فقر کے لئے فکرِ عقبیٰ سراسر حجاب ہے۔ اِن دونوں (حرصِ دنیا اور فکرِ عقبیٰ) کو چھوڑ دے، یہی تیرے لئے بہتر ہے کیونکہ سب سے پہلے علائق دنیا

[1]:۔ ترجمہ = اللہ تعالیٰ ہر غیب وحاضر کو جانتا ہے اور وہ رحمٰن ورحیم ہے۔ [2]:۔ ترجمہ = پس دوڑو اللہ کی طرف۔ [3]:۔ ترجمہ = اے نبی! آپ فرمادیں کہ اَللّٰہُ واحد ذاتِ حق تعالیٰ ہے۔

سے قطع تعلق ہے اور اس کے بعد وصالِ حق تعالیٰ ہے۔ فقراً کے لئے غرق فی التوحید ہونا بہتر ہے ہزار مراتب موسیٰ کلیم اللہ محرم کلام الٰہی سے کہ غرق فی التوحید ہونا مرتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جو فقر کی معراج ہے۔ صاحبِ فقر پر دنیا و عقبیٰ دونوں حرام ہیں۔ ابتدائے فقر عبودیت ہے اور انتہائے فقر ربوبیت ہے۔

بیت:۔ "پہلے میں چار تھا، پھر تین ہوا، پھر دو ہوا اور جب دوئی سے بھی نکل گیا تو یکتا بخدا ہو گیا۔"

ابتدائے فقر اشک ہے اور انتہائے فقر عشق ہے، ابتدائے فقر تصور ہے اور انتہائے فقر تصرف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "قریب ہے کہ فقر کو کفر سمجھ لیا جائے۔" فقیر وہ ہے کہ جس کے وجود میں شریعت پنہاں ہو، بظاہر اگرچہ وہ مست الست ہو بباطن وہ ساکن لامکان ہو۔ ابتدائے فقر علم الیقین و عین الیقین ہے اور انتہائے فقر حق الیقین ہے۔ ابتدائے فقر اَنا ہے اور انتہائے فقر فنا ہے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [1]۔ پس جو مر جاتا ہے اُس سے ہر چیز ساقط ہو جاتی ہے۔ فقیر وہ ہے جو فرائض میں کوتاہی نہ کرے خواہ وہ فرائض دائمی ہوں، وقتی ہوں، ماہی ہوں، فصلی ہوں یا سالی ہوں۔ تمام فرائض میں سے افضل ترین فرض خدائے تعالیٰ کو حاضر ناظر جاننا ہے اور افضل ترین سنت راہِ خدا میں گھر بار کو صدقہ کرنا ہے۔ ابتدائے فقر صدق و یقین ہے اور انتہائے فقر خدائے تعالیٰ کی ہم نشینی ہے۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریؒ سے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا:۔ "اے رابعہ! کیا تو مجھ سے محبت رکھتی ہے؟" حضرت رابعہؒ نے عرض کی:۔ "اے اللہ کے رسول! کیا یہ بھی ممکن ہے کہ میں آپ سے محبت نہ کروں؟ ہاں البتہ میرا دل محبت الٰہی میں اس قدر محو ہے اور میں توحید فنا فی اللہ میں اس قدر غرق ہوں کہ مجھے دوستی و دشمنی کی خبر تک نہیں رہی۔"

---

[1] :۔ ترجمہ = مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

سن! فقرا کا وجود قدرتِ الٰہی کا نمونہ ہے، وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ سرِّ فقرا سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے ہے۔ فقیر باھُو کہتا ہے کہ مقامِ فقر استغراق فنا فی اللہ کا منفرد مقام ہے جو تمام نقبا، عقبا، ابدال، اوتاد، اخیار، عمدا، غوث، قطب، شیخ مشائخ، عابد، زاہد اور اہلِ تقویٰ سے اعلیٰ و بالاتر ہے کہ فقیر ولایتِ وحدت کا والی ہوتا ہے۔ فقیر منفرد مذکر مرد ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے صاحبِ قابَ قوسین او ادنیٰ اعلیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے حکم کے تابع ہوتا ہے۔ منفرد فقیر کا نام ہی نور الہدیٰ ہے۔

بیت:۔" میرا یار مجھ سے بغل گیر ہے، مَیں عین اُسی کو دیکھتا ہوں۔ مجھے جہاں بھی مشکل پیش آتی ہے میں اُسے آسانی سے حل کر لیتا ہوں۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول ہے اور وہ عزیز و حکیم ہے۔"

ابیات:۔(1) "اگر باھُو میں سے پہلے دو حرف "ب" اور " ا " کا پردہ اُٹھا دیا جائے تو باقی "ھُوْ" رہ جاتا ہے۔"(2) "باھُو کے سامنے کوئی پردہ باقی نہیں رہا اور وہ باھُو سے "یاھُوْ" بن گیا ہے کہ وہ ہر وقت ذکرِ "یاھُوْ" میں غرق رہتا ہے۔"(3) "جس شخص کے وجود میں ذکرِ "ھُوْ" جاری ہو جاتا ہے اس کا وجود نورِ ذات میں ڈھل جاتا ہے۔"(4) "اُس کا جسم و جان اور تمام وجود تجلّی نور بن جاتا ہے اور وہ لاہوت لامکان میں پہنچ جاتا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"اللہ تعالیٰ کی آیات میں تو غور و فکر کرو مگر اُس کی ذات میں غور و فکر مت کرو۔"

بیت:۔"باھُو ذکرِ "ھُوْ" سے جان سوزی و مغز سوزی کرتا ہے کہ عاشقوں کی برات ہی عشق میں جان سوزی ہے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ " اَللّٰہُ (اسم اللہ ذات) نہیں ہے مگر "ھُو" (ذاتِ حق تعالیٰ)

جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔"

ابیات:-(1) "جو شخص چاہتا ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی دوستی نصیب ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ ہر وقت نمازِ دائمی (تصورِ اسم اَللّٰہُ) میں مشغول رہے۔" (2) "اُس کا تن، اُس کا دل اور اُس کا سر غرض اُس کے وجود کا ہر عضو تصورِ اسم اللہ ذات میں غرق رہے۔" (3) "اے باھوؒ! ہمارے لئے تو نمازِ دائمی بھی ایک حجاب ہے کہ ہم وہ جانباز ہیں جو ہر وقت حضوریٔ حق میں غرق رہتے ہیں۔"

اگر کوئی اِس مرتبے پر پہنچ جائے تو اُس پر لازم ہے کہ وہ ایک وقت سے دوسرے وقت تک نمازِ وقتی کا منتظر رہے ورنہ اُس کا یہ مرتبہ سلب کر لیا جاتا ہے اور وہ استدراج کا شکار ہو جاتا ہے - نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا (مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) -جان لے کہ شوق و محبتِ الٰہی ایک روشن چراغ ہے اور رجوعاتِ خلق اور کشف و کرامات آندھی ہے۔ جس نے محبتِ الٰہی کے اِس چراغ کو خانۂ شریعت میں محفوظ نہ رکھا تو یہ بجھ جائے گا، آندھی اسے بجھا دے گی اور اِس کی روشنی برباد ہو جائے گی۔ اہل ایمان کے لئے پانچ چیزیں باعثِ زوال ہیں۔ جس نے اِن کو بند نہ کیا اُس پر راہِ فقر نہ کھلے گی۔ وہ پانچ چیزیں کون سی ہیں؟ وہ حواسِ خمسہ ہیں یعنی سننے، دیکھنے، چکھنے، سونگھنے اور چھونے کی حسیں۔ یہ پانچوں چور ہیں جو وجود کے اندر نفس کے ساتھی ہیں۔ اِن پانچوں سے توبہ کرانی چاہیے یعنی کان توبہ کریں، آنکھیں توبہ کریں، زبان توبہ کرے، ہاتھ توبہ کریں اور پیر توبہ کریں۔ جن باتوں کا سننا درست نہیں اُنہیں مت سنے، جن چیزوں کا دیکھنا درست نہیں اُنہیں مت دیکھے، جن باتوں کا کہنا درست نہیں اُنہیں مت کہے، جن چیزوں کا پکڑنا درست نہیں اُنہیں مت پکڑے اور جہاں جانا درست نہیں وہاں مت جائے۔ سن! عالم فاضل، قاضی مفتی اور حاکم بادشاہ شریعت کے مطابق لوگوں کا محاسبہ ہزار ہا مرتبہ کرتے ہیں لیکن اپنا محاسبہ عمر بھر ایک بار بھی نہیں کرتے۔ صرف فقرا ہی ہیں جو ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے ہیں - اِس

محاسبہ میں عشق کا قاضی حکم دیتا ہے کہ نفس کو قتل کر دیا جائے۔ محبت کا مفتی فتویٰ دیتا ہے کہ نفس کی گردن ماردی جائے۔ ذکر فکر کا حاکم حکم دیتا ہے کہ نفس کو اخلاص باللہ کی زنجیر سے باندھ کر قید کر دیا جائے اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اشارت و بشارت دیتی ہے کہ نفس کے گلے میں طوقِ بندگی ڈال دیا جائے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے اُن لوگوں پر جو دوسروں کا محاسبہ کرتے ہیں اور انہیں عذاب قید میں مبتلا کرتے ہیں لیکن اپنا محاسبہ نہیں کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" میری اُمت پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ قرآن بھی پڑھیں گے اور مساجد میں نمازیں بھی پڑھیں گے لیکن اُن کے دل ایمان سے خالی ہوں گے۔" سن! بکثرت پارسائی اور زیادہ علم حاصل کرنا فرض نہیں ہے اور نہ ہی بکثرت اطاعت کرنا فرض ہے البتہ علم پر عمل کرنا اور گناہوں سے بچنا فرض ہے۔ پارسائی اور علم اُسی کے پاس ہے جو خود کو گناہوں سے بچاتا ہے کہ گناہوں سے بچنا فرض ہے۔ جو شخص اپنی راتیں نماز میں اور دن روزے سے گزارتا ہے لیکن گناہوں سے باز نہیں آتا اور ہر وقت گناہوں میں ڈوبا رہتا ہے تو اُس کے نماز روزے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ طالبِ دنیا استاد سے علم نہیں سیکھنا چاہیے کہ فرمایا گیا ہے:۔" صحبت کی تاثیر ہوتی ہے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" راہِ حق کی طرف لوگوں کو حکمت اور دانائی سے بلاؤ۔" اِسی طرح طالبِ دنیا مرشد یا بادشاہ و ملوک و امرأ کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے مرشد سے تلقین نہیں لینی چاہیے کہ اُس کے وجود میں اُن کی مجلس کی تاثیر ضرور ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" حبِ دنیا ظلمت ہے۔" دنیا کی مرادوں کے پیچھے وہ آدمی بھاگتا ہے جو بے شرم ہو۔ اگر کوئی اہلِ دنیا کسی طالب اللہ سے کہے کہ دنیا قبول کر لے ورنہ مَیں تیری گردن اُڑاتا ہوں تو طالب اللہ کے لئے بہتر ہے کہ وہ مرنا قبول کر لے لیکن دنیا قبول نہ کرے کہ دنیا خدا کی دشمن ہے اور اُس پر اللہ کا غضب ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو ہر روز ستر بار حکم دیتا ہے:۔" خبردار! میرے دوستوں کے قریب مت جا، اُن سے دور رہ اور اُن کے سامنے خود کو بد صورت و بد نما و روسیاہ بنا کر پیش کر تا کہ میرے

دوست تجھ سے گریز کریں اور تجھے نہ چاہیں، تجھ سے توبہ کریں اور تیرے ساتھ واسطہ نہ رکھیں۔ میں تیرے دوستوں کو نہیں چاہتا، تو بھی میرے دوستوں کو نہ چاہ۔" پس جو عالم علم سے دنیا کا فائدہ اُٹھاتا ہے اُس سے دین کا فائدہ اُٹھ جاتا ہے۔ جو شخص اِس بہانے مال و دولت جمع کرتا ہے کہ میں اِس سے مستحق مسلمان فقیروں اور مسکینوں کی حاجت روائی کروں گا تو یہ محض اُس کا مکر و فریب ہے جس سے وہ بکثرت مال جمع کرتا ہے۔ اہلِ دنیا کو طاعت، ذکر فکر اور خلوت میں مزہ نہیں آتا۔

ابیات:۔ (1) "اے باھُو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنیا کو تین طلاقیں دیں، بھلا جس عورت کو تین طلاقیں دے دی جائیں اُسے قبول کرنا کہاں روا ہے؟" (2) "دنیا کو ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق۔ جو شخص دنیا کو اچھا سمجھتا ہے وہ منافق ہے۔"

جان لے کہ سوال دو قسم کا ہے، (1) طلبِ حرام کا سوال:۔ یہ سوال حرام ہے۔ اِس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "سوال کرنا حرام ہے۔" مطالباتِ شیطانی کے لئے سوال، ہوائے نفسانی کے لئے سوال، کھانے پینے اور حظِ دنیائے فانی کے لئے سوال اور اِس سے ملتے جلتے دیگر تمام سوال حرام ہیں۔ (2) طلبِ حلال کا سوال:۔ یہ سوال حلال ہے۔ جو سوال محبتِ الٰہی کی طلب میں اللہ تعالیٰ سے کیا جائے مطلق حلال ہے۔ اگر یہ سوال حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہرگز نہ فرماتا:۔ "سوالی کو مت جھڑکو۔" فقیر کا سوال بھی ذکرِ اَللّٰہُ ہے اور ذکرِ اَللّٰہُ حلال ہے۔ نیکی کی راہ دکھانے والا بھی نیکی کرنے والا ہوتا ہے لیکن فقیر کے اوصاف کیا ہیں؟ فقیر ہمیشہ نفس کافر سے جنگ و جہاد و لڑائی کرتا رہتا ہے جس سے اُس کا نفس پریشان و بے قرار رہتا ہے۔ وہ ایک عاشق غازی ہوتا ہے جو ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی ہوتا ہے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والا مفتی قاضی ہوتا ہے۔ عاشق روزِ ازل سے راضی بقدر و قضا طالبِ خدا ہوتا ہے جو ہر وقت ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول رہتا ہے اور ایک دم کے لئے بھی ذکرِ اَللّٰہُ سے غافل نہیں ہوتا۔ ایسے عاشق فقیر پر لازم

ہے کہ وہ طہارتِ دل کے ساتھ گداگری کرے۔ جس فقیر میں یہ اوصاف نہیں اُس پر گداگری حرام ہے کہ وہ نفس پرست حرامزادہ ہے۔

بیتِ باھُو:۔" ہم اپنے نفس کو دربدر کی گدائی سے ذلیل وخوار کرتے ہیں کہ وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اُس کے دشمن ہیں۔"

گداگری اُس طالبِ علم پر حلال ہے جو طلبِ دنیا کی بجائے محض رضائے الٰہی کی خاطر علم حاصل کرتا ہے۔ ایسے طالبِ علم کا وجود اُس کے ظاہر باطن کی گواہی دیتا ہے۔ جو شخص طلبِ دنیا کی خاطر علم حاصل کرتا ہے اُس پر گداگری وسوال حرام ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اے نبیؐ! آپ فرما دیں کہ متاعِ دنیا قلیل ہے۔"اور اُس کا طالب بخیل ہے۔ طالب اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل پر تصور سے ننانوے اسمائے باری تعالیٰ کا نقش جمائے تا کہ اُس کا دل حبِ دنیا سے پاک ہو جائے۔" لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ○ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ "جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ کا نقش اپنے دل پر جما کر اُس کا مطالعہ کرتا رہتا ہے وہ صاحبِ محبت وصاحبِ شوق ہو جاتا ہے۔

ابیات:-(1)"اے باھُو! الف (اَللّٰہُ) ہی تیرے لئے کافی ہے، تُو "ب" (غیرِ حق) کی جستجو مت کر۔ اَللّٰہُ کے سوا ہر چیز کا نقش اپنے دل سے مٹا دے۔"(2)"اے باھُو! ہمارا ایمان ہی ذکرِ اَللّٰہُ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرم نوازی سے ہی نصیب ہوتا ہے۔"(3)" میرا ارادہ ہوا کہ جا کر خانہ کعبہ کا طواف کر آؤں تو خانہ کعبہ سے آواز آئی کہ پہلے اپنے دل کو (نقوشِ غیر سے) پاک کر اور پھر میرے پاس آ۔"(4)" کعبہ ہمیشہ اُسی شخص کے مدِ نظر رہتا ہے جو اپنے دل کو صاف رکھتا ہے اور صاف دل وہ ہے جو نفس کی مخالفت کرے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:-"اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ پہلے نہ جانتا تھا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-"مجھے جو کچھ سکھایا، میرے ربّ ہی نے سکھایا۔"

شرحِ کلمہ طیب

سب سے افضل ذکر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-(1)"جو شخص نماز پڑھنے کے بعد بلند آواز سے مد کھینچ کر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر کرتا ہے اُس پر آتشِ دوزخ حرام ہے۔"(2)"جو شخص کلمہ طیب کا ذکر کرتا ہے اُس کا ٹھکانہ جنت ہے۔"(3)" کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے چوبیس حروف ہیں اور دن رات کے چوبیس گھنٹے ہیں۔ جب انسان کہتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو کلمہ طیب کا ہر حرف اُس کے ہر گھنٹے کے گناہوں کو جلا کر اس طرح ختم کرتا ہے جس طرح کہ آگ لکڑی کو جلا کر ختم کرتی ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-(1)"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کلمہ طیب میری پناہ گاہ ہے جو کوئی اس پناہ گاہ میں آ جاتا ہے وہ میرے غضب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔"(2)"جو شخص ایک ہی نشست میں چالیس بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ لیتا ہے اُس کے ستر سال کے گناہ بخش دیے جاتے

ہیں۔"اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتدا و انتہا کا تمام علم دین میں رکھ دیا گیا ہے اور دین کلمہ طیب میں ہے۔ تمام کتابیں کلمہ طیب کی شرح ہیں۔ تیرا محبوب ہر وقت تیرے ساتھ ہے، اگر تُو اُسے دیکھنا چاہتا ہے تو اُسے اپنے آئینۂ دل میں تلاش کر لیکن یاد رکھ کہ جو آئینہ زنگار و کدورت سے آلودہ ہو کر سیاہ ہو جاتا ہے اُس میں انوارِ یار کے جلوے نمودار نہیں ہوا کرتے۔ پس تجھے چاہیے کہ اپنے آئینۂ دل کو صاف کر کے کدورت سے پاک رکھ کہ پاک دل میں خطراتِ بد پیدا نہیں ہوتے۔ جو شخص زندگی میں سو بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے ساتوں اندام پر آتشِ دوزخ حرام کر دیتا ہے۔ بندہ جب کلمہ طیب کا ذکر کرتا ہے تو کلمہ طیب جا کر عرشِ الٰہی کے ستون کو ہلاتا ہے، بارگاہِ الٰہی سے فرمان ہوتا ہے:۔" اے ستون تھم جا۔" ستون عرض کرتا ہے:۔"الٰہی! جب تک تُو ذاکرِ کلمہ طیب کو بخش نہیں دیتا مَیں کس طرح تھم سکتا ہوں؟" فرمان ہوتا ہے:۔" مَیں نے اُسے بخش دیا۔" کلمہ طیب بہشت کی چابی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ جو شخص کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے اُسے دوزخ کی آگ ہرگز نہیں جلاتی۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔(1)" (رسمی و رواجی طور پر) کلمہ طیب پڑھنے والے تو کثیر ہیں مگر اخلاص سے کلمہ طیب پڑھنے والے بہت قلیل ہیں۔"(2)" جس نے کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ لیا وہ بلا حساب و بلا عذاب جنت میں داخل ہو گیا۔"

جس شخص کو تصدیقِ دل حاصل نہیں اُس کے زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"اقرار زبان سے کرو اور تصدیق دل سے کرو۔" اگر روپیہ کے سکے پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی مہر[1] درست و صاف ہو مگر اس کے اندر سیم و زر کھوٹا ہو اور اُسے آگ میں تپا کر پانی میں ڈالا جائے تو کھرا ہونے کی صورت

[1]:۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں کرنسی کے سکوں پر کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا جاتا تھا۔

میں جوش دکھاتا ہے اور اگر کھوٹا ہو تو سیاہ و شرمندہ ہو کر خاموش رہتا ہے۔ پس ہر چیز کا دارومدار تصدیق دل پر ہے۔ تصدیق دل کہاں سے نصیب ہوتی ہے؟ ذکرِ قلب سے۔ ذکرِ قلب کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ شیخ مرشد واصل سے۔ شیخ مرشد واصل کسے کہتے ہیں؟ شیخ مرشد واصل دل کو زندہ کرنے والا اور نفس کو مارنے والا ہوتا ہے۔ بھلا کیسے پتہ چلے کہ یہ شیخ دل کو زندہ کرنے والا ہے؟ جس طرح زبان بظاہر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اُسی طرح دل بھی بظاہر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جس طرح زبان بلند آواز سے اللہ کا نام لیتی ہے اُسی طرح دل بھی بلند آواز سے اللہ کا نام لیتا ہے جسے بندہ خود بھی سنتا ہے اور ساتھ بیٹھے ہوئے دوسرے لوگ بھی سن سکتے ہیں لیکن شیخ کی پہچان یہ ہے کہ وہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کرتا ہے اور بدعت کو مٹاتا ہے۔ جو دل حبِ دنیا میں گرفتار ہو کر لذاتِ ہوائے نفس میں مشغول رہتا ہے اور دنیائے مردار سے باز نہیں آتا اُس کے لئے ضروری ہے کہ اُس پر ذکرِ اَللّٰہُ کی صیقل استعمال کی جائے تا کہ وہ طالب مولیٰ بن جائے۔ مرشد بھی صفاتِ مولیٰ کا حامل ہوتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے:۔" جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا وہ میرا مولیٰ ہے۔" اور وہ حرف قرآن و کتاب سے کوئی علیحدہ حرف نہیں ہے۔ جو شخص اُس حرف کو جان لیتا ہے اُس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا بشرطیکہ وہ نص وحدیث کے مطابق شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے والا علم کا قدر دان عالم ہو۔ مرد وہ ہے جو باطن میں مقامِ لاہوت کا مالک ہو اور ظاہر میں شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عامل ہو اور بال برابر بھی شریعت کے خلاف نہ چلے۔ ایسا ہی صاحبِ تصورِ اسم اللہ ذات مردِ مرشد ہادی راہنما طالب اللہ کو پل بھر میں مطلوب تک پہنچا دیتا ہے۔ جس شخص کے وجود میں اسم اَللّٰہُ کا ذکر تاثیر کرتا ہے اُسے غیر ماسویٰ اللہ کی کوئی چیز نہیں بھاتی اور جس کے وجود میں ذکرِ اسم ھُوْ کی تاثیر جاری ہو جاتی ہے اُسے ھُوْ (ذاتِ حق تعالیٰ) سے اُنس ہو جاتا ہے اور وہ غیر ماسویٰ اللہ سے وحشت کھاتا ہے۔ جس طرح ہرن ہرن کی صحبت اختیار کرتا ہے اُسی طرح

باھُو یا ھُوْ کا ہم مجلس ہے۔جان لے کہ اَللّٰہُ کے دوست اہلِ ذکرِ اَللّٰہُ غرق فنا فی اَللّٰہُ فقیر کی نظر میں اہل وعیال، ماں باپ، بہن بھائی، بیٹے بیٹیاں، خویش قبیلہ، یار دوست اور مال و دولت وغیرہ سب تماشائے دنیا ہے جسے آخر کار فنا ہونا ہے۔اُسے دنیوی شان وشوکت ہرگز پسند نہیں آتی کہ اُس کی نظر روزِ قیامت پر لگی رہتی ہے۔وہ صرف فقر کو پسند کرتا ہے جو مراتب وملک سے بے نیاز ایک لازوال خزانہ ہے۔فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اُس دن بڑے بڑوں کو بولنے کی جرأت نہ ہوگی۔"جو فقیر ذکرِ اَللّٰہُ سے ہٹ کر کسی چیز یا جائے رہائش کو اپنی ملکیت قرار دیتا ہے وہ کافرِ مطلق ہے،فقیری و درویشی میں اُس کا کوئی حصہ نہیں۔اے اولادِ آدمؑ! کتے سے تو کمتر نہ ہو کہ کتا کسی چیز یا رہائش گاہ کو اپنی ملکیت قرار نہیں دیتا۔مفادِ عامہ کے لئے وقف کی گئی چیز کسی کی ملکیت نہیں ہوتی جس طرح کہ مسجد کسی کی ملکیت نہیں۔اہلِ اَللّٰہُ فقیر بھی لاملک ہوتا ہے اور مسجد کی طرح سجدہ گاہِ خاصانِ خدا ہوتا ہے۔

باب نہم
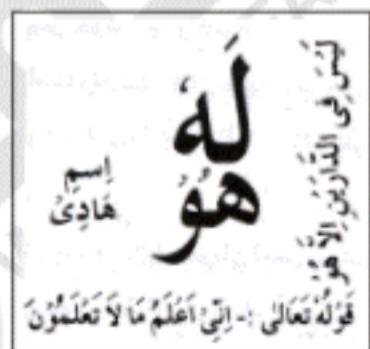
ذکرِ شراب، حقائق اولیائے اَللّٰہُ اور ترکِ ماسوٰی اَللّٰہُ

جان لے کہ شراب پینے والا شیطان کا دوست اور اُس کا مقرب ہے۔ اُم الخبائث شراب پینے والا دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے۔ شراب پینی ہی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب ساقی کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت کی شراب پی جائے جس سے یہ شرابی محروم ہیں۔ جو آدمی شراب پیتا ہے وہ گویا پانچ مرتبہ خانہ کعبہ کے اندر اپنی ماں کے ساتھ زنا کرتا ہے، اس پر پچھتر (75) مرتبہ اللہ کی لعنت۔ جو آدمی کھاتا ہے افیم وہ ہے احمق و نافہیم (نادان)۔ جو آدمی پیتا ہے پوست وہ ہے دشمن خدا اور ابلیس کا ہے دوست۔ جو آدمی پیتا ہے تمباکو دُود (تمباکو کا دھواں) وہ ادا کرتا ہے رسمِ کفاران و یہود اور وہ ہے صاحبِ مراتبِ نمرود۔ جو آدمی پیتا ہے بوزہ (ایک قسم کی ہلکی شراب) اُس سے بیزار ہے نماز و روزہ۔ دنیا کفر و سرود ہے جو شرابیوں کو بے حد پسند و مرغوب ہے۔ کافر بتوں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور ناچتے گاتے ہیں، وہ جھوٹے مکار استدراج میں گرفتار ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔(1) "جھوٹا آدمی میری اُمت میں سے نہیں۔"(2) "مجھے اگر خوف ہے تو اپنی امت کے ضعفِ ایمان کا ہے۔"

بیت:۔"اے باھُوؒ! اہلِ سرود شرابیوں پر لعنت ہو، خدا اُنہیں غارت کرے۔ اُن بے نماز فاسقوں کو آدمی نہ سمجھو بلکہ اُنہیں خنزیر و گدھے سمجھو۔"

خبردار! ان شیطانوں سے میل جول مت رکھو۔ جان لے کہ سرود اور رقص ایک دوسرے کے برعکس ہیں۔ رقص اُن فقرأ کے لئے جائز ہے جو نفس و ہوا سے پاک ہو کر غرق فی التوحید ہیں۔

سرود کی مستی شیطان سے ملاتی ہے اور بے سرود رقص وذکرِ اَللّٰہُ کی مستی عشق ومحبتِ الٰہی سے سرفراز کرتی ہے۔ رقص اُس فقیر پر لازم ہے جو سماع شروع کرتے ہی رقص میں آجائے اور ذکرِ اَللّٰہُ کی گرمی سے تپ زدہ ہو جائے۔ اگر اُس کا دورہ اصلی ہوا تو وہ اُس تپ سے فوراً مر جائے گا اور اگر وہ دورہ کمزور و کمتر ہوا تو گر کر بے ہوش ہو جائے گا اور کوئی حرکت نہیں کرے گا اور اُس کا وجود مردے کی طرح سرد ہو جائے گا۔ اگر دورہ کمترین ہوا تو سب سے پہلے اُس کے منہ سے دھواں نکلے گا جس طرح کہ آگ سے نکلتا ہے، اُس کے بعد تیز آگ بھڑک اُٹھے گی جس میں اُس کا وجود جل کر راکھ ہو جائے گا اور پھر اُس راکھ سے ایک لقمۂ گوشت پیدا ہو گا جو ذکرِ اَللّٰہُ کرے گا اور ذکرِ اَللّٰہُ کی جنبش سے اپنی اصلی صورت میں لوٹ آئے گا یا پھر دورانِ رقص ذکرِ اَللّٰہُ کی گرمی سے اُس کے بدن کے کپڑے جل جائیں گے اور وہ نئے کپڑے پہنے گا۔ جو اہلِ رقص اِس حالت کو نہ پہنچے تو جان لیجیے کہ وہ شرِ شیطان کا شکار ہو کر بادیۂ زوال میں گرفتار ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ (میں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)۔ بھلا جس آدمی کو سکر و مستیٔ الٰہی نصیب ہو جائے اُسے کسی اور مستی کی کیا ضرورت ہے؟ پس معلوم ہوا کہ شرابی مستیٔ حق سے محروم ہیں، بروزِ الست اُنہوں نے مستیٔ حق کا گھونٹ پیا ہی نہیں، وہ حقیقتِ حق تک پہنچے ہی نہیں، اِس بارے میں وہ غیر سنجیدہ ہیں، اپنے ہی ہاتھوں اُنہوں نے آتش دوزخ خرید لی اور دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ کر طفل بازی اور فحاشی اختیار کر لی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "مجھے اپنی اُمت سے اگر کوئی خطرہ ہے تو وہ یہ ہے کہ کہیں وہ عملِ قومِ لوط میں ملوث نہ ہو جائیں۔" بے نماز اہلِ بدعت ذکرِ اَللّٰہُ قبول نہیں کرتے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اے نبیؐ! آپ فرما دیں کہ اگر تم محبتِ الٰہی کے طالب ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔" محبتِ الٰہی کے علاوہ باقی جتنے بھی مراتب طیر سیر ہیں اُن کی قدر و قیمت بس اتنی سی ہے کہ اگر تو پانی پر چلتا ہے تو تو ایک تنکا ہے اور اگر تو ہوا میں اُڑتا

ہے تو تُو ایک مکھی ہے لیکن اگر تُو نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو راضی کر لے تو پھر بہت کچھ ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ سن! متاعِ دنیا کا حصول خسیس و کمینے لوگوں کا نصیبہ ہے۔ دنیا ایک دائمی ذلت ہے کہ دنیا کا مال و دولت شیطان کا سرمایہ ہے جس کے لئے اہلِ دنیا بے حد پریشان رہتے ہیں۔ اہل اللہ فقرا اللہ تعالیٰ سے ایسا اخلاص رکھتے ہیں کہ جیسا اہلِ دنیا شیطان سے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔"اے اولادِ آدمؑ ! شیطان کی پیروی مت کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ۔" عجیب تماشا ہے کہ خدا سے دشمنی اور دنیا و شیطان پر اعتماد۔ مَیں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ دنیا نام ہے کامل پریشانی کا جو اپنے چاہنے والوں کو مصائب و شر انگیزی میں مبتلا کرتی ہے۔ اس کے برعکس اسم اَللّٰہُ نام ہے کامل جمعیت کا اس لئے یہ اپنے دوستوں کو دونوں جہان میں جمعیت بخشتا ہے، سبحان اللہ۔ (حیرت کی بات یہ ہے کہ) لوگ ذات (اسم اللہ ذات) سے گریز کرتے ہیں اور وسوسہ وخطرات کو اختیار کرتے ہیں، غفلت کی نیند سوتے ہیں اور حرص و آز میں جاگتے ہیں حالانکہ بندے کو ہر ذرّے کا حساب دینا ہے، اِس کے باوجود لوگ جھوٹ وفریب کے دامن سے چمٹے ہوئے ہیں۔ حرصِ دنیا سراسر عذاب ہے۔ اہلِ حرص خراب ہے۔ اے باھُو !اہلِ دنیا بے عقل ہیں کہ رات دن مالِ دنیا کی تسبیح میں مشغول ہیں گویا کہ مال و دنیا ہی اُن کا مطلوب ومقصود ومعبود ہے۔ اہلِ دنیا طالبِ مردود ہیں۔ لذتِ دنیا لذتِ احتلام کی مانند ہے۔ مردانِ خدا پر دنیا حرام ہے۔ دنیا زنِ بے حیا ہے اور اُس کا طالب بے وفا ہے۔

ابیات :۔(1) "عورت خواہ ساجدہ ہو یا ذاکرہ و عابدہ ہو اُس سے پرہیز کر کہ اُس سے نفع کچھ بھی نہیں۔" (2) "اے باھُو !دنیا اگرچہ خوبصورت نقش و نگار کی مالک ہے تاہم اُس کی خوبصورتی سانپ کی خوشنما کھال کی سی ہے۔"

اے باھُو !دنیا اگرچہ نقد زر ہے تاہم طالب اُس کا گاؤ خر ہے اور طالبِ مولیٰ اُس سے بے خبر ہے۔ فقر و درویشی نام ہے بزرگی کا جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاؑ و اولیا اور اہلِ صدق و اہل

یقین بزرگانِ دین کے علاوہ کسی کو عطا نہیں کرتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" مومن مومن کا آئینہ ہے۔" دنیا کیا چیز ہے؟ دنیا کسے کہتے ہیں؟ ہر وہ چیز دنیا ہے جو بندے کو خدا سے غافل کر دے۔ پس مال و دولت باعثِ عنایت ہے اگر وہ با قناعت ہو۔ کسی مفلس نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا، جس نے بھی کیا اہلِ دنیا ہی نے کیا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالِ دنیا کو اس لئے خرچ کر دیا کرتے تھے کہ کہیں اُن کا شمار اہلِ دنیا میں نہ ہو جائے۔ امام المسلمین حضرت امامِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک روز کے لئے بھی قاضی بننا گوارا نہیں کیا کہ کہیں قیامت کے دن اُن کا شمار قاضیوں میں نہ ہو جائے۔ دنیا کو ہر کوئی برا سمجھتا ہے مگر اُس برائی کو اختیار کرنا پسند کرتا ہے۔ خدا کو ہر کوئی بزرگ و برتر اور اپنا خالق مانتا ہے مگر لوگ اُس کے قریب جانے سے گریز کرتے ہیں۔ یہ بالکل درست ہے کہ اہلِ دنیا کے دو دل اور دو چہرے ہیں، زرد چہرے۔

بیت:۔" اگر ساری زمین ہی سونا بن جائے تو پھر بھی زر دوست اہلِ دنیا کا جی نہیں بھرے گا اور وہ زردرُو یا سیاہ رُو ہی رہے گا اور راہِ حق کی طرف ہرگز رجوع نہیں کرے گا۔"

دنیا اور زر دونوں باعثِ ذلت ہیں کہ اُن کا کوئی دین و مذہب نہیں۔

بیت:۔" اے باھوؒ! دنیا ایک کفر ہے جو کافروں ہی کا نصیبہ ہے، اہلِ حق اُس کی طرف توجہ نہیں دیتے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔"

جو آدمی اللہ کا نام بلند کرتا ہے لوگ اُس سے لڑتے ہیں لیکن جو آدمی دنیا و شیطان کا نام بلند کرتا ہے اُس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہٗ کہنا گناہ نہیں فرضِ کفایہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کا نام لینے پر ناراض ہوتا ہے وہ اہلِ دنیا ہے یا اہلِ شیطان ہے یا متکبر اہلِ نفس ہے، وہ ان تینوں میں سے ایک ہے۔ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ جو آدمی کسی سے محبت کرتا ہے اُسے اُس کے نام سے لذت و حلاوت محسوس ہوتی ہے لیکن اگر کوئی اُس کے سامنے اُس کے دشمن کا نام لے تو اُسے بے حد غصہ آتا ہے۔ اسی طرح اہلِ فقر کے سامنے

جب دنیا و شیطان کا نام لیا جائے تو وہ بے حد رنجیدہ ہوتے ہیں۔ یونہی علما کو روزی معاش اور زمین کی فراہمی پر یا اُمرا و بادشاہ کے بلاوے پر خوشی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حریص و طالبِ دنیا عالم سے پناہ دے۔ اُس کی گفتگو مت سنو، اُس کے اعمالِ بد کی پیروی مت کرو کہ عبادت و سعادت کا ورثہ اُس کے ہاتھ سے نکل چکا ہے اور وہ اہلِ دنیا اُمرا و ملوک و خوانین کے در پر آس لگائے پریشان پھرتا ہے۔ علما اُس وقت ہلاکت و بدحالی کا شکار ہوتے ہیں جب کلام اللہ سے اُن کا اعتقاد اُٹھ جاتا ہے اور وہ اہلِ دنیا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ مَیں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ خدا پناہ دے بے عمل عالم سے اور بے صبر و بے توکل فقیر سے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ فقرا اگرچہ بارہ بارہ سال تک درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر گزارہ کرتے رہے، بھوک و افلاس سے مرتے رہے مگر اہلِ دنیا ملوک کے در پر نہ گئے۔ علمائے عامل فقر و فاقہ میں کامل ہوتے ہیں۔ عالمِ باعمل فقیر کامل ہوتا ہے کہ فقر و فاقہ اُس کی قوت (غذا) ہوتا ہے اور وہ ہم نشین حیُ لا یموت ہوتا ہے۔ فقیر کا پیٹ ہو اگرچہ پُر جیسے کہ دیگ اور پانی پیئے ایسے جیسے کہ ریگ (ریت) تو پھر بھی فقرا کی زبان ہوتی ہے ایسے جیسے کہ تیغ۔ وہ جتنا زیادہ کھاتے ہیں اُتنا ہی زیادہ ذکرِ اَللّٰہُ کرتے ہیں اور نفس کو مارتے ہیں۔ فقیر چاہے مقامِ جمالی پر ہو یا مقامِ جلالی پر اُس کا کوئی دم بھی ذکرِ اَللّٰہُ سے خالی نہیں ہوتا۔ فقرا کا کھانا بھی ایسے ہے جیسے کہ لکڑیاں تنور میں کہ جو کچھ اُن کے شکم میں جاتا ہے آتشِ عشق کے شعلے سے جل کر نور بن جاتا ہے۔ اُن کی حالت نہ دائم حضوری کی ہوتی ہے اور نہ دائم بُعد و دُوری کی، کبھی وہ گرم (پُر جوش) ہوتے ہیں کبھی سرد، ایسے ہی فقیر ہوتے ہیں مردِ جو ہر حرف، ہر نقطہ اور ہر زیر و زبر سے واقف ہوتے ہیں۔

بیت:۔ ”عاشقوں کو ذوق و شوق وہ علم عطا کرتا ہے کہ جس کی روشنی میں وہ ہر زیر و زبر، ہر شد و مد اور ہر تحت و فوق سے واقف ہو جاتے ہیں۔“

حدیث:۔ ”آدمی بنیاد ہے رکب (ترکیبِ کونین یا قافلہ) کی۔“ علما کہتے ہیں!

ابیات :-(1) "لوگ طالبِ دنیا فقیر کو خیرات اس لئے دیتے ہیں کہ وہ اُن کے دروازے پر جا کر اللہ کا نام لیتا ہے۔" (2) "مَیں مسائلِ دین پڑھتا بھی ہوں اور سمجھتا بھی ہوں لیکن تُو ہے کہ جسے اپنے قول و فعل پر اعتبار نہیں۔" (3) "مالِ دنیا اُس وقت درویش کو اپنی طرف راغب کرتا ہے جب وہ اپنے ہاتھوں علم کی آبرو کھو بیٹھتا ہے۔" (4) "مالِ دنیا درویش پر درِ حق بند کر دیتا ہے، وہ ہرگز درویش نہیں جو مالِ دنیا پا کر خوش ہوتا ہے۔"

درویش دَرْوِیشی [1] کو کہتے ہیں نہ کہ دَرْپیشی [2] کو۔

بیت :- "کسی نے فقیر سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ کہا! جا حق تعالیٰ سے جا کر پوچھ، مَیں تو بے نام و نشان فقیر ہوں؟"

لوحِ دل پر دیکھ کہ شرف کس چیز میں ہے؟ شرف فقیری میں ہے۔ فقیری درویشی کا تعلق نہ تو گفتگو و بیان سے ہے، نہ مسائلِ فقہ کی لکھائی پڑھائی سے ہے اور نہ ہی حکایت و قصہ خوانی سے ہے بلکہ فقر معرفتِ الٰہی کو پانے، توحیدِ ربانی میں غرق ہونے، خاموشی اختیار کر کے باادب ہونے، غیر حق سے بے تعلق ہونے، ذکرِ پاس انفاس سے جسم و جان کو آباد کرنے، احکامِ شریعت کی پابندی کرتے ہوئے دریائے لاہوت لامکان میں غوطہ زن ہو کر دانش و بینش کے موتی نکالنے اور اہلِ دنیائے ظلمانی کے میل جول سے توبہ کرنے کا نام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "ظالم کے چہرے کی دید سے دین کا تیسرا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔" یعنی جو شخص کسی ظالم کا چہرہ دیکھتا ہے اُس سے دین کا تیسرا حصہ چلا جاتا ہے۔ الٰہی! تُو نے میرے وجود کے اندر شہوت کا دریا بہا دیا ہے اور پھر فرماتا ہے کہ اس سے بچ کے رہوں ۔ الٰہی ! جب تک تُو

[1] :- دَرْوِیشی = اصطلاحِ صوفیا میں دَرْ سے مراد اسرار و اشاراتِ الٰہیہ کا انکشاف ہے۔ جس طالب اللہ پر یہ انکشافات کھل جاتے ہیں وہ غیرِ حق سے بیگانہ ہو کر حق سے یگانہ ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی یگانۂ حق طالب کو دَرْوِیش کہا جاتا ہے۔ (پروفیسر سیّد احمد سعید ہمدانی صاحب) [2] :- دَرْپیشی = دربدر گداگری کرنا۔

ساتھ نہ دے تو مَیں یہ عقدہ حل نہیں کرسکتا- نفس و شیطان کو تُو نے میرا جانی دشمن بنا دیا ہے اور پھر فرماتا ہے کہ میں ان سے جہاد کروں- الٰہی! مَیں انہیں دیکھ نہیں سکتا، مجھے چشمِ بینا عطا فرما کہ مَیں انہیں دیکھ سکوں اور ظاہر باطن میں ان سے جہاد کرسکوں- الٰہی! مجھے تیری توفیق کی رفاقت چاہیے- الٰہی! تُو نے میرے تمام وجود کو حرص و ہوا و طمع سے پُر کر دیا ہے اور پھر فرماتا ہے کہ بے طمع رہوں- الٰہی! بغیر تیرے کرم کے مَیں ان سے خلاصی نہیں پا سکتا-

بیت:-"طالبانِ حق کے لیے اتنی ہی عقل و تمیز کافی ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی بھی چیز سے دل نہ لگائیں-"

شریعت میں شوق ہے جو شرِ شیطان کے خلاف اور شرطِ اسلام ہے یعنی امر بالمعروف کی نشر و اشاعت کرنا، خدائے تعالیٰ کی نافرمانی سے شرم کرنا، حلال کھانا، سچ بولنا، صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا، اپنے اردگرد فرض و واجب و سنت و مستحب کا حصار قائم کرنا اور قلعۂ عبادت میں اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق کو اپنا رفیق بنانا- طریقت میں شرطِ شطاری (تیز رفتاری) ہے جیسے کہ شہباز کی پرواز کہ اُڑا اور مطلوبہ مقام پر جا پہنچا- حقیقت میں دلداری ہے یعنی اللہ ہی اللہ، جو کچھ ہو رہا ہے اُسی کے کرشمے ہیں- میرے دوست یہاں دم نہ مار کہ خیر بھی اُسی کی طرف سے ہے اور شر بھی اُسی کی طرف سے ہے- خیر خلق اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور شر شیطان ہے- اِن میں سے تُو کسے چاہتا ہے؟ (خیر کو یا شر کو؟) اور معرفت میں غم خواری ہے، جو جتنا عارف ہے اُتنا ہی عاجز ہے- جو آدمی اِن چاروں مقامات کی خبر نہیں رکھتا وہ گاؤ خر (حیوان) ہے اور سلکِ سلوکِ تصوف و فقر سے بے خبر ہے-

بیت:-"تجھے جو بھی بدنظر آتا ہے مَیں اُس سے بدتر ہوں، اِسی بدترین غریبی ہی میں مَیں نے خدا کو پایا ہے-"

جان لے کہ اِن تمام مقامات میں قبض و بسط و سکر پایا جاتا ہے اور مقامِ طریقت میں تو

سکرات (سکر ہی سکر) ہے جیسے کہ سکرات الموت، مرگِ ناگہانی، مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ مبتدی یا متوسط یا منتہی طالب کو چاہیے کہ جب وہ طریقت میں قدم رکھے تو اپنی نگہبانی شروع کر دے اور اپنے حالات کو پہچانے، جب مستی چھانے لگے تو درود شریف پڑھنا شروع کر دے۔ اس سے وہ سلامت رہ جائے گا کہ شریعت مثل دم ہے، طریقت مثل قدم ہے اور قدم اُس وقت اُٹھایا جاتا ہے جب نیتِ سفر بن جائے، طریقت طریق راہ کو کہتے ہیں اور راہ میں پانی اور ہر قسم کے زادِراہ کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ جان لبوں پر آ جاتی ہے۔ شریعت مثل کشتی ہے اور طریقت مثل دریا ہے جو ہر وقت طوفانِ نوح کی طرح موجزن رہتا ہے اور ہر چیز کو زیر و زبر کرتا رہتا ہے۔ ایسے نازک وقت میں مرشدِ دستگیر کی ضرورت پڑتی ہے جو بادِ موافق بن کر کشتی کو طوفانی موجوں اور مستیٔ آب کی تباہی سے بچا لے جائے۔ جو طالب بھی خراب ہوتا ہے طریقت ہی کے بھنور میں آ کر خراب ہوتا ہے کہ طریقت میں شدید سکر پیدا ہوتا ہے۔ دورانِ طریقت کوئی تو کشف و کرامات میں اُلجھ کر اپنی راہ مار بیٹھتا ہے، کوئی مقامات و درجات کی طیر سیر میں غرق ہو جاتا ہے، کوئی حیرتِ سکر کا شکار ہو جاتا ہے، کوئی گرمیٔ ذکرِ اَللّٰہُ سے جل کر مجذوب ہو جاتا ہے، کسی کو وسوسہ و خطرات و خناس و خرطوم گھیر لیتے ہیں، کوئی بے ہوشی و دیوانگی کا شکار ہو کر گھر بار سے بیزار و تارکِ نماز ہو جاتا ہے، کوئی جذبِ جلالی و جذبِ جمالی میں گرفتار ہو جاتا ہے، کوئی جذبِ طریقت سے دیوانہ ہو کر دریا میں ڈوب مرتا ہے، کوئی گلے میں پھندا ڈال کر درختوں سے لٹک کر مر جاتا ہے اور کوئی صحرا میں نکل جاتا ہے اور بھوک و پیاس سے مر جاتا ہے۔ طریقت میں طالب کو آتشِ سکر اس شدت سے جلاتی ہے کہ اُسے نہ دن کو آرام آتا ہے اور نہ رات کو قرار۔ بس خاکساری و چرم پوشی و قلب خروشی ہی میں وقت گزارتا ہے، طریقت میں شرک مشرکی بھی ہے کہ طریقت میں دو راستے ہیں، یا تو گلے میں لعنت کا طوق پڑتا ہے یا بندگی و عبودیت و ربوبیت کا طوق کہ جس سے قرب و وصال نصیب ہوتا ہے۔ طریقت میں طمع لذت سے دور رہ۔ طریقت میں طالب کو چالیس سال کا

عرصہ لگ سکتا ہے لیکن اگر مرشد کامل و مکمل ہو تو پل بھر میں طریقت سے نکال کر حقیقت میں پہنچا دیتا ہے۔ حقیقت میں ادب ہے، بارگاہِ خداوندی کی حضوری و وصال ہے جس سے طالب نیک خصائل و با جمعیت رہتا ہے۔ اِس سے آگے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے مزید مقامات کھلتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ اور کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔ اللہ بس ماسوئ اللہ ہوس۔ اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔

ابیات:۔(1) "اے باھُو! خاکساری بہت اچھی چیز ہے اور خاکسار وہ ہے جو فرض و واجب و سنت ادا کرتا رہتا ہے۔"(2) "فرضِ دائمی بھی اُس وقت بار آور ہوتا ہے جب اُس کے ساتھ میں روزے اور پانچ نمازیں بھی ادا ہوتی رہیں کہ راہِ فقر کا خزانہ پانچ ارکانِ اسلام ہی ہیں۔"

طریقت میں رجوعاتِ خلق کی بھرمار رہتی ہے چنانچہ جن، ملائک، اِنس اور زر و مال کا رجوع صاحبِ طریقت کی طرف ہو جاتا ہے اور یہ خالی رجوعات ہی نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صاحبِ طریقت کا امتحان بھی ہوتا ہے۔ ورطۂ طریقت میں ہزاراں ہزار بلکہ بے شمار طالبوں کا بیڑہ غرق ہوتا ہے، شاید ہی کوئی طالب اللہ تعالیٰ کے کرم سے اور فقرائے کامل کی برکت سے ساحلِ مراد تک سلامت پہنچتا ہے اور وہ بھی اِس صورت میں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح کوئی مہربخش مرشد اُس غریب کی دستگیری کر کے ہر گھڑی اُس کی نگہبانی کرتا رہے۔ جو مرشد خود ہی ناقص ہو اور طریقت میں درماندگی کا شکار ہو کر دنیائے مردار کی طلب میں گرفتار ہو وہ بھلا طالب کی دستگیری کیونکر سکتا ہے؟

بیت:۔"اے باھُو! مرشد وہ ہے جو طالب کو راہِ حق پر گامزن کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچا دے۔"

فقیر کے لئے بے ریا ہونا، عالم کے لئے بے طمع ہونا اور غنی کے لئے سخی ہونا ضروری ہے۔ فقیر کے لئے صبر کرنا مشکل ہے، عالم کے لئے سخاوت کرنا مشکل ہے، بادشاہ کے لئے عدل

کرنا مشکل ہے اور قاضی کے لئے بے رشوت ہونا مشکل ہے۔ اسی طرح عوام کے لئے خواص کے کام مشکل ہیں اور خواص کے لئے عوام کے کام مشکل ہیں۔ خاص فقر ہے اور عام زر و مال دنیا ہے۔ اگر خاص کو دنیا بھر کا زر و مال دے دیا جائے تو وہ قبول نہیں کرتا اور عام کو فقر و فاقہ اور مرتبۂ غوثی وقطبی دے دیا جائے تو وہ قبول نہیں کرتا۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "ایک گروہ اہلِ جنت کا ہے اور ایک گروہ اہلِ دوزخ کا ہے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اپنی عبادت کے لئے یعنی اپنی معرفت و پہچان کے لئے۔" اہلِ یَعْبُدُوْنَ اہلِ علم ہیں اور اہلِ یَعْرِفُوْنَ اہلِ معرفت ہیں۔ پس عابد مبتدی ہے اور عارف منتہی ہے۔ مبتدی کو احوالِ منتہی کی کیا خبر؟ شریعت بھی دو قسم کی ہے اور طریقت بھی دو قسم کی ہے۔ شریعتِ ابتدا اسلام ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "بے شک میں بھی تمہارے جیسا انسان ہوں مگر مجھ پر وحی آتی ہے۔" اور شریعتِ انتہا احکام ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "اور میرا نبیؐ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتا۔" طریقتِ اوّل طئ طریق ہے لیکن جب طالب مقامِ حقیقت پر پہنچ جاتا ہے تو بارگاہِ حق میں یوں باادب و خاموش ہو جاتا ہے جس طرح لوگ بادشاہِ مجازی کے روبرو پہنچتے ہی باادب و لب بستہ خاموش ہو کر اُس کے حکم کے منتظر ہو جاتے ہیں۔ معرفت سے آگے شریعت احکام ہے، یہاں شریعت مقامِ الہام ہے جہاں الہام کی آوازِ صاف سنائی دیتی ہے جیسے ایک شخص دوسرے کو آواز دیتا ہے۔ الہام کا یہ مرتبہ پیغمبروں کا ہے۔ شریعتِ پیغام سے آگے طریقۂ انعام ہے جو مرتبۂ خاص الخاص ہے نہ کہ مرتبۂ عام۔ یہاں پر طریقت مکمل ہو کر عشق توحیدِ الٰہی میں ڈھل جاتی ہے۔ جو آدمی طریقت کی اِس منزل پر پہنچ جاتا ہے وہ عارف باللہ، عاشق للہ، واصل فی اللہ صاحبِ عفو معارف بن جاتا ہے۔ یہاں پر طریقت خالص وحدانیت ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

بیت:۔ "اِس مقام پر وحدت ہی وحدت ہے، ہر طرف وحدت۔ وحدت کے علاوہ اگر تُو کچھ اور دیکھے تو یہ بت پرستی ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کر کے اپنی طرف متوجہ کر لے وہ تیرا بت ہے۔" یہاں پر پہنچ کر فقر ہی شریعت ہے، فقر ہی طریقت ہے، فقر ہی حقیقت ہے، فقر ہی معرفت ہے، فقر ہی عشق ہے اور فقر ہی لاسویٰ اللہ ہے۔ جان لے کہ فقر ایک سمندر ہے جس میں مہلک زہر بھرا ہوا ہے۔ جو آدمی اس سمندر پر پہنچ کر زہر کا پیالہ پی لیتا ہے وہ مر کر شہید ہو جاتا ہے۔ یہاں وہ مرتا نہیں بلکہ مقامِ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[1] پر پہنچ کر خود کو سپردِ خدا کر دیتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "اور مَیں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے، بے شک وہ اپنے بندوں کی نگہبانی کرنے والا ہے۔" جان لے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طریقت ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقت ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم معرفت ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سرّ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدق ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدل ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیا ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جود و کرم ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فقر ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگ ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خاک ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اربعہ عناصر کے اس مجموعے کی جان ہیں۔ اِنسان وہ ہے جو حدیثِ قدسی:- "اِنسان میرا راز ہے اور مَیں اِنسان کا راز ہوں" کا مصداق ہو۔ (کامل) اِنسان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اُن کی نسبت سے باقی تمام لوگوں نے مراتبِ انسانیت پائے اور اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے اپنی مرادوں کو پہنچ کر دونوں جہان کی آرزوؤں سے آزاد ہو گئے۔

بیت:- "صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ صدق ہوئے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ عدل ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ حیا ہوئے اور شاہِ

---

[1] :- ترجمہ = مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

مردان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فقر کی بازی جیتی۔"

اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہان میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین! حدیث:۔" راہِ حق کے راہی قدموں کے بجائے سر کے بل چلتے ہیں۔"

بیت:۔"عاشقوں کے اوصاف میں کہاں تک بیان کروں کہ میں بے سر ہو کر لامکان کی سیر تک پہنچا ہوں۔"

جب عاشق باللہ فنا فی اللہ فقیر اس مقام پر پہنچتا ہے تو مراقبہ میں اتنا کامل ہو جاتا ہے کہ جونہی مراقبہ کے لئے آنکھیں بند کرتا ہے اپنے مطلوبہ مقام پر پہنچ جاتا ہے اور جب آنکھیں کھولتا ہے تو خود کو اسی جگہ پر پاتا ہے جہاں بیٹھ کر اس نے مراقبہ شروع کیا تھا۔ وہ جہاں چاہتا ہے اور جس مجلس میں چاہتا ہے پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح وہ طریقتِ منتہی پر پہنچ جاتا ہے۔ مبتدی و منتہی طریقت میں کیا فرق ہے؟ مبتدی طریقت "روبرو" ہے اور منتہی طریقت "بے خودی" ہے، خود کو سپردِ خدا کر کے مقامِ کبریا میں تماشائے حق الیقین ہے، نہ خدا نہ خدا سے جدا۔

بیت:۔"اے باھُو! لطف بہار تو یار کے ساتھ ہے، اگر یار ساتھ نہیں تو بہار کس کام کی؟"

یہ سب کچھ خوار و باعثِ آزار ہے، اہل دنیا اس سے گراں بار ہے مگر مفلس فی امان اللہ سبکسار ہے۔ میں بے عمل قول سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ایک نکتہ ہزار کتاب میں نہیں سماتا مگر ہزار کتاب ایک نکتہ میں سما جاتی ہے اور وہ نکتہ ہے اسم اللہ ذات (اَللّٰہُ) جو بظاہر ایک ہی حرف ہے مگر دونوں جہان اس کے صدقے ایک طرف ہیں اور وہ ایک طرف ہے۔ انسان تین قسم کے ہیں، (1) اہل حجاب محجوب، محض حیوانِ ناطق، (2) اہل جذب مجذوب، احمق مجنون اور (3) اہل محبت محبوب انسان جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ ہے۔ گوبر کا کیڑا عطرِ گلاب و عنبر کی خوشبو سے مر جاتا ہے اور پاک و طیب انسان مردار کی بدبو سے جاں بلب ہو جاتا ہے، پس اہل اللہ فقیر کا ہم نشین عالم اہل خوشبو کی مثل ہے اور اہل دنیا مردار خور گوبر کے کیڑے کی مثل ہے، بدبو بدگو۔

لوگ تین قسم کے ہیں، ایک فقرا کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذکر فکر وصال حضور توحید بقا عشق محبت کی مستی کا جام پلا کر غیر ما سوئی اللہ سے بیگانہ کر دیا ہے اور انہیں اپنی محبت میں ایسا وارفتہ کیا ہے کہ ان کے وجود میں طلبِ مولیٰ کے سوا اور کوئی طلب ہی نہیں رہی- یہ طالبانِ مولیٰ مذکر ہیں- دوسرے وہ کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم وحلم وعمل وتقویٰ کی نعمت بخشی اور انہیں اہل خرد، اہل شعور، اہل علم اور وارثِ انبیا کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے کیا ہے- یہ لوگ قول و فعل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل کر تارکِ دنیا رہتے ہیں- تیسرے وہ لوگ ہیں جو دنیوی مال وزر، روپیہ پیسہ اور زینتِ دنیا کے متوالے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے خود سے جدا کر رکھا ہے اور انہیں منافق و کتے وخنزیر وگدھے کا درجہ دے کر کفار کے حوالے کر دیا ہے- پس طالب کے لئے ضروری ہے کہ وہ منصف وحق شناس ہو کر خود کو پہچانے کہ وہ کون سے گروہ سے تعلق رکھتا ہے- فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک تارکِ دنیا تارک اور دوسرے فارغِ دنیا فارغ- تارکِ دنیا کون ہے اور فارغِ دنیا کون ہے؟ تارکِ دنیا وہ ہے جو مال دنیا جمع کرنے کی خاطر فقیر بن جائے اور دنیا کو ترک کر کے اُس سے جدا ہو جائے مگر اہل دنیا سے اخلاص رکھے- ایسا آدمی تارکِ دنیا نہیں بلکہ تارکِ دنیا کے لباس میں مال وزر اور نقد وجنس کے عوض خود فروشی کرنے والا منافق ہے- یہ اصل فقیر نہیں ہے- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- "بعض فقیر دنیا ہی کی خاطر ترکِ دنیا کرتے ہیں-" تارک فارغ فقیر وہ ہے جو دنیا و اہل دنیا دونوں کو چھوڑ دے اور اُسے جو کچھ نذر و نیاز ملے راہِ خدا میں خرچ کر دے- جس میں یہ وصف ہے وہ سلطان التارکین فقیر ہے- جب فقیر مکمل طور پر تارک فارغ ہو جاتا ہے تو اُسے جمعیت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ ہمیشہ صاحبِ جمعیت رہتا ہے خواہ وہ ساکن وقائم مقام رہے یا ہمیشہ سیر وسفر میں رہے- ایسے ہی فقیر کو سلطان العارفین شاہِ جاودان کہا جاتا ہے- اُس کی نظر میں خدا ہی خدا سمایا رہتا ہے، خدا کے سوا اُسے کچھ نہیں بھاتا، دنیا میں اُسے جو کچھ ملتا ہے وہ راہِ خدا میں خرچ کر دیتا ہے-

تمثیل:۔"اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قبیلۂ کفار سے بیگانہ کر کے خود سے یگانہ کر دیا اور ابو جہل کو خانہ کعبہ میں قبیلۂ یگانہ سے جدا کر کے بیگانہ کر دیا۔"

ابیات:۔(1)"اے باھُو! روزِ ازل سے ہی میرا نام اُن عاشقوں کی فہرست میں لکھ دیا گیا کہ جنہیں مسجد و کنشت سے کوئی واسطہ ہے نہ دوزخ و بہشت سے کوئی غرض۔"(2)"خواہ ساری دنیا ہی ہوا ہو جائے مقبولانِ خدا کا چراغ ہرگز نہیں بجھتا۔"(3)"جس چراغ کو خدا روشن کرے اُسے پھونک بجھانے والا اپنی ہی داڑھی جلا بیٹھتا ہے۔"

دو شخص بے نیاز ہوتے ہیں، ایک بادشاہ اور دوسرا گدا۔ یہ دونوں عجیب لوگ ہیں، ان جیسا عجیب کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔ کسی کے فرمان کے مطابق فقیر اس لئے بے نیاز ہوتے ہیں کہ وہ ذات بے نیاز کے ہم نشین ہوتے ہیں اور بادشاہ اس لئے بے نیاز ہوتے ہیں کہ اُن کے پاس مال و زر کی فراوانی ہوتی ہے حالانکہ اُن کی بادشاہی فانی اور فقراُ کی بادشاہی جاودانی ہوتی ہے۔ جس وقت دوزخ میں اہلِ دوزخ فریاد کناں ہوں گے اور بہشت میں اہلِ بہشت حور و قصور سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے اُس وقت بہشت میں طالبِ دیدار فقراُ عشق و محبت اور ہجر و فراق کی آگ میں جل کر اتنی شدت سے جزع و فزع کریں گے کہ اہلِ بہشت و اہلِ دوزخ اُن کی فریاد و واویلے پر حیران ہوں گے۔ جب اُن کی یہ فریاد بارگاہِ حق میں پہنچے گی تو فرمایا جائے گا:۔"میں نے تمہیں بہشت میں پہنچا دیا ہے پھر یہ فریاد کیسی؟" وہ عرض کریں گے:۔"الٰہی! جس طرح اہلِ بہشت کے نزدیک دوزخ ناپسندیدہ جگہ ہے اُسی طرح ہمارے نزدیک بہشت بھی دوزخ کی مثل ہے، ہمارے دلوں میں تیرے عشق او ر ہجر و فراق کی وہ آگ بھڑک رہی ہے کہ اگر ہم جذب کی ایک آہ بھر دیں تو بہشت جل کر راکھ ہو جائے، ہم تیری دید کے مشتاق ہیں، ہمارے لئے تو یہ بہشت بھی مردار کی مثل ہے۔" اس پر حکمِ دیدار ہوگا۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمائے گا:۔"تم نے میرے دیدار کی خاطر بہت دکھ جھیلے ہیں، لو! اب میرا دیدار کرو، اب میں تم سے دریغ نہیں

کرتا۔" پھر جب اہل دیدار اللہ تعالیٰ کے دیدار سے سیراب ہو جائیں گے تو سالہا سال تک دیدارِ الٰہی کی مستی میں مبتلا رہیں گے۔ فقراً کی مستی اسی سبب سے ہے اور یہ دیدارِ الٰہی کی علامت ہے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو ایک بیوہ عورت کی صورت میں اس طرح دیکھا کہ اُس کی کمر جھکی ہوئی تھی مگر سر پر رنگین چادر تھی، ایک ہاتھ پہ مہندی رچی تھی اور دوسرا ہاتھ خون سے تر تھا۔ آپ نے اُس سے پوچھا:۔"اے ملعون! تیری کمر کیوں جھکی ہوئی ہے؟" اُس نے جواب دیا:۔" اے روح اللہ! مَیں نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا ہے، اُس کے غم میں کمر جھک گئی ہے۔" آپ نے پھر پوچھا:۔" تُو نے سر پہ رنگین چادر کیوں اوڑھ رکھی ہے؟" اُس نے جواب دیا:۔"اِس سے نوجوانوں کے دل لبھاتی ہوں۔" آپ نے مزید پوچھا:۔"تیرے ہاتھ پہ خون کیوں لگا ہے؟ کیا کیا ہے تو نے؟" اُس نے جواب دیا:۔" ابھی تھوڑی دیر پہلے مَیں نے اپنے خاوند کو قتل کیا ہے۔" آپ نے مزید پوچھا:۔" یہ دوسرے ہاتھ پہ مہندی کیوں رچا رکھی ہے؟" اُس نے جواب دیا:۔" اب نیا شوہر کیا ہے۔" عیسیٰ علیہ السلام متعجب ہوئے۔ وہ بولی:۔"اے عیسیٰ علیہ السلام! اِس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ جب مَیں باپ کو قتل کرتی ہوں تو بیٹا میرا عاشق بن جاتا ہے اور جب بیٹے کو قتل کرتی ہوں تو باپ میرا عاشق بن جاتا ہے اور جب کسی کے بھائی کو قتل کرتی ہوں تو دوسرا بھائی میرا عاشق بن جاتا ہے۔ اے روح اللہ! عجیب ترین بات یہ ہے کہ مَیں ہزارہا شوہر مار چکی ہوں مگر اُن کی موت سے کسی نے عبرت حاصل نہیں کی اور کوئی مجھ سے تُرش رو نہیں ہوا، البتہ جو مرد ہے وہ مجھے نہیں چاہتا، جو مجھے چاہتا ہے مَیں اُسے نہیں چاہتی اور جو مجھے نہیں چاہتا مَیں اُسے چاہتی ہوں۔" سن! دنیا متاعِ شیطان ہے۔ جب کوئی درمِ دنیا کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو شیطان اُس سے کہتا ہے:۔"یاد رکھ کہ تو نے اپنا دین و ایمان میرے حوالے کر دیا ہے کہ درمِ دنیا میری متاع ہے۔ جو بھی میری متاع پہ ہاتھ ڈالتا ہے میرے دین میں آجاتا ہے اور معاصی میں گھر کر دینِ محمدی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے خارج ہو جاتا ہے۔"

یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ تمام مالِ دنیا از قسم سونا چاندی وغیرہ اور تمام اعمالِ صالحہ از قسم نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوتِ قرآن، صدقہ خیرات، حفظِ مسائل فقہ اور دونوں جہان کی ہر چیز کو جمع کر لیا جائے تو فقر وفاقہ میں غرق اہل عشق ومحبت فقیر کے ایک دم کا بھی مول نہیں کہ یہ سب کچھ زوال پذیر ہے مگر دمِ فقیر لازوال ہے۔ صاحبِ اعمالِ صالحہ مزدور [1] ہے اور فقیر اہل حضور ہے۔ فقیر کا مذہب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب مزرعۂ بہشت ہے۔ مزرعہ کیا چیز ہے؟ مزرعہ کھیتی کو کہتے ہیں یعنی بیج ڈالنا اور فصل اُگانا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔" رافضی خارجی فاسق اہل دنیا کا مذہب سے کیا واسطہ؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کا مذہب تھا یعنی تارکِ دنیا، طالب ربِ جلیل نہ کہ طالبِ دنیا بخیل اہل خلل خطرات اور یہی مذہب امامِ اعظم ابوحنیفہ کا ہے۔ جان لے کہ جب درمِ دنیا پر مہر ثبت ہوتی ہے تو شیطان اُسے اُٹھا کر بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے:۔" جو بھی تجھ سے دوستی رکھے گا وہ میرا بندہ ہوگا۔" اے عزیز! اگر تو خدائے عزوجل سے ملنا چاہتا ہے تو کوہِ قاف سے زیادہ وزنی درمِ دنیا کی اِس بلا کو اپنے سر سے اُتار دے۔ لعنت کے اِس طوق کو اپنے گلے سے اتار دے اور شیطان کے اِس سلسلہ سے نکل جا۔ بندے کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسی نعمت کو ٹھکرا دے اور کتے کی طرح ہڈی کا طالب بن جائے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ بندہ نہیں بلکہ کتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" دنیا مردار ہے اور اُس کے طالب کتے ہیں۔" مردار اُس چیز کو کہا جاتا ہے جو گل سڑ کر بدبودار ہو جائے اور اُسے جلاد بھی قبول نہ کرے اور وہ صرف کتوں کے کھانے کے قابل ہو۔ جس نے راہِ فقر اختیار کی اور ہزار سال تک دنیا سے کنارہ کش رہا

---

[1] :- تمام اعمالِ صالحہ آخرت میں اجر وثواب کی مزدوری ہے اس لئے اعمالِ صالحہ کرنے والا دراصل آخرت کا مزدور ہے۔

لیکن اُس کے دل میں اگر اتنا خیال بھی آ گیا کہ دنیا اچھی چیز ہے تو وہ ابھی طالبِ دنیائے مردار ہے۔ ابھی وہ طالبِ جاہ ہے نہ کہ طالبِ راہ ۔ نقل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی اس قدر مفلس تھے کہ اُن کے گھر میں صرف ایک ہی چادر تھی جس سے وہ دونوں میاں بیوی ستر ڈھانپتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے حکم دیا کہ ہم سے گھر کے خرچ کے لئے چار سو درہم لے جاؤ۔ اُس نے بیوی سے مشورہ کیا تو بیوی نے درمِ دنیا جیسے دشمن خدا کو گھر میں لانا مناسب نہ سمجھا۔ صحابی نے کہا:۔ "اگر مَیں وہ درم نہیں لیتا تو اللہ کے رسول کی نافرمانی ہوتی ہے، مَیں کیا کروں؟" بیوی نے کہا:۔ "آؤ دو رکعات نفل پڑھ کر دعا مانگتے ہیں کہ الٰہی! ہمیں دنیا سے اُٹھا لے تاکہ اپنے گھر میں تیرے دشمن کو نہ لاسکیں۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور اپنی جان اللہ کے حوالے کر دی لیکن اب ایسا دور آ گیا ہے کہ لوگ درمِ دنیا ہی کی خاطر نفل پڑھتے ہیں۔ مَیں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

بیت:"اے باھُو! درمِ دنیا کیا چیز ہے؟ پاؤں پڑی زنجیر ہے، جو اس میں پھنس گیا اُسے رہائی نہ ملی"

راہِ مولیٰ میں طمع ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ طمع وہ پہلا گناہ ہے جو دنیا میں ظاہر ہوا۔ ابلیس ہر روز طمع کا طبل بجاتا ہے کہ اُس کے کانوں میں آوازِ طمع ہی ڈالی گئی ہے۔ نقل ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک فقیر سے کر دیا۔ جب وہ فقیر کے گھر پہنچی تو ابھی وہ پاؤں سے جوتی بھی نہ اتار پائی تھی کہ اُسے وہاں جَو کی ایک روٹی نظر آ گئی۔ اُس نے پوچھا:۔ "یہ روٹی یہاں کیوں پڑی ہے؟" فقیر نے جواب دیا:۔ "رات کو مجھے دو روٹیاں ملی تھیں، ایک مَیں نے کھالی اور دوسری کو بچا کر رکھ لیا۔" یہ سن کر شہزادی رونے لگی۔ فقیر کہنے لگا:۔ "کیا تُو اس لئے روتی ہے کہ تُو ایک شہزادی ہے اور ایک مفلس کے گھر آ گئی ہے؟" شہزادی کہنے لگی:۔ "نہیں مَیں تو اس لئے رو رہی ہوں کہ تُو درویش نہیں ہے، تجھ میں تو کتے کے برابر بھی توکل نہیں ہے کہ تو آئندہ کے لئے روٹی بچا کے رکھتا ہے۔ اب مَیں تجھ پر حرام ہوں۔" پھر اُس نے باپ سے کہا:۔ " یہ فقیر درویش نہیں ہے بلکہ ایک بے توکل و حریص

آدمی ہے جو طمع کی خاطر مال وزر جمع کرتا ہے، راہِ خدا کا ابلیس ہے جس کا دل اللہ کی طرف متوجہ نہیں، یہ بخیل ہے اور بخیل اللہ کا دشمن اور ملعون ہے۔" کل قیامت کے دن تمام اہل دنیا انکار کرتے ہوئے کہیں گے :-"الٰہی ! اگر دنیا میں مجھے کوئی درویش یا فقیر مل جاتا تو میں اپنا تمام مال تیری راہ میں صدقہ کر دیتا۔" جان لے کہ یہ خدا ہی ہے جو سوالی فقیر کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ جا فلاں اہل دنیا کے پاس جا کر سوال کر کیونکہ وہ میرا خزانچی ہے۔ اگر وہ سوالی اُس فقیر کو کچھ دیتا ہے تو خدا ہی کو دیتا ہے۔ نیز فقیر کو جو کچھ دلواتا ہے اللہ ہی دلواتا ہے، اگر کوئی سمجھتا ہے کہ مجھے فلاں نے دیا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ فلاں کو میں نے دیا ہے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے کہ دیتا بھی خدا ہے اور دلواتا بھی خدا ہے۔ ایک دفعہ حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کفن چور سے مردوں کے حالات پوچھے تو اُس نے جواب دیا:-"یا حضرت! میں نے آج تک ایک ہزار ایک مرتبہ قبر کشائی کی اور مردوں کے کفن اُتارے لیکن سوائے دو مردوں کے کسی کا رُخ قبلہ کی طرف نہیں دیکھا۔" آپ نے فرمایا:-" تو درست کہتا ہے، وہ سب اہل دنیا تھے۔ جو کوئی دنیا سے محبت کرتا ہے اُس کا رخ قبلہ کی طرف ہرگز نہیں ہوتا کہ اُس کا دین وقبلہ درمِ دنیا ہوتا ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:-" ترکِ دنیا تمام عبادات کی جڑ ہے اور حُبِ دنیا تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔" فقیر چار قسم کے ہوتے ہیں، صاحبِ بطن، صاحبِ وطن۔ اُن کا جو وطن ابتدا میں تھا وہی وطن انتہا میں ہے۔ صاحبِ معنی اور صاحبِ متن - نیز فقیروں کی چار قسمیں یہ بھی ہیں یعنی صاحبِ حیرت حیران ۱، صاحبِ جرم گریان ۲ ، صاحبِ عشق جان بریان ۳ ، صاحبِ شوق ذاکرِ قلب در وحدت وجد جریان ۴۔

---

۱ :- صاحبِ حیرت حیران = صاحب علم کہ علم کی انتہا حیرت ہے۔ ۲ :- صاحبِ جرم جو ہر وقت اپنے گناہوں کی معافی کے لئے روتا رہتا ہے۔ ۳ :- صاحبِ عشق جو اپنی جان آتشِ عشق میں جلاتا رہتا ہے۔

۴ :- صاحبِ شوق جو ہر وقت ذکرِ قلبی میں غرق ہو کر مقامِ وحدت میں وجد آفرین رہتا ہے۔

باب دہم

فقر فنا فی اَللّٰہُ اور ترکِ دنیا ماسویٰ اَللّٰہُ

بیت:-"اے باھُو! جو شخص غرق فنا فی اَللّٰہُ ہو جاتا ہے وہ سراپا نور ہو جاتا ہے اور علم و ذکر اور حضوری اُس کے لئے حجابات بن جاتے ہیں۔"

اہلِ حضور کے لئے ذکر و علم کی طرف متوجہ ہونا بے ادبی ہے جیسے کہ جب کوئی شخص کسی بادشاہِ مجازی کے سامنے پیش ہوتا ہے تو اُس کے لئے بادشاہ کو اُس کے نام سے پکارنا بے ادبی ہوتا ہے۔ اِسی طرح حضوری بھی وحدانیت سے جدائی اور شرک ہے جب تک کہ بندہ وحدت میں غرق نہیں ہو جاتا، توحید میں غرق نہیں ہو جاتا، غیر ماسویٰ اللہ سے جدا ہو کر یکتا بخدا نہیں ہو جاتا، جب تک کہ عشق و محبت میں غرق ہو کر فنا فی اَللّٰہُ نہیں ہو جاتا اور علم و ذکر کو بھلا نہیں دیتا۔

بیت:-"اے باھُو! علم و ذکر کیا چیز ہے؟ محض درد و رنج ہے لیکن جہاں گنجِ ذاتِ الٰہی ہے وہاں اِس درد و رنج کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

حدیث:-" لذتِ افکار افضل ہے لذتِ اذکار سے۔" حدیث:-"علم سب سے بڑا حجاب ہے۔" جان لے کہ بعض سالک یا طالب یا مرشد خود کو صاحبِ حضور و باخبر سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ حضوری حق تعالیٰ سے بہت دور اور بے خبر ہوتے ہیں، اُن کی حالت اُس چشم بند بیل کی ہوتی ہے جو سارا دن کنویں کے گرد چکر کاٹتا رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ ایک طویل سفر کر رہا ہے لیکن جب اُس کی آنکھیں کھلتی ہیں تو خود کو کنویں کے پاس اُسی جگہ پاتا ہے جہاں سے اُس نے چلنا شروع کیا تھا۔

بیت:-"اے باھُو! اہلِ حضور ہونے کا دعویٰ وہی شخص کرتا ہے جو حضوری حق سے بہت

دور ہو کہ حضوری تو نام ہے اپنی ہستی کو مٹا دینے کا۔"

فقر کے تین حروف ہیں یعنی" ف ق ر"۔ حرف " ف " سے فنائے نفس، حرف " ق " سے قربتِ قبر اور " ر" سے روحانیتِ مُوْتُوْ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ۱۔ اگر بارہ ہزار صاحبِ دعوت و صاحبِ ورد و وظائف و تسبیح خوان جمع ہو جائیں تو ایک ذاکر کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے۔ اگر بارہ ہزار ذاکر جمع ہو جائیں تو ایک صاحبِ مذکور الہام کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے، اگر بارہ ہزار صاحبِ مذکور الہام جمع ہو جائیں تو ایک صاحب استغراقِ مراقبہ کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے، اگر بارہ ہزار صاحب استغراقِ مراقبہ جمع ہو جائیں تو ایک فنا فی اللہ فقیر کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے کہ غرق فی التوحید موحد کو دونوں جہان میں دائمی حیات نصیب ہوتی ہے اور وہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ ۲ کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اگر کوئی بارہ ہزار مرتبہ زبان سے ذکرِ "اَللّٰہُ" کرتا ہے تو اِس سے بہتر ہے کہ وہ ایک مرتبہ قلب کی زبان سے اسم اَللّٰہُ کا ذکر کرے۔ اگر کوئی بارہ ہزار مرتبہ قلب کی زبان سے ذکرِ اَللّٰہُ کرتا ہے تو اِس سے بہتر ہے کہ وہ ایک مرتبہ روح کی زبان سے اسم اَللّٰہُ کا ذکر کرے اور اگر کوئی بارہ ہزار مرتبہ روح کی زبان سے ذکرِ اَللّٰہُ کرتا ہے تو اِس سے بہتر ہے کہ وہ ایک مرتبہ سِرّ کی زبان سے اسم اَللّٰہُ کا ذکر کرے۔ سِرّ سے آگے مقامِ فقر ہے اور فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے، وہاں گناہ و عبادت، خواب و بیداری اور مستی و ہوشیاری برابر ہوتی ہے۔ فقرِ حضور کی نشانی کیا ہے؟ وہاں پر خرد ہے نہ ورد، ذکر ہے نہ فکر، صرف ذاتِ حق کی جلوہ آرائی ہے اور جہاں سرِّ ھُوْ (ذاتِ حق) ہے وہاں صرف آوازِ مذکور ہے۔ جس طرح کہ بادشاہِ مجازی کی جائے قیام پر شور و غوغا نہیں ہوتا کہ وہ آواز بلند اور شور و غوغا پسند نہیں کرتا۔ اِسی طرح جہاں ذاتِ لم یزل ہے وہاں غوغا ہے نہ خلل ہے۔ وہ آدمی ہرگز فقیر نہیں ہو سکتا جو

۱:۔ ترجمہ = مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

۲:۔ ترجمہ = فقر جب اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔

اپنے نام و ناموس کے شور و غوغا سے خلل پذیر ہے۔ مجلسِ فقرأمیں ذکرِ خدا یا ذکرِ انبیا یا ذکرِ اولیا ہوتا ہے۔ فرمایا گیا ہے:۔ "ذکرِ اولیا عبادت ہے۔" فقیر اگر کوئی کلام کرے بھی تو فقط اللہ اور رسول یا اولیا اللہ کے متعلق کرے ورنہ بہتر ہے کہ خاموش رہے۔ سن! یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ فقیر کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ اہلِ دنیا کے دروازے پر ہرگز نہ جائے خواہ اُس کی گردن ہی کیوں نہ اُڑا دی جائے البتہ اُس کے لئے حبِ الٰہی میں ایسا کرنا روا ہے۔ جو فقیر (خواہش نفس سے مغلوب ہو کر) کسی بادشاہ یا اہلِ دنیا کے دروازے پر جاتا ہے تو اُس کے اِس گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ کسی حجام سے اُس کی داڑھی اور سر منڈوا کر گدھے پر سوار کرا دیا جائے اور کھلنڈرے لڑکوں کے حوالے کر کے گلی گلی محلے محلے اور شہر شہر رسوا کیا جائے اور اعلان کیا جائے کہ یہ وہ فقیر ہے جو بے توکل و ناامید ہو کر اللہ سے برگشتہ ہو گیا ہے اور نذر و نیاز وصول کرنے کے لئے اہلِ دنیا کے دروازے پر جاتا ہے۔ اُس کے ساتھ ساتھ اُسے اِس کام سے باز رہنے کی تنبیہ بھی کی جائے۔ دنیا و اہلِ دنیا سے وہ فقیر اخلاص رکھتا ہے جس سے راہِ فقر سلب ہو گئی ہو اور وہ محتاج و راندہ درگاہ ہو کر دنیا و اہلِ دنیا کا گرویدہ ہو چکا ہو۔ اُس کی فقیری باطل و جھوٹی اور استدراجی ہے۔ میں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ دنیا دریا کی مثل ہے، اہلِ دنیا مچھلی و مگر مچھ کی مثل ہیں، اہلِ علم مرغابی کی مثل ہیں اور مرغابی پانی میں رہتے ہوئے بھی اُس سے آلودہ نہیں ہوتی اور فقرأ بگلے کی مثل ہیں جو دریا کے کنارے پر رہتا ہے، اپنی روزی دریا سے کھاتا ہے لیکن دریا میں قدم نہیں رکھتا اور نہ ہی دریا میں غرق ہوتا ہے۔ فقیر دنیا سے آبرو نہیں پاتا کہ اُس کی آبرو بارگاہِ حق سے ہوتی ہے۔ اہلِ دنیا زر رو ہوتا ہے کہ اُس کی آبرو زر سے ہوتی ہے۔ پس آبرو کا زر رو سے کیا تعلق؟ سن! ایک وزیر نے وزارت چھوڑ دی اور کامل اعتقاد اور اخلاص کے ساتھ راہِ فقر اختیار کر لی۔ ایک دن بادشاہ اُس کی طرف سے گزرا تو اُس نے وزیر سے پوچھا:۔ "تم نے میری وزارت چھوڑ کر فقیری سے کیا حاصل کیا؟" اُس نے جواب دیا:۔ "فقیری سے مجھے پانچ فائدے حاصل ہوئے، ایک یہ کہ تُو بیٹھتا تھا اور میں

دست بستہ ادب سے تیرے سامنے کھڑا رہتا تھا، تُو مجھے بیٹھنے کو نہیں کہتا تھا لیکن اب مَیں چار رکعات نماز پڑھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے دو دفعہ بٹھاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ تُو سو جاتا تھا اور مَیں تیرے دشمنوں سے تیری حفاظت کے لئے جاگتا رہتا تھا لیکن اب مَیں سوتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میری حفاظت کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ تُو کھانا کھاتا تھا لیکن مجھے کھانے کو نہیں دیتا تھا، اب اللہ تعالیٰ خود نہیں کھاتا لیکن مجھے کھلاتا ہے اور بے حساب روزی دیتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اگر تُو مرجاتا تو لوگ میرا محاسبہ کرتے لیکن اب مجھے ایسا کوئی خطرہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حیّ قیوم ذات ہے۔ پانچویں یہ کہ تیرے قہر و غضب کے خوف سے میری جان پر بنی رہتی تھی اور تیرے جور و ستم سے مَیں محفوظ نہ تھا لیکن اب مَیں اِس خوف سے محفوظ ہوں کہ اللہ تعالیٰ بخشنہار ہے۔

نقل ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ہر روز دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو نوافل پڑھا کرتے تھے۔ ایک رات اُنہیں نماز میں خطرات لاحق ہوگئے۔ اُنہوں نے خدام سے فرمایا:۔" گھر کی تلاشی لو، لگتا ہے آج میرے گھر میں دنیا موجود ہے۔" خدام نے قسم کھا کر کہا:۔" ہم نے بارہ سال سے اِس گھر میں روپیہ پیسہ نہیں دیکھا اور نہ ہی جی بھر کے لذتِ طعام چکھی ہے۔" آپ نے فرمایا:۔" میرا خطرہ بے سبب تو نہیں ہوسکتا۔" جب خادموں نے گھر بھر میں جھاڑو پھیری تو پلنگ کے پائے کے نیچے سے خرما نکل آیا جسے اُنہوں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اُسے دیکھ کر آپ نے فرمایا:۔" جس گھر میں اِس قدر مال موجود ہو وہ ایک تاجر کا گھر ہے۔" یہ فقیر باھوؒ کہتا ہے کہ فقیر چار قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ کہ جن کا ظاہر پریشان اور باطن آباد ہوتا ہے جیسے کہ حضرت خضر علیہ السلام۔ دوسرے وہ کہ جن کا ظاہر آراستہ مگر باطن پریشان ہوتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام [1]۔ تیسرے وہ کہ جن کا ظاہر بھی آراستہ اور باطن بھی آراستہ ہوتا ہے جیسے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور چوتھے وہ کہ جن کا ظاہر بھی پریشان اور

[1]:۔ اِسے سمجھنے کے لئے مترجم کا رسالہ "تفہیم الکلام حضرت سلطان باھوؒ" پڑھیے۔

باطن بھی پریشان ہوتا ہے جیسے کہ بلعم باعور۔ پس فقیر کے لئے لازم ہے کہ جب اُس کا نفس دنیا طلب کرے تو اُس سے کہے کہ اپنی حد میں رہ، تیری سزا یہ ہے کہ تُو اہل دنیا کے پاس جا کر اُن سے سوال کر اور سو سو جھڑکیاں کھا کہ تُو نے خدا پر بھروسہ چھوڑ دیا ہے۔ اگر یہ نہیں کر سکتا تو طلبِ دنیا چھوڑ دے۔ اگر کوئی اہل دنیا اُس کی زیارت کو آئے تو اپنے نفس سے کہے کہ تُو پکا اہل دنیا ہے، پہلے اپنے سر پر سو جوتے لگوا تا کہ تیرے وجود سے دنیا کی کثافت نکل جائے، اس کے بعد میرے نزدیک آ ورنہ دور ہو جا۔ اگر اُس کا اخلاص اللہ تعالیٰ سے صادق ہوا تو وہ نفس کی اس ذلت کو قبول کرے گا اور اُس کا حجاب دُور ہو جائے گا اور وہ تارک فارغ فقیر بن جائے گا ورنہ اہل دنیا کا منہ دیکھتے ہی خطراتِ شیطانی اُسے گھیر لیں گے اور وہ راہِ فقر کا راہزن ہو کر رہ جائے گا۔ مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک فقیر نے خلوت اختیار کر لی اور گزارے کے لئے صرف ایک خرما یعنی کھجور کا دانہ اپنے پاس رکھ لیا، جب بھی وہ فقر و فاقہ سے عاجز ہو جاتا تو خرمے کو دیگ میں ابال کر اُس کا جوشاندہ بنا لیتا اور سب اہل مجلس مل کر جوشاندہ پی لیتے۔ اِس طرح پچاس سال تک وہ اور اُس کے ساتھی اُسی ایک خرمے پر گزارہ کرتے رہے، جب وہ خرما ختم ہو گیا تو درویش نے اپنی جان خدا کے سپرد کر دی۔ وہ مرتا مر گیا مگر اُس نے اہل دنیا کے دروازے پر قدم نہ رکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"طالب اللہ تین چیزوں کا ذکر پیار سے نہیں کرتا، (1) دنیا کا ذکر، (2) اہل دنیا کا ذکر اور (3) ہوائے نفس سے رغبت نہیں رکھتا۔"

بیت:۔"اے باھُو! فقر کو تُو کیا سمجھتا ہے؟ فقر ہر دم لاہوت میں رہنے کا نام ہے اور اس کے لئے دائمی سکوت چاہیے۔"

فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"الٰہی! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی مدد کے طالب ہیں۔" امام باہلیؒ ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"میری اُمت پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ لوگ دن کو مسلمان ہوں گے اور رات کو حالتِ کفر میں سوئیں گے اور بعض لوگ سوتے وقت مسلمان ہوں گے لیکن جاگیں گے تو کافر ہوں گے اور یہ اِس لئے ہوگا کہ وہ کثرت سے یاوہ گوئی کریں گے اور اُسے برا نہ سمجھیں گے۔ اُس زمانے میں صرف اُس شخص کا دین سلامت ہوگا اور وہ شرک و کفر سے باز رہے گا جو علمائے عامل اور فقرائے کامل کی مجالس میں بیٹھ کر کلام اللہ سنے گا یا علم و ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول رہے گا۔" حدیثِ قدسی میں فرمانِ الٰہی ہے:۔"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہو اور خود کو اصحابِ قبور میں سے سمجھو۔" احادیث:۔(۱)"دنیا گدھوں کی جنت ہے۔"(۲)"دنیا کتے کا گھر ہے۔"(۳)"دنیا کا عیش و عشرت کفار کا فخر ہے۔"(۴)"لذتِ دنیا خنزیر کا گوشت ہے۔" (۵)"دنیا دل کی سیاہی ہے۔"(۶)"عشق ایک آگ ہے جو دل سے غیر ماسویٰ اللہ کا ہر نقش جلا دیتی ہے۔" بیت:۔

"اے باھُو! اللہ کا شکر ہے کہ شہیدِ عشق مرتا نہیں کہ وہ خود کو غرق فنا فی اللہ کر دیتا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"قیامت کے دن تم میں سے وہ شخص میرا مقرب ہوگا جس نے فقر و فاقہ اور تفکر میں زندگی گزاری ہوگی۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "فقر و فاقہ عبادت کا مغز ہے۔" بشرطیکہ یہ فقر و فاقہ شریعت کے مطابق ہو ورنہ انسان اِس ریاضت سے کافر و پاگل و دیوانہ ہو کر استدراج میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص غرق فنا فی اللہ ہوئے بغیر غیر شرعی طریقے سے زمین و آسمان کے جملہ طبقات کی سیر کرکے ماہ سے ماہی تک زیر و زبر کی ہر چیز کا تماشا دیکھ لیتا ہے تو یہ محض گمراہی ہے۔ مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ یادِ حق میں غرق تھے کہ اُن کے پاس سے مسلمانوں کی ایک جماعت گزری۔ بزرگ نے پوچھا:۔"اے مسلمانو! تم کہاں جا رہے ہو؟" اُنہوں نے جواب دیا:۔"ہم کفار سے جہاد کرنے جا رہے ہیں۔" بزرگ کے نفس نے اُس سے کہا :۔ "ہمیں

بھی اِن مجاہدین میں شامل ہو کر غازی بننا چاہیے۔" بزرگ نے کہا:۔"اے نفس! میں جانتا ہوں کہ تُو مجھے فریب دے رہا ہے اور راہِ فقر کی درماندگی سے جان چھڑا کر آرام کرنا چاہتا ہے۔" نفس نے کہا:۔"اِس میں بھلا نقصان ہی کیا ہے؟" بزرگ نے کہا:۔" تُو دشمنِ دین ہے، تیرا جہاد سے کیا واسطہ؟" سچ بتا تُو چاہتا کیا ہے؟" نفس نے کہا:۔"سچ تو یہ ہے کہ تُو مجھے رات دن دم بدم ساعت بساعت فقر و فاقہ، عشق و محبت اور ذکرِ اَللّٰہُ کی تلوار سے ذبح کرتا رہتا ہے، اِس سے تو بہتر ہے کہ میں میدانِ جنگ میں کفار کی تلوار سے ایک ہی بار مارا جاؤں اور دم بدم کے اِس عذاب سے نجات پا جاؤں۔" یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ محبتِ الٰہی کا ایک ذرّہ جملہ عباداتِ حج و غزوہ و زکوٰۃ و نماز و روزہ و نوافل اور تمام جن و انس و دیو و پری و فرشتہ و ملائک کی مجموعی عبادت سے افضل ہے بشرطیکہ محبت و اخلاص کی اِس راہ میں فقیر صادق و ثابت قدم اور راسخ الاعتقاد ہو کیونکہ فقرائے کامل اپنے معاملات کو عشق و محبت کے کمال تک پہنچاتے ہیں جن سے اُن کا سینہ تجلی انوار سے مالا مال رہتا ہے کہ صاحبِ عشق و محبت کے دل پر ہر دم لاکھوں اسرار نازل ہوتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک بزرگ نے دوسرے بزرگ کے پاس بہت سی رقم بھیجی۔ اُس نے کہلا بھیجا:۔"یہ کیسی دوستی ہے کہ تم دوستانِ خدا کے پاس وہ چیز بھیجتے ہو جسے خدائے تعالیٰ اپنا دشمن قرار دیتا ہے؟ اِس کے طالب تو اور بہت ہیں یہ اُن ہی کو دے دو۔" پس فقیر وہ ہے جو دنیا اور اہلِ دنیا کو ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہ دیکھے کہ دنیا و اہلِ دنیا کو دیکھنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

ایک بزرگ گوشۂ تنہائی میں معتکف تھے۔ بادشاہِ وقت اُن کی زیارت کے لئے آیا اور کچھ رقم بطورِ نذرانہ پیش کی۔ درویش نے کہا:۔"ارے او دشمنِ خدا! یہ کون سا موقع ہے کہ تُو مجھ سے کینہ و نفاق و منافقت کا سلوک کر رہا ہے؟ اِسے میرے سامنے سے اُٹھا، اِس کے چاہنے والے اور بہت ہیں۔ جسے خدا پر بھروسہ ہے وہ اِسے ہرگز ہاتھ نہیں لگاتے کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"اے نبیؐ! آپ فرما دیں کہ متاعِ دنیا قلیل ہے۔" یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ طالبِ دنیا دو حکمتوں سے

خالی نہیں ہوتا، یا تو وہ منافق ہوتا ہے یا ریا کار- دنیا شیطان ہے اور طالبانِ دنیا شیاطین ہیں، دنیا فتنہ و فساد ہے اور طالبانِ دنیا فتنہ انگیز ہیں، دنیا نفاق ہے اور طالبانِ دنیا منافق ہیں، دنیا خونِ حیض ہے اور اس کے طالب حائض ہیں، دنیا کذب ہے اور اس کے طالب کذاب ہیں، دنیا شرک ہے اور اس کے طالب مشرک ہیں، دنیا خبث ہے اور اس کے طالب خبیث ہیں، دنیا لعنت ہے اور اس کے طالب ملعون ہیں- جان لے کہ درمِ دنیا کو جان سے زیادہ وہ شخص عزیز رکھتا ہے جو بے دین و بے عقل و بے تمیز ہو- دنیا جہل ہے اور اس کے طالب جاہل ہیں- دنیا فاجرہ و بدکار عورت ہے اور اہلِ دنیا اس کا دیوث (بھڑوا) شوہر ہے جو اپنی عورت کو دوسرے مردوں سے کھلے عام زنا اور فحاشی کرتے ہوئے دیکھتا ہے- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- " دیوث ہرگز جنت میں نہیں جائے گا-" پس فقیر وہ ہے جو مردِ مذکر ہو نہ کہ دیوث و مخنث- دنیا نام ہے عام کا اور جہان بھر کے عوام اس کے تابع و غلام ہیں جو صبح شام اس کی جستجو میں غرق رہتے ہیں- اہل اللہ خاص ہیں اور دنیائے عام اُن پر حرام ہے- خاص کون ہے اور خاص کسے کہتے ہیں؟ خاص وہ ہے جو دنیائے عام سے خلاصی پا چکا ہو- جو آدمی دنیا سے خلاص ہو جاتا ہے وہ خدائے عزوجل سے با اخلاص ہو جاتا ہے- صاحبِ شعور درویش اور صاحبِ حضور فقیر وہ ہے جو اپنے دل کو حبِ دنیا کی آلائش سے پاک رکھے- جو آدمی ہوا و شہوت کو طلاق دے دیتا ہے وہ صاحبِ شوق ہے، جو زرِ دنیا کو طلاق دے دیتا ہے وہ صاحبِ ذوق ہے، جو غیر ماسویٰ اللہ کو طلاق دے دیتا ہے وہ صاحبِ اشتیاق مشتاق ہے اور جو آدمی اِن تمام بلاؤں سے جان چھڑا لیتا ہے وہ عاشق حق تعالیٰ ہے -

بیت:-"اے باھُو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ دنیا کیا چیز ہے؟ دنیا ایک پُر درد بلا ہے جو ذکر و فکر حق سے غافل کر دیتی ہے-"

اے باھُو! دنیا کیا چیز ہے؟ دنیا دوئی کا نام ہے- جو شخص دوئی اختیار کرتا ہے وہ خود کو

شیطان کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"پس زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ حق کی تکذیب کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا؟" فرمایا گیا ہے کہ دنیا محض لہو ولغو (کھیل تماشا) ہے۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے شیطان اُس سے دشمنی رکھتا ہے اور جو شخص دنیا سے دوستی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے دشمنی رکھتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خواہ کوئی عالم ہو یا جاہل اگر وہ دنیا سے رغبت رکھتا ہے تو دوستیٔ خدائے تعالیٰ میں جھوٹا ہے۔ اگر کسی فقیرِ کامل یا علمائے عامل کے مرنے کے بعد اُس کی جیب سے ایک روپیہ یا ایک پیسہ بھی برآمد ہو جائے تو سمجھ لیجیے کہ وہ طلبِ حق میں جھوٹا تھا اور محبتِ خدائے تعالیٰ سے خالی ہاتھ و بے مقصود گیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ روپیہ پیسہ آگ میں سرخ کر کے اُس کی پیشانی پر داغ دیا جائے تا کہ اُس کے اہلِ دنیا ہونے کی دلیل بن جائے۔ جو شخص روپے پیسے سے دوستی رکھتا ہے وہ یقیناً خدائے عزوجل سے دوستی نہیں رکھتا۔ مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اَفسوس کہ تُو غفلت کا شکار ہو کر اتنا اندھا ہو گیا ہے کہ تجھے موت اور قبر بھی یاد نہیں رہی۔ یہ روپے پیسے ہی کا وبال ہے جو تجھ پر خدا کا قہر و غضب بن کر نازل ہوا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"حیاتِ دنیا ایک دن ہے اور ہمیں اِس میں روزہ رکھنا ہے۔"

بیت:۔"واصلانِ حق کے لئے اللہ کا نام ہی کافی ہے کہ وہ اُنہیں ہر وقت وحدتِ کبریا کے عشق میں غرق رکھتا ہے۔"

جان لے کہ یہ درمِ دنیا ہی تھا کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دشمنی و جنگ کی۔ اگر ابوجہل مفلس ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کرتا۔ حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کو بھی قتل کیا تو درمِ دنیا ہی نے کیا، اگر یزید مفلس ہوتا تو امامین علیہم السلام کا تابعدار ہوتا کہ امامین پاک اُم المومنین حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورِ چشم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد تھے۔ پس اہلِ دنیا ابوجہل و یزید ہے نہ کہ رابعہؒ و بایزیدؒ - دنیا ہی قاتلِ اصحابؓ اور قاتلِ امام ہے - دنیا کی فراوانی میں شرف

کہاں؟ دنیا اللہ تعالیٰ کا قہر اور خون ہے اور اِس کا طالب کا فرودون (کمینہ) ہے اور وہ دشمن ذاتِ بے چون و بے چگون (خدائے تعالیٰ) ہے۔ دنیا بدعت ہے اور طالبِ دنیا ملحد ہے۔ یہ دنیا ہی ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتی ہے۔ دنیا ہرجائی عورت کی مثل ہے جو دونوں جہان میں روسیاہ وخوار و نا قابل اعتبار ہے۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔ سونا چاندی، اونٹ گھوڑے، بیل گدھے، ہاتھی ونوکروسپاہی وغیرہ ابوجہل و یزید ملعون کا لشکر وخزانہ تھا اور صبر و شکر، ذکر فکر، ذوق شوق، عشق محبت، نماز روزہ، فقر وفاقہ، اصحابؓ ومومن مسلمان اور قرآن وحدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امامین پاک علیہم السلام کا لشکر وخزانہ تھا۔ نقارہ ڈھول ودف وشرنا وغیرہ ابوجہل و یزید کی نوبت تھا اور بانگ واذان اور ذکرِ اللہ کا زوردار نعرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امامانِ پاک علیہم السلام کی نوبت تھا۔ دنیا کی بادشاہی ونوبت باطل وفانی ہے اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بادشاہی ونوبت دائم وباقی ہے کہ اسلام حق وراستی ہے۔ الٰہی! تُو اُس کی مدد فرما جو دینِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی مدد کرتا ہے، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:- "یہ فتح ونصرت ہے اللہ کی طرف سے اور مومنوں کے لئے بشارت ہے۔ پس اللہ ہی بہترین محافظ ہے اور وہ نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔ اللہ کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی وسیلہ۔ بے شک ہم نے اُس کے وارث کو غلبہ عطا فرمایا۔" اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چار قسم کے لشکر تھے، ایک صحابہؓ کرام کا لشکر، دوسرا فرشتوں اور شہیدوں کا لشکر، تیسرا علم کا لشکر اور چوتھا علم وحلم کا لشکر۔ اِن میں سے دو لشکر ظاہر کے تھے یعنی اصحاب وملائکہ وشہداءٔ کے لشکر اور دو لشکر باطن کے تھے یعنی علم اور خلق وحلم کے لشکر۔ جنہیں دین عزیز تھا اُنہیں ابوجہل نے دین کے بدلے مال وزر اور حکمرانی کی پیش کش کی لیکن اُنہوں نے اُس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ میں جان تک قربان کردی اور بعض لوگوں نے منافقت سے کام لیا، وہ کبھی مومن بن جاتے، کبھی کافر ہو جاتے اور کبھی تذبذب کا شکار ہو جاتے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبہ سے کوچ کیا اور مدینہ کی طرف ہجرت کی تو ہر اہل محبت و جان نثار صحابی نے بھی آپ کی اتباع میں ہجرت کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنی جان و مال اور سر قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ اِس کے برعکس جن لوگوں پر اپنے وطن، اپنی زمین، اپنے مال، اپنی دولت اور اپنے قرابت داروں کی محبت غالب آئی وہ خدمتِ ہجرت سے جدا و محروم رہے لیکن وہ اصحاب جو اہل محبت تھے اور طائفۂ فقراء میں سے تھے، پکے عاشق رسول تھے اس لئے وہ آپ کے ساتھ ہی ہجرت کر گئے۔ جو بھی سنتِ ہجرت سے محروم رہا طمع دنیا کی وجہ سے رہا۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"تم میں سے کوئی تو دنیا کی خوشحالی چاہتا ہے اور کوئی آخرت کی کامیابی چاہتا ہے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔"جس نے سرکشی اختیار کر کے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔"تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں جب تک کہ وہ مجھے اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔" اگر زمین و آسمان کو سونے سے بھر کر خوب آراستہ کر دیا جائے اور اُس کی تمام بادشاہی بھی بخش دی جائے تو اہل دین وہ ہے جو اِس زر و زیبائش کو نظر انداز کر دے اور اس کے بدلے اپنا دین نہ بیچے کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں جہان سے فائق تر ہے۔ دونوں جہان کو دین پر قربان کیا جا سکتا ہے کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہائے کلمہ طیب ہے اور کلمہ طیب دونوں جہان سے فائق تر ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ زیر و زبر، عرش و کرسی، لوحِ محفوظ، ماہ تا ماہی، غرض کائنات کی ہر چیز اللہ کے ذکر کلمہ طیب میں موجود ہے۔

بیت:۔"اے باھُو! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہر مومن کے دل پر لکھا ہوا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہر اہل بہشت کی زبان پر لکھا ہوا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔"

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دو ہزار بائیس (2022) سال کا زمانہ ہے، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان گیارہ سو

(1100) سال کا زمانہ ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے درمیان پانچ سو ستر (570) سال کا زمانہ ہے، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان پانچ سو (500) سال کا زمانہ ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان گیارہ سو ستاسی (1187) سال کا زمانہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان چھ سو (600) سال کا زمانہ ہے۔ اِس طرح آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادتِ باسعادت تک پانچ ہزار نو سو اُناسی (5979) سال کا عرصہ ہے۔ حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔" میری اُمت میں ہر وقت چالیس ابدال رہیں گے اور قیامت تک ہر وقت اُن کی تعداد چالیس ہی رہے گی۔ بائیس (22) ملکِ شام میں ہوں گے اور اٹھارہ (18) عراق میں ہوں گے۔ اُن میں سے جب کوئی فوت ہوگا تو دوسرے لوگوں میں سے اُس کا قائم مقام چن لیا جائے گا۔ جب قیامت قائم ہوگی تو اُنہیں دنیا سے یکبارگی اُٹھالیا جائے گا۔" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔"اللہ تعالیٰ تین سو آدمی پیدا فرمائے گا کہ جن کے دل آدم علیہ السلام جیسے ہوں گے، چالیس آدمی پیدا فرمائے گا کہ جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے ہوں گے، سات آدمی پیدا فرمائے گا کہ جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے ہوں گے۔ پانچ آدمی پیدا فرمائے گا کہ جن کے دل جبرائیل علیہ السلام جیسے ہوں گے، تین آدمی پیدا فرمائے گا کہ جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام جیسے ہوں گے اور ایک آدمی پیدا فرمائے گا کہ جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام جیسا ہوگا۔ جب وہ فوت ہو گا تو تین میں سے ایک اُس کی جگہ پر آجائے گا، جب تین میں سے کوئی فوت ہوگا تو پانچ میں سے کوئی اُس کا قائم مقام بن جائے گا، جب پانچ میں سے کوئی فوت ہوگا تو سات میں سے کوئی اُس کا قائم مقام بن جائے گا، جب

سات میں سے کوئی فوت ہوگا تو چالیس میں سے کوئی اُس کی جگہ پر آ جائے گا، جب چالیس میں سے کوئی فوت ہوگا تو تین سو میں سے کوئی اُس کا قائم مقام بن جائے گا اور جب تین سو میں سے کوئی فوت ہوگا تو عام مسلمانوں میں سے کسی ایک کو اُس کا قائم مقام بنا دیا جائے گا۔ اُنہی لوگوں کی برکت سے اِس اُمت پر سے بلائیں ٹلتی رہیں گی۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- ''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں نے تمہارے باپ آدم (علیہ السلام) سے پہلے ایک آدم کو پیدا فرمایا اور اُسے ایک ہزار سال کی عمر عطا کی۔ جب اُس کا انتقال ہو گیا تو میں نے مزید چدرہ ہزار آدم پیدا کئے اور ہر ایک کو دس دس ہزار سال کی عمر عطا کی۔ اِس کے بعد آپ کے باپ آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا۔''

تفسیر اسرار الفاتحہ میں نقل ہے کہ ایک دن حضرت حسن بصریؒ، حضرت مالک بن دینارؒ، حضرت شفیق بلخیؒ اور حضرت رابعہ بصریؒ ایک مجلس میں جمع ہوئے اور بات صدق کے متعلق چل نکلی۔ حضرت حسن بصریؒ بولے:- '' وہ شخص طالبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو مولیٰ کی طرف سے دی گئی تکلیف پر صبر نہیں کرتا۔'' حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا:- ''اِس قول سے خودنمائی کی بو آتی ہے، بات اِس سے بڑھ کر ہونی چاہیے۔'' حضرت شفیق بلخیؒ بولے:- '' وہ شخص طالبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو مولیٰ کی دی ہوئی تکلیف سے لطف اندوز نہیں ہوتا۔'' حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا:- ''اِس بات سے بھی خودنمائی کی بو آتی ہے۔'' حضرت مالک بن دینارؒ بولے:- '' وہ شخص طالبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو مولیٰ کی طرف سے دی گئی تکلیف پر شکر نہیں کرتا۔'' حضرت رابعہ بصریؒ بولیں:- '' وہ شخص طالبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو مشاہدۂ مطلوب میں غرق ہو کر مولیٰ کی طرف سے دی گئی تکلیف کو بھول نہیں جاتا۔'' یہ فقیر باھُو اِن جملہ اولیائے کرام کے جواب میں کہتا ہے:- ''وہ شخص طالبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو خود کو اور مشاہدہ کو بھول کر توحیدِ مولیٰ میں غرق نہیں ہو جاتا۔''

نقل ہے کہ ایک مرتبہ شیخ بایزید بسطامیؒ اور ذوالنون مصریؒ امام المسلمین حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے گئے۔ حضرت امام اعظمؒ نے اپنے خادم سے فرمایا:۔"ایک صاف تاس میں شہد بھر کر اس پر ایک بال رکھ کر لے آؤ۔" خادم نے حکم کی تعمیل کی۔ امام اعظمؒ نے فرمایا:۔" بزرگو! اس تاس، شہد اور بال پر تبصرہ فرمائیں۔" حضرت بایزید بسطامیؒ بولے:۔"بہشتِ خدائے تعالیٰ اِس تاس سے زیادہ صاف وشفاف ہے، نعمائے بہشت اِس شہد سے زیادہ شیریں ہیں اور پل صراط سے گزرنا اس بال سے زیادہ باریکی کا کام ہے۔" حضرت ذوالنون مصریؒ بولے:۔" دین اسلام اس تاس سے زیادہ صاف وروشن ہے، دائرہ اسلام میں رہنا اس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور اسلام پر عمل پیرا ہو کر استقامت اختیار کئے رکھنا اس بال سے زیادہ باریک معاملہ ہے۔" حضرت امام اعظمؒ بولے:۔" علمِ خدائے تعالیٰ اِس تاس سے زیادہ صاف وروشن ہے، علمِ مسائل فقہ اِس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور نکتہ ہائے علم اس بال سے زیادہ باریک ہیں۔" حضرت امام اعظمؒ کے خادم نے کہا:۔" مہمانوں کے چہرے کی زیارت کرنا اس تاس سے زیادہ صاف وشفاف عمل ہے، مہمانوں کی خدمت کرنا اس شہد سے زیادہ شیریں عمل ہے اور مہمانوں کی دل نوازی کرنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ ایک کتاب " نافع المسلمین " کے مصنف نے کہا ہے:۔" اولیائے اَللّٰہُ کے مکھڑے کی زیارت کرنا اس تاس سے زیادہ صاف وشفاف عمل ہے، دل میں محبتِ الٰہی کا چراغ روشن کرنا اس شہد سے زیادہ شیریں عمل ہے اور شریعتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نگہداری کرنا اس بال سے زیادہ باریک عمل ہے۔" یہ فقیر باھُو! ان جملہ اولیائے کرام، حضرت امام اعظمؒ، نافع المسلمین کے مصنف اور حضرت امام اعظمؒ کے خادم کے جواب میں کہتا ہے:۔"نعمائے بہشت سے سیر ہونا نفس گدھے کا کام ہے، علمِ بے عمل کا مطالعہ کرنا نادانوں کا کام ہے، مہمانوں کا منہ دیکھنا خطرناک فعل ہے، بے محبت و بے محنت حق رسیدہ ہونا خطرناک بات ہے، بے صدق اسلام میں قدم رکھنا ریا سے بڑھ کر قبیح فعل ہے۔ نقش اسمِ "اَللّٰہُ" شہد سے

زیادہ شیریں ہے اور خود کو فنا کر کے غرق فنافی اَللّٰہُ ہونا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔"

بیت:۔" پُر عافیت عاقبت کا دارومدار رضائے الٰہی پر ہے جس کے لئے معرفتِ الٰہی کی ضرورت ہے اور معرفتِ الٰہی کا تعلق عبادت کے مغز سے ہے نہ کہ چھلکے سے۔"

ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:۔" اے موسیٰ! عبادت ایسی کیا کرو جس کا تعلق میری ذات سے ہو، بھلا تم کیسی عبادت کرتے ہو؟" موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:۔ "الٰہی! مَیں علم پڑھتا ہوں، نماز و روزہ و زکوٰۃ ادا کرتا ہوں، صدقہ خیرات کرتا ہوں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔" اے موسیٰ! یہ سب اعمال تو نفس کو آسائشِ تن مہیا کرنے، لذاتِ نعمائے بہشت سے بہرہ ور ہونے اور آتشِ دوزخ سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہیں۔" موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:۔ "الٰہی! وہ خاص عبادت کونسی ہے کہ جس کا تعلق تیری ذات سے ہے؟" فرمایا:۔" میری خاص عبادت محبت واخلاص سے ذکرِ اَللّٰہُ کا شغل ہے۔" فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔" جب تم نماز سے فارغ ہو لیا کرو تو ذکرِ اَللّٰہُ کیا کرو چاہے تم کھڑے ہو یا بیٹھے ہو یا لیٹے ہو۔" لوگ مسائلِ فقہ میں دلچسپی لیتے ہیں کہ اس سے (مفتی و قاضی بن کر) مال و زر کماتے ہیں۔ (لیکن ذکرِ خفیہ سے گریز کرتے ہیں کہ) ذکرِ خفیہ ننگی تلوار ہے جس سے نفس کے ساتھ جنگ لڑی جاتی ہے۔

بیت:۔" اے باھُو! فقر کیا چیز ہے؟ فقر وہ چیز ہے کہ جس سے خودی (انائے نفس) فنا ہوتی ہے اور علم وہ چیز ہے کہ جس سے خودی میں کبر وریا پیدا ہوتا ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔" حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح کہ آگ لکڑیوں کو۔" اے باھُو! وہ کون سی چیز ہے جو دونوں جہان سے افضل اور سونے چاندی سے زیادہ قیمتی ہے مگر لوگ اُس سے بے خبر ہیں؟ وہ چیز علم ہے، وہ علم کہ جس پر عمل کیا جائے، وہ عمل کہ جس سے معرفت حاصل ہو، وہ معرفت کہ جو توحیدِ باری تعالیٰ میں غرق کر دے، وہ توحید جو پاس انفاس سے کھلے، وہ پاس انفاس کہ جس سے حق الیقین کا خاص الخاص مرتبہ حاصل ہو، وہ

خاص الخاص مرتبہ جو مقامِ لاھوت لامکان میں فنا فی اَللّٰہُ کا مرتبہ ہے، جہاں فیض اللہ درست ہے، فیض اللہ درست کیا چیز ہے؟ فیض اللہ درست یہ ہے کہ بندہ قربِ خدا میں مست مگر شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوشیار ہو اور صاحبِ محبت، صاحبِ عشق فنا اور صاحبِ توحید محقق رضا ہو، اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بیت:۔ "علم کثیر ہے اور تیری عمر قلیل ہے، لہٰذا وہ شغل اختیار کر جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔"

جب تم دیکھو کہ کسی طالب پر ذکر فکر و مراقبہ سے راہِ باطن کا مشاہدہ نہیں کھل رہا ہے اور وہ صاحبِ سیاحت ہو کر رہ گیا ہے اور اس کا اعتقاد کہیں نہیں جم رہا ہے تو اُس سے کہو کہ وہ رات کے شروع میں یا آدھی رات کو یا رات کے آخری پہر میں کسی زندہ دل فقیر درویش یا لا یموت غوث و قطب کے مزار پر جائے اور قبر کے پاؤں کی طرف کھڑا ہو کر یا قبر پر گھوڑے کی طرح سوار ہو کر جتنا قرآن اُسے یاد ہو پڑھے۔ جونہی وہ ایسا کرے گا قبر اُسے برق رفتاری سے پل بھر میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دے گی یا توحیدِ وحدانیت میں غرق کر دے گی لیکن ایسا تب ہوگا جب وہ اولی الامر مرشدِ کامل کے حکم و اجازت سے یہ عمل کرے گا ورنہ خالی و بے حاصل رہے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ "جب تم اپنے معاملات میں حیران ہو جایا کرو تو اہل قبور سے مدد مانگ لیا کرو۔" اگر طالب وحشتِ قبر سے خوفزدہ ہو کر یہ عمل نہ کرے تو سمجھ لو کہ وہ طالبِ حق نہیں کہ ابھی وہ جان کی طمع رکھتا ہے۔

بیت:۔ "اے باھُو! میری یہ بات دل کے کان کھول کر سن لے کہ تُو اپنی جان راہِ حق میں قربان کر دے تاکہ تُو خوشی کے جام پی سکے۔"

مرشد مشفق و محرمِ اسرار مہرِ محبت کو کہتے ہیں۔ مرشد تلوار کی مثل ہے، اُس کے پاس وہ طالب جائے جو اپنا سر گردن سے جدا کرا سکتا ہو۔ مرشد چھری کی مثل ہے، اُس کے پاس وہ

طالب جائے جو خود کو اپنے ہی ہاتھوں ذبح کرا سکتا ہو۔ مرشد ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کی مثل ہے، اُس کے پاس وہ طالب جائے جسے اپنی جان کی طمع نہ ہو۔ مرشد فقر و فاقہ کی حویلی کی مثل ہے ،اُس کے پاس وہ طالب جائے جو فقر و فاقہ جھیل سکتا ہو۔ مرشد پھانسی کے پھندے کی مثل ہے، اُس کے پاس وہ طالب جائے جو سولی پر چڑھ سکتا ہو۔ مرشد آگ کی مثل ہے، اُس کے پاس وہ طالب جائے جو نفس کافر کو جلا سکتا ہو۔ جو طالب مرشد کے ساتھ با اخلاص رہنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اپنی نگاہ محبت پر رکھے نہ کہ نیکی و بدی پر کہ نیکی و بدی پر نظر رکھنا جاسوسوں کا کام ہے نہ کہ طالبانِ مولیٰ کا۔ایک بزرگ کے پاس ہزار طالب ایسے تھے جو بہتے ہوئے پانی پر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھ سکتے تھے۔ کسی نے اُن سے پوچھا:۔"اِن میں سے صاحبِ اعتقاد طالب کتنے ہیں؟" اُس نے جواب دیا:۔"تم خود تحقیق کرلو۔" وہ شخص طالبوں میں گیا، اُن کی تحقیق کی اور بزرگ سے کہا:۔" اِن میں سے چالیس طالب خاص اعتقاد والے ہیں۔" اُس بزرگ نے پوچھا:۔"اُن چالیس میں سے بہترین صاحبِ اعتقاد کتنے ہیں؟" اُس نے جواب دیا:۔"بیس۔" اُنہوں نے پوچھا:۔"بیس میں سے کتنے ہیں؟" جواب دیا:۔" دس۔" اُنہوں نے پوچھا:۔" دس میں سے کتنے؟ " جواب دیا:۔ "پانچ۔" اُنہوں نے پوچھا:۔"پانچ میں سے کتنے ہیں؟" جواب دیا:۔"دو اور وہ بھی ایسے کہ روئے زمین پر اُن جیسے کم ہی ہوں گے۔" بزرگ نے فرمایا:۔ " تمہارے پاس طالبوں کو پرکھنے والی نظر ہی نہیں۔ میرے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ یہ دونوں گواہی دینے کے قابل ہیں۔" جان لے کہ ایسے لائق اسرار طالبوں کا ملنا محال ہے جنہیں صاحبِ اسرارِ الٰہی بنایا جاسکے۔ اِس زمانہ کے طالب صاحبِ قرار ہیں۔ اِن کی مطلوب دنیائے دون ہے اور وہ اسی سے قرار پاتے ہیں۔

بیت:۔"اے باھُو! اِس دور کے طالب سراسر کمینے ہیں۔ اُنہیں اُس ذاتِ بے چگون (ذاتِ الٰہی) کی طلب ہی نہیں ہے۔"

اہل دوکان، صاحبِ طمع اور اہل نفس مرشد و طالب بہت ہیں مگر ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی نیک کردار طالب و مرشد ہوتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ "طاعت کرو اللہ کی، طاعت کرو اللہ کے رسول کی اور طاعت کرو اُس کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہو۔" پس مرشد بارگاہِ خداوندی سے جاری ہونے والے حکمِ قضا کی مثل ہے اور طالب آتش عشق میں جان کو کباب بنانے والے فرمانبردار عاشق کی مثل ہے۔ مرشد سمندر کی مثل ہے اور طالب موج کی مثل ہے، موج سمندر سے جدا ہوتی ہے نہ سمندر موج سے۔ یہی حال ہے فنافی الشیخ طالب کا۔ مرشد آنکھ کی مثل ہے اور طالب نظر کی مثل ہے، نظر آنکھ سے جدا ہوتی ہے نہ آنکھ نظر سے۔ علم شہد کی مثل ہے اور فقر شہادت کی مثل ہے۔ علم میں مفت کھانا، مفت پہننا، مفت پینا اور آرام کی نیند سونا ہے۔ علم سرگردانیٔ زبان کا نام ہے اور فقر فاقہ کشی میں جان جلانے کا نام ہے۔

بیت:۔ "جو علم تیرا باطن نہ سنوار سکے اُس سے جہالت بدرجہا بہتر ہے۔"

علم رستگاری (استحکام و آراستگی) ہے، جہالت معصیت و خواری ہے اور فقر دریائے جاری ہے۔ جوہرِ جہالت کا خریدار شیطان ہے، جوہرِ علم کا شناسا رحمٰن ہے، جوہرِ فقر کی کان لامکان ہے اور جوہرِ حیوان کے لئے کھانا پینا باعثِ جمعیتِ جان ہے۔

جوابِ فقیر باھُو:۔ "جوہرِ علم کا مقام آنکھ یا زبان ہے، جوہرِ فقر کا مقام سرو سینۂ جان ہے اور جوہرِ جہالت کا مقام مغزِ پریشان ہے۔ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ شیطان ظلمت ہی ظلمت ہے۔ فقر کے لئے الف "ا" چاہیے یعنی الوہیت اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ ا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ پھر چار "ب" چاہئیں، اوّل "ب" برکت بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ دوم "ب" بنائے اسلام، سوم "ب" بدی سے اجتناب اور چہارم "ب" بند کرنا ہوائے نفس کا۔ پھر سات "ت" چاہئیں، اوّل "ت" ترک، دوم "ت" توکل، سوم "ت" تکبیرِ تحریمہ، چہارم "ت" تواضع، پنجم "ت" تسلیم،

ششم "ت" تکبر سے خلاصی اور ہفتم "ت" تیاری برائے موت وقبر- اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس- اگر علم وعامل وفقرائے کامل نہ ہوتے تو بچے کھیل کود میں، نوجوان تکبر ومستی ہوا میں اور بوڑھے غیبت و بسیارگوئی میں مشغول رہتے اور بازی گری ومستی وہوا اور غیبت سے ہرگز باز نہ آتے- ذکر جوشِ دل کا نام ہے، صبر خونِ جگر پینے کا نام ہے- ذکر خاموشی وادب سے ہونا چاہیے، بہتر وہ ہے جو خود سے بے ہوش ہو نہ کہ خود فروش- فقیر دریا نوش ہوتا ہے اور خاموش رہتا ہے خواہ سراسر غرقِ سکر ہی کیوں نہ ہو- اِس نکتۂ وحدتِ الٰہ (عین الفقر) کو شاہ اورنگ زیب عالم گیر کے دورِ حکومت میں 1085 ہجری میں تحریر کیا گیا ہے- یہ کتاب عین الفقر سلطان العارفین برہان الواصلین واصل با "ھُوْ" فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ حضرت سلطان باھُو ولد محمد بازید عرف اعوان ساکن ڈیرہ سارنگ بلوچ کی تصنیف لطیف ہے- عوام کی حالت تو یہ ہے کہ مادر زاد اندھوں کی طرح لبِ گور تک بے معرفت چلے جاتے ہیں-

بیت:- "اے باھُو! ان بدکار لوگوں کی حقیقت تُو مجھ سے کیا پوچھتا ہے کہ یہ نسل در نسل بدکاری میں ملوث چلے آ رہے ہیں-"

اِس کے برعکس اہلِ معرفت وہ لوگ ہیں جنہوں نے وحدتِ حق کو پایا اور اُس میں اپنی جان کو کباب بنایا- واللہ اعلم بالصواب- الٰہی! تُو مغفرت فرما اُس کی کہ جس نے اِس کتاب کو تحریر کیا، جس نے اِسے اپنے پاس رکھا اور جس نے اِسے پڑھا اور اُس کی بھی مغفرت فرما کہ جس نے اِسے حسنِ اعتقاد سے دیکھا- وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ نُوْرِہٖ وَسِرِّ سِرِّہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○

مترجم:-

سید امیر خان نیازی سروری قادری